ہفتہ وار

سرفراز

لکھنؤ

المسجد الحرام بمكة المكرمة

المنظر الكلي للحرم ويرى فيه الكعبة الشريفة وبئر زمزم والمقامات الاربعة وباب السلام والناس يطوفون

ایڈیٹر مصطفیٰ حسن رضوی

indianmanuscript@gmail.com, noormicro@yahoo.com

سرفراز
لکھنؤ

رجب نمبر

جلد ۴۲ — نمبر ۲۴ و ۲۵

۱۷ نومبر سنہ ۱۹۶۴ء مطابق ۱۱ رجب المرجب سنہ ۱۳۸۴ھ

چندہ سالانہ ہندوستان ۷ر — چندہ سالانہ ممالک غیر ۹ر

فی پرچہ /۲۱ -

اس پرچے کی قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

ایڈیٹر : مصطفیٰ احسن رضوی

سید انصار حسین پرنٹر و پبلشر نے برائے آل انڈیا شیعہ کانفرنس سرفراز پریس لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر سرفراز قومی گھر سے شائع کیا!

indianmanuscript@gmail.com, noormicro@yahoo.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحات
۱	کتاب علی ابن ابی طالب اور خلفائے ثلاثہ	الحاج خان بہادر سید محمد عباس صاحب زیدی	۱ تا ۲۴
۲	شاہ عبدالعزیز دہلوی کا ایک دلچسپ خواب	جناب سید امیر حیدر صاحب	۲۵ تا ۲۹
۳	تمنائے دلِ آدم ریاضِ سرورِ عالم	جناب علامہ جمیل مظہری	۳۰
۴	عہدِ مرتضوی میں عدل و مساوات کی معراج	جناب مولانا ابوالکلام شمسی	۳۱ تا ۴۱
۵	نظم	جناب آرزو سہارنپوری	۴۲
۶	افراط و تفریط کی جولانیاں	محترمہ صابرہ نگہت حنفی	۴۳ تا ۴۷
۷	منقبت جناب امیر علیہ السلام	جناب حبیب الحسن صاحب عتیق	۴۸ تا ۴۹
۸	حیدر کرار	جناب مولانا احمد ایم۔ اے (فاضل دیوبند)	۵۰ تا ۵۵
۹	قصیدہ	جناب جعفری اعظم گڈھی	۵۶ و ۵۷
۱۰	علیؑ کی خلافت میں مساوات و جمہوریت	جناب سید حیدر رضا صاحب پاروی	۵۸ تا ۶۱
۱۱	امام فلک احتشام آرہا ہے	جناب ادیب پیرکانی	۶۱
۱۲	مولودِ کعبہ کے فضائل	جناب سرفراز حسین صاحب خبیر لکھنوی	۶۲ تا ۶۵
۱۳	نام علی اور ثابت لکھنوی	جناب مفتوں کوٹوی	۶۶ تا ۶۹
۱۴	قصیدہ	جناب نواب مرتضیٰ حسین صاحب	۶۹
۱۵	قصیدہ	جناب وشوناتھ پرشاد ماتھر	۷۰ و ۷۱
۱۶	نظم	جناب مضطر تاجپوری	۷۱
۱۷	تجلیات ایمان	جناب جگدیش پرشاد گپتا انجام	۷۲
۱۸	ترکیب بند	جناب مرزا جعفر حسین صاحب	۷۳ و ۷۴
۱۹	اداریہ	ادارہ	۷۵ و ۷۶
۲۰	امامیہ مشن کی ممبری کی قبول فرما کر نصرت اہلبیت کا فریضہ ادا کیجے	امامیہ مشن	۷۷
۲۱	امامیہ مشن کی دو عظیم خدمتیں	"	۷۸
۲۲	حسین مظلوم کے خون ناحق پر پردہ ڈالنے کی کوششیں آج بھی جاری ہیں	"	۷۹
۲۳	ممبران مشن کا زریں سلسلہ	"	۸۰ و ۸۱
۲۴	فہرست معطیان حسینی فنڈ	"	۸۲ تا ۸۶
۲۵	رجب سے محرم تک خصوصی رعایت	احباب پبلشرز	۸۷ تا ۹۰

کتاب علی ابن ابیطالب علیہ السلام و خلفائے ثلاثہ

تالیف حجۃ الاسلام آقائی آقا شیخ نجم الدین شریف عسکری

مترجمہ

الحاج خان بہادر سید محمد عباس صاحب زیدی جلالوی

آئی، اے، ایس

ریٹائرڈ جوڈیشل ممبر بورڈ آف ریونیو

اتر پردیش، انڈیا

indianmanuscript@gmail.com, noormicro@yahoo.com

فہرست مصادر کتاب علی بن ابیطالبؑ

(۱) اسد الغابہ در معرفت صحابہ از ابن اثیر جزری شافعی متوفا سال ۶۲۰ یا ۶۰۶ طبع مصر سال ۱۲۸۶ھ
(۲) استیعاب فی معرفۃ الاصحاب از ابن عبد اللہ نمری قرطبی متوفا سال
در ۴۲۳ھ طبع حیدر آباد دکن در ۱۳۱۸ھ
(۳) الاصابہ فی تمیز الصحابہ از ابن حجر عسقلانی احمد بن علی (۷۷۳-۸۵۲) طبع مصر ۱۳۲۷ھ
(۴) الاتحاف بحب الاشراف از شیخ عبد اللہ شیرازی شافعی، طبع مصر ۱۳۱۶ھ
(۵) بدایہ و نہایہ ابن کثیر ابی الفداء اسماعیل بن عمر قرشی دمشقی المتوفی
سنۃ ۷۷۴ھ، طبع مصر ۱۳۱۵
(۶) تاریخ الخلفائ جلال الدین سیوطی شافعی المتوفی ۹۱۱ھ طبع مصر ۱۳۰۵
(۷) تاریخ کامل ابن اثیر جزری مبارک بن محمد متوفائی سال ۶۰۶ طبع مصر سال ۱۳۰۳ھ
(۸) تاریخ ابن عساکر ابی القاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد الحسین شافعی ۴۹۹
(۵۷۱) طبع روضہ شام ۱۳۲۹ ہجری
(۹) تذکرہ خواص الامہ از ابی المظفر یوسف بن قزاعلی سبط ابن جوزی حنفی
(۵۸۲-۶۵۴) طبع ایران ۱۲۸۵ھ
(۱۰) تفسیر ثعلبی متوفائی ۴۳۰ھ بنام الکشف والبیان، جس کا تھوڑا سا قلمی حصہ میں نے خراسان میں آستانہ قدس رضوی کے کتب خانہ میں دیکھا۔
۱۱ تفسیر کشاف زمخشری، ۱۲۔ تفسیر طبری۔
۱۲ تفسیر کلبی محمد بن سائب بنام تسہیل در علوم تنزیل۔
۱۳ تفسیر خازن، علاء الدین علی بن ابراہیم معروف بخازن طبع مصر ۱۳۱۷ھ
۱۴ تفسیر نسفی ابراہیم بن معقل حنفی متوفی ۲۹۵ھ
۱۵ تفسیر در المنثور جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ ہجری
۱۶ حلیۃ الاولیاء ابی نعیم اصفہانی متوفی ۴۳۰ طبع مصر ۱۳۱۵ ہجری
۱۷ جامع صغیر سیوطی متقدم
۱۸ خصائص نسائی احمد بن شعیب خراسانی ۳۰۳ طبع مصر
۱۹ ذخائر العقبیٰ محب طبری احمد بن عبد اللہ شافعی (۶۱۵-۶۹۵) طبع مصر ۱۳۵۶ھ
۲۰ ریاض النظرہ محب طبری، طبع مصر۔

(۲۱) سنن ابو داؤد طیالسی متوفی ۲۰۴، طبع حیدر آباد ۱۳۲۱ ہجری
(۲۲) سنن ابن ماجہ قزوینی ابو عبد اللہ محمد بن یزید متوفی ۲۷۳ طبع مصر ۱۳۱۳ھ
(۲۳) صحیح بخاری محمد بن اسمٰعیل (۱۹۴-۲۵۶) طبع ہند ۱۲۷۲ ہجری۔
(۲۴) صحیح مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری متوفی ۲۶۱ طبع مصر ۱۳۲۲ ہجری
(۲۵) عقد الفرید ابن عبد ربہ اندلسی مالکی طبع بولاق ۱۳۰۲ ہجری
(۲۶) فرائد السمطین ابراہیم بن محمد حموینی شافعی متوفی ۷۲۲ خطی
(۲۷) صواعق محرقہ ابن حجر ہیتمی شافعی (۹۰۹-۹۷۴) طبع مصر ۱۳۰۸ ہجری
(۲۸) صحیح ترمذی یا جامع ترمذی تالیف ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ متوفی ۲۷۹ طبع ہند ۱۳۱۰
(۲۹) کنز العمال بتویب جمع الجوامع سیوطی تالیف ملا علی متقی ہندی متوفی ۹۷۵ طبع حیدر آباد ۱۳۱۳
(۳۰) منتخب کنز العمال تالیف ملا علی متقی جو ۱۳۱۳ ہجری میں مصر میں مسند احمد بن حنبل
کے حاشیہ میں چھپی ہے۔
(۳۱) مسند احمد بن حنبل رئیس مالکیہ (۱۶۴-۲۴۱) طبع مصر ۱۳۱۳
(۳۲) مستدرک الصحیحین حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ طبع حیدر آباد ۱۳۴۲ھ
(۳۳) مصابیح السنہ ابی محمد حسین بن مسعود فراء شافعی بغوی متوفی ۵۱۶ یا ۳۱۷ طبع مصر ۱۳۱۸
(۳۴) مقتل الحسینؑ موفق بن احمد خوارزمی
(۳۵) مناقب علی بن ابی طالبؑ از خوارزمی طبع ایران
(۳۶) مناقب علی ابن ابی طالبؑ مولفہ ابن المغازلی علی بن محمد شافعی متوفی ۴۸۳ قلمی
(۳۷) مودۃ القربیٰ مولفہ سید علی ہمدانی جو بشمول ینابیع المودۃ قندوزی حنفی ۱۳۰۱ ہجری میں
اسلامبول میں طبع ہوئی۔
(۳۸) نور الابصار مومن شبلنجی شافعی (۱۲۵۳-۱۲۹۸) طبع مصر ۱۳۳۲ ہجری
(۳۹) کفایت الطالب در مناقب علی ابن ابیطالبؑ مولفہ گنجی شافعی متوفی ۶۵۸ طبع نجف اشرف
(۴۰) کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق مولفہ عبد الرؤف مناوی متوفی ۱۰۳۱ھ جو جامع صغیر
سیوطی کے حاشیہ میں ۱۳۲۱ھ میں مصر میں چھپی۔
(۴۱) نزہۃ المجالس مولفہ صفوری شافعی طبع مصر ۱۳۲۰ھ
(۴۲) رشفۃ الصادی سید شہاب الدین علوی حسینی شافعی مصری۔ طبع مصر ۱۳۰۳
(۴۳) فصول المہمۃ ابن صباغ مالکی (۸۵۵-۷۸۴) قلمی
(۴۴) وفیات الاعیان ابن خلکان۔

تمام مخلوقات کے پروردگار کے لیے حمد اور جناب محمد مصطفےٰ اور آنحضرت کے نیک خاندان والوں اور مددگاروں بالخصوص ان کے چچازاد بھائی اور داماد علی ابن ابی طالبؑ کے لیے صلواۃ و درود زیبا ہو' وہ علیؑ جو کہ آزاد تھے اور جن کے متعلق صحابہ اور ان کی اولاد نے پیغمبرؐ سے ایسے فضائل روایت کئے ہیں جو کسی اور صحابی کے بارے میں روایت نہیں کئے۔

اما بعد مہربان و بے نیاز پروردگار کے عفو کا امیدوار نجم الدین شریف عسکری کہتا ہو کہ میں نے تھوڑی سی روایات سنی المذہب عالموں سے نقل کی ہیں جو انھوں نے اپنی کتابوں میں حضرت علیؑ کے فضائل کے متعلق بزرگ صحابہ اور ان کی اولاد مثل حضرت ابوبکر و حضرت عمر بن خطاب و حضرت عثمان بن عفان و حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عمر کی روایتوں سے نقل کئے ہیں۔ میں نے صحابہ کی روایتیں کتابوں میں خود مطالعہ کر کے ان کے علماء کے حوالہ سے اس رسالہ میں درج کی ہیں اور کتاب کا صفحہ' باب و فصل کا جہاں سے روایتیں لی گئی ہیں مکمل حوالہ دے دیا ہے اور مولف کے مذہب' تاریخ پیدائش اور وفات کا جہاں تک ممکن تھا تعین کر دیا ہے۔

سب سے پہلے میں نے حضرت علیؑ کے فضائل حضرت ابوبکر کی روایتوں سے نقل کئے ہیں ان کے بعد بترتیب حضرت عمر' حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ ابن عمر سے تحریر کئے ہیں۔

لا یجوز احد علی الصراط الا من کتب له علی الجواز

حدیث (۱) ابن حجر ہیتمی شافعی (۹۰۹۔۹۷۴) نے اپنی کتاب "صواعق محرقہ" طبع مصر ۱۳۰۸ کے صفحہ ۹۷ پر خود اپنی سند سے ابن سمان سے حضرت ابوبکر کی روایت نقل کی ہے کہ انھوں نے جناب رسول خداؐ کو فرماتے سنا کہ پل صراط سے کوئی شخص نہ گزر سکے گا جب تک اس کے پاس علیؑ کا پروانہ راہ داری نہ ہو گا۔

"سنن دار قطنی" میں روایت درج ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت عمر کی تجویز کردہ چھ آدمیوں کی مجلس شوریٰ میں فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آیا تمھارے درمیان کوئی میرے سوا ایسا ہے جس کے متعلق رسولؐ خدا نے فرمایا ہو کہ تم قیامت کے روز بہشت اور دوزخ کے قسیم ہو گے۔ سب نے کہا۔ خدا کی قسم نہیں۔ اسی قسم کی حدیث عنترہ نے حضرت امام علی رضاؑ سے نقل کی ہے۔

محب طبری شافعی (۶۱۵۔۶۹۴) نے اپنی کتاب "ذخائر العقبیٰ" طبع مصر ۱۳۵۶ کے صفحہ ۷۱ میں پل صراط کی حدیث زیر عنوان خصائص علیؑ حسب ذیل درج کی ہے:

قیس بن خاتم نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر نے حضرت علیؑ کو دیکھ کر تبسم فرمایا۔ آپ نے تبسم فرمانے کا

سبب پوچھا تو انھوں نے کہا کہ میں نے رسولؐ خدا کو فرماتے سنا ہے کہ کوئی شخص پل صراط سے نہیں گزر سکے گا جب تک کہ علیؑ کا پروانہ راہ داری اس کے پاس نہ ہو گا۔ ابن سمان کی کتاب "موافقہ" اور خوارزمی حنفی (۴۸۴۔۵۶۸) کی مناقب کی انیسویں فصل میں اور کتاب مقتل حسینؑ (جلد ۱ صفحہ ۳۹ طبع نجف ۱۳۶۷) میں بھی اس حدیث کا ذکر ہے۔

حموینی شافعی کی کتاب فرائد السمطین اور کتاب ریاض النظرہ میں تحریر ہے کہ صحابہ کے ایک گروہ نے جن میں حضرت ابوبکر' حضرت ابن عباس' ابن مسعود اور انس بن مالک شامل ہیں یہ حدیث بیان کی ہے۔

علی منی بمنزلتی من ربی

حدیث (۲) ابن سمان اپنی کتاب میں جیسا کہ صواعق محرقہ کے صفحہ ۱۰۸ سے ظاہر ہے روایت کی ہے کہ پیغمبرؐ کی وفات کے چھ دن بعد حضرت ابوبکر' حضرت علیؑ کے ہمراہ آنحضرتؐ کی قبر مبارک کی زیارت کو آئے۔ حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ آپ آگے چلئے۔ حضرت ابوبکر نے جواب دیا کہ میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کر سکتا جس کے متعلق رسالتمآبؐ نے فرمایا ہو کہ علیؑ کو میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو مجھ کو اپنے پروردگار سے نسبت ہے۔

النظر علی وجه علی عبادة

حدیث (۳) صاحب صواعق محرقہ نے صفحہ ۱۰۸ میں نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر' حضرت علیؑ کے چہرہ کو بہت دیکھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ نے اس کا سبب پوچھا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ میں نے رسولؐ کریم سے سنا ہے کہ علیؑ کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔

اس حدیث کو جو حضرت علیؑ کے متعلق ہے پیغمبرؐ کے تیرہ اصحاب نے بہ اختلاف الفاظ مثل حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت عائشہ' ابن مسعود' انس بن مالک' ثوبان' معاذ بن جبل' جابر بن عبداللہ' عمران بن حصین' عمرو بن عاص' ابوہریرہ اور ابوذر نے بیان کیا ہے۔

علی اقرب الناس الی رسول اللہ

حدیث (۴) خوارزمی نے اپنی مناقب کی فصل ۱۴ صفحہ ۹۷ پر اپنی سند سے شعبی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر نے حضرت علیؑ کو اپنے سامنے آتے دیکھا۔ انھوں نے کہا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ رسولؐ خدا سے قریب ترین' بلند مرتبہ' خدا کی راہ میں سب سے زیادہ تکلیف اٹھانے والے اور خدا کے نزدیک سب سے بزرگ کی طرف نگاہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ اس شخص (حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کر کے) کی طرف نگاہ کرے کیونکہ میں نے رسولؐ خدا کو فرماتے سنا ہے کہ وہ یقیناً آدمیوں پر مہربان ہے اور نہایت نفس کش اور بردبار ہے۔

کفی و کف علی فی العدل سواء

حدیث (۵) موافق بن احمد خوارزمی حنفی (۴۸۴۔۵۶۸) نے اپنی کتاب "مناقب" کی انیسویں فصل صفحہ ۲۰۵ پر اپنی سند سے حبشی بن جنادہ سے نقل کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ ایک روز میں حضرت ابوبکر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ جس شخص سے رسولؐ خدا نے کوئی وعدہ کیا ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ ایک آدمی اٹھا اور کہا کہ رسولؐ خدا نے مجھ سے تین مٹھی خرمے دینے کا وعدہ فرمایا تھا' حضرت ابوبکر نے کہا کہ علیؑ کو بلا لاؤ۔ حضرت علیؑ آئے ان سے حضرت ابوبکر نے کہا کہ اے ابوالحسن اس شخص کا دعویٰ ہے کہ رسولؐ خدا نے اس کو تین مٹھی خرمے دینے کا وعدہ فرمایا تھا' آپ اس کو تین مٹھی خرمے دے دیجئے۔ جب حضرت علیؑ نے تین مٹھی خرمے علیحدہ کر دیئے تو حضرت ابوبکر نے کہا کہ

ان کو شمار کیا جائے۔ جب گنتی کی گئی تو ہر مٹھی میں ساٹھ دانے خرموں کے تھے۔ حضرت ابو بکر نے کہا کہ خدا اور اُس کے رسولؐ نے ٹھیک فرمایا تھا' ہجرت کی رات کو جب میں آنحضرتؐ کے ہمراہ غار سے باہر آیا اور ہم مدینہ کی جانب چلے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابو بکر میری اور علیؑ کی مٹھی برابر ہے۔

جلال الدین سیوطی شافعی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفا (جلد ا صفحہ ۳۷) میں حدیث کے آخر میں لکھا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میرا اور علیؑ کا ہاتھ انصاف کرنے میں برابر ہو۔

كفي وكف علي في العدل سواءٌ

حدیث (٦) اپنی کتاب کفایت الطالب میں صفحہ ۱۲۹ پر گنجی شافعی نے نقل کیا ہے کہ مالک بن انس نے بقول زہری حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر نے ہم سے حدیث بیان کی کہ انھوں نے ابو ہریرہ سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ میں پیغمبرؐ کی خدمت میں گیا۔ آنحضرتؐ کے سامنے خرمے رکھے تھے۔ میں نے آنحضرتؐ کو سلام کیا۔ آنحضرتؐ نے میرے سلام کا جواب دیا اور ایک مٹھی خرمے مجھ کو دیئے۔ میں نے اُن کو شمار کیا تو تہتر۷۳ دانے نکلے۔ آنحضرتؐ کے پاس سے اُٹھ کر علی ابن ابی طالبؑ کی خدمت میں گیا ان کے پاس بھی ایک برتن میں خرمے تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انھوں نے مجھ کو جواب دیا اور ہنس کر ایک مٹھی خرمے مجھ کو دیئے جب میں نے ان کو گنا تو تہتر۷۳ دانے تھے۔ میں نے اس پر بہت تعجب کیا اور آنحضرتؐ کے پاس واپس آیا اور عرض کیا کہ اے رسولؐ اللہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ایک مٹھی خرمے مجھ کو عطا فرمائے' جب میں نے ان کو شمار کیا تو تہتر۷۳ دانے تھے۔ اس کے بعد میں علی ابن ابی طالبؑ کے پاس گیا تو ان کے سامنے بھی خرمے رکھے تھے اور انھوں نے بھی مجھ کو مٹھی بھر خرمے دیئے ان کو بھی میں نے گنا تو تہتر۷۳ دانے پائے اس پر میں نے تعجب کیا۔ پیغمبرؐ نے تعجب سے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ کیا تم نہیں جانتے کہ میرا ہاتھ اور علیؑ کا ہاتھ عدالت میں یکساں ہے۔ اس کے بعد تحریر کیا ہے کہ محدث شام نے اس حدیث کو محدث عراق کی حدیث کی طرح یکساں نقل کیا ہے اور یہ بات نادر ہوتی ہے اور بعضوں نے اس کا نام "روایت اقران" رکھا ہے اور حدیث کے حفاظ کی ایک جماعت نے اس قسم کی احادیث اور اخبار کو جمع کیا ہے۔

حدیث (۷) خوارزمی حنفی نے 'مناقب' کی فصل انیس۱۹ صفحہ ۲۰۶ پر یونس بن سلیمان تمیمی کی سند سے اور انھوں نے اپنے باپ زید بن تبیع کی سند سے روایت کی ہے کہ زید نے حضرت ابو بکر کو کہتے ہوئے سُنا کہ انھوں نے سرورِ کائناتؐ کو دیکھا کہ چادر اوڑھے ہوئے تھے اور عربی کمان پر تکیہ کئے ہوئے تھے' اس چادر کے اندر علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ تھے۔ رسول خدا نے فرمایا کہ اے میرے مسلمانو! میں ہر اس شخص سے جو ان لوگوں سے جو اس چادر کے اندر ہیں لگاؤ رکھے گا لگاؤ رکھوں گا اور جو ان سے مخالفت کرے گا میں اس سے مخالفت کروں گا۔ ان کے دوستوں کا میں دوست ہوں اور ان کے دشمنوں کا میں دشمن ہوں' ان لوگوں سے سوائے نیک بخت اور حلال زادوں کے کوئی دوستی نہ کرے گا اور ان سے سوائے بدبخت اور حرام زادوں کے کوئی دشمنی نہ کرے گا۔ کسی نے زید سے پوچھا کہ اے زید! آیا یہ حدیث تو نے خود حضرت ابو بکر کو بیان کرتے ہوئے سُنی۔ زید نے جواب دیا کہ کعبہ کے پروردگار کی قسم' ہاں۔

شریف عسکری کہتا ہے کہ اسی مفہوم کی بہت سی حدیثیں اور بھی ملتی ہیں۔ علماء نے اس حدیث کا نام 'حدیث کساء' رکھا ہے۔

خصائص علیؑ

حدیث (۸) خوارزمی نے اپنی کتاب 'مناقب' کی ساتویں فصل صفحہ ۹۵ پر اپنی سند سے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فرماتے تھے کہ رسولؐ خدا کے صحابہ کی اٹھارہ فضیلتیں ہیں جن میں کی تیرہ صرف علیؑ کے لیے ہیں اور باقی پانچ میں بھی علیؑ ہمارے ساتھ شریک ہیں۔ طبرانی نے اپنی کتاب 'المعجم' میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ علیؑ کی اٹھارہ فضیلتیں ہیں جو اس اُمت کے کسی شخص میں نہیں ہیں۔

میزان ایمان علیؑ

حدیث (۹) محب طبری شافعی نے اپنی کتاب 'ذخائر العقبیٰ' کے صفحہ ۱۰۰ پر اپنی سند سے حضرت عمر ابن خطاب سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں رسولؐ خدا پر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اگر سات آسمان اور زمین ترازو کے ایک پلہ میں رکھے جائیں اور علیؑ کا ایمان دوسرے پلے میں رکھا جائے تو ایمان علیؑ کا پلہ جھک جائے گا۔

اہل سنت کی بہت سی احادیث میں اس حدیث کو ایک تمہید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ سید علی ہمدانی شافعی کی "مودۃ القربیٰ" میں تحریر ہے کہ دو آدمی حضرت عمر بن خطاب کی خدمت میں آئے اور اُن سے کنیز کی طلاق کے متعلق مسئلہ پوچھا' وہ ان دونوں کو اس حلقہ میں جس میں مرد اصلعی' بیٹھا تھا لے گئے اور کہا کہ اے اصلع کنیز کی طلاق کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ اپنی کلمہ کی اور بیچ کی انگلیوں سے اشارہ کیا۔ حضرت عمر ان دونوں آدمیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ کنیز کی طلاق دو بار ہوتی ہے اور یہ بھی ان سے کہا کہ یہ علی ابن ابی طالبؑ ہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے سرورِ عالمؐ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اگر اہل آسمان اور زمین کا ایمان ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور علیؑ کا ایمان دوسرے پلہ میں تو "ایمانِ علیؑ" کا پلہ غالب رہے گا۔

شریف عسکری کہتا ہے کہ خوارزمی حنفی نے اپنی 'مناقب' کی تیرھویں فصل میں دو سندوں سے اس حدیث کو عبیرہ سے جس نے اپنے باپ اور دادا سے سُنا اس طرح روایت کی ہے کہ دو آدمی حضرت عمر کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کہ کنیز کی طلاق کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ حضرت عمرؓ اُٹھے اور اس حلقہ میں جہاں 'مرد اصلعی' بیٹھا تھا آئے اور اس سے پوچھا کہ کنیز کی طلاق کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے۔ اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ دو مرتبہ' ان میں سے ایک آدمی نے حضرت عمر سے کہا کہ بوجہ اس کے کہ آپ خلیفہ ہیں' ہم آپ کے پاس کنیز کے متعلق طلاق کا مسئلہ پوچھنے آئے آپ ایک مرد کے پاس گئے اور اس سے مسئلہ پوچھا اور اس نے خدا کی قسم آپ سے بات بھی نہیں کی۔ حضرت عمر نے کہا کہ تم پر افسوس ہے' کیا تم نہیں جانتے کہ یہ مرد کون ہے۔ یہ مرد علی ابن ابی طالبؑ ہے جس کے بارے میں میں نے خود رسولؐ خدا کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ اگر سات آسمان اور زمین کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھیں اور ایمان علیؑ کو دوسرے پلہ میں رکھیں تو ایمان علیؑ کا پلہ آسمانوں اور زمین کے پلہ سے بھاری ہو گا۔

حضرت علیؑ کی تین خصوصیتیں جن کی حضرت عمر کو تمنا تھی"

حدیث (۱۰) خوارزمی حنفی نے اپنی 'مناقب' کی انیسویں فصل میں صفحہ ۲۳۲ پر اپنی سند سے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ علی ابن ابی طالبؑ کو تین فضیلتیں عطا ہوئی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھ کو حاصل ہوتی تو سرخ بال والے اونٹوں سے زیادہ اس کو پسند کرتا۔ ان سے پوچھا کہ اے امیر المومنین وہ کونسی فضیلتیں ہیں' جواب دیا۔

(۱) فاطمہؑ دختر رسولؐ خدا کی ان سے شادی ہونا۔

(۲) علیؑ کا رسولؐ خدا کے ساتھ مسجد نبویؐ میں رہنا اور جو رسالتمآبؐ کے لیے جائز تھا ان کے لیے بھی جائز تھا۔

(۳) خیبر کی فتح کے لیے علیؑ کو علم دینا۔

بہت سے اہل سنت کے علماء نے اس حدیث کو کئی طریقوں سے بیان کیا ہے۔

علیؑ کے فضائل بیشمار ہیں

حدیث (۱۱) سید علی شافعی ہمدانی نے (ینابیع المودۃ جلد ۱ صفحہ ۲۴۹ ملاحظہ ہو) مودۃ خامسہ ذوالقربیٰ کے ضمن میں اپنی سند سے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر دریا سیاہی ہو جائیں اور تمام درخت قلم ہو جائیں اور تمام آدمی کاتب ہو جائیں اور جنات حساب کرنے والے ہو جائیں تو اے ابو الحسن تمہارے فضائل کو شمار نہیں کر سکتے۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ

حدیث (۱۲) سید علی شافعی ہمدانی نے اپنی مودۃ القربیٰ میں اپنی سند سے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی ہے (ملاحظہ ہو ینابیع المودۃ جلد ۱ صفحہ ۲۴۹) کہ انہوں نے کہا کہ رسولؐ خدا نے علیؑ کو بلند کیا اور فرمایا کہ جس شخص کا میں مولا اور آقا ہوں علیؑ بھی اس کے مولا اور آقا ہیں' بار خدایا اس کے دوست کو دوست رکھنا' اس کے دشمن کو دشمن رکھنا' جو اس سے ترک موالات کرے اس سے ترک موالات کرنا اور جو اس کی مدد کرے اس کی مدد فرمانا' بار خدایا تو ان لوگوں کے لیے میرا گواہ ہے۔ حضرت عمر بن خطاب نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ میرے پہلو میں ایک خوبصورت جوان جس کے کپڑوں سے خوشبو آتی تھی بیٹھا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ اے عمرؓ رسولؐ خدا نے ایسا عہد لیا ہے کہ سوائے منافق کے کوئی اس کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ رسولؐ خدا نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا' اے عمر وہ شخص انسان نہ تھا بلکہ وہ جبرئیل تھے اور چاہتے تھے کہ جو کچھ میں نے کہا تھا اس کی تمہارے سامنے تائید کر دیں۔

یہ حدیث سترہ صحابہ نے باختلاف الفاظ بیان کی ہے جو اہل سنت کی کتابوں میں نقل کی گئی ہے۔

"اے علیؑ قیامت کے دن تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوگا"

حدیث (۱۳) محب طبری نے ذخائر العقبیٰ میں اپنی سند سے بعنوان "ہر جا پیغمبرؐ در آید علی با اوست" حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسولؐ خدا کو علیؑ سے فرماتے ہوئے سنا کہ اے علیؑ روز قیامت تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوگا اور جہاں میں جاؤں گا وہاں تم جاؤ گے۔

"کفایت الطالب" کے اکتالیسویں باب میں گنجی شافعی نے اپنی سند سے "انس" سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ (اے علیؑ) روز قیامت بہشت کے ناقوں میں سے ایک ناقہ لایا جائے گا اور تم میرے پہلو بہ پہلو اس پر سوار ہو گے یہاں تک کہ بہشت میں داخل ہو گے۔

ابن عمر کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر زخمی ہو گئے اور شوریٰ کا فرمان جاری کیا' ان سے پوچھا گیا کہ علیؑ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ جواب دیا کہ میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ اے علیؑ روز قیامت جہاں کہیں میں جاؤں گا تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوگا۔"

شریف عسکری کہتا ہے کہ یہ حدیث حسن اور عالی ہے اور اس سے حضرت علیؑ کا بلند مرتبہ ظاہر ہوتا ہے۔

"کسی کو حضرت علیؑ کا سا بلند درجہ حاصل نہیں ہوا"

حدیث (۱۴) ذخائر العقبیٰ کے صفحہ ۱۶ پر اسی عنوان کے تحت میں حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ کسی نے علیؑ کی مانند فضیلتیں حاصل نہیں کی ہیں۔ اپنے دوست کو سیدھا راستہ دکھاتے ہیں اور ہلاکت سے بچاتے ہیں۔

ان اللہ خلق ملائکۃ من نور وجہ علی بن ابی طالب

حدیث (۱۵) خوارزمی حنفی نے اپنی کتاب مناقب کی انیسویں فصل صفحہ ۲۲۰ پر اپنی سند سے حماد بن ثابت بنانی سے انھوں نے عبید بن عمر لیثی سے اور انھوں نے حضرت عثمان بن عفان سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے کہا کہ بالتحقیق خدا تعالیٰ

نے ایک فرشتہ علیؑ کے چہرہ کے نور سے پیدا کیا ہے۔

گنجی شافعی نے اپنی کتاب کفایت الطالب' کے صفحہ ۱۵ پر حدیث لکھی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے چوتھے آسمان پر علیؑ کے نور سے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جس کی ملائکہ جمعہ کی رات اور دن میں زیارت کرتے ہیں اور باب ۲۶ میں جس کا عنوان "ملائکہ و بہشت کا علیؑ کے دیکھنے کا اشتیاق اور ان کے دوستوں کے لیے استغفار کرنا" اپنی سند سے 'انس' سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ بہشت تین شخصوں کا مشتاق ہے :۔ علیؑ و عمارؓ و سلمانؓ' اور مکرر اپنی سند سے 'انس' سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ معراج کی شب میں جب میں آسمان پر گیا میں نے وہاں ایک فرشتہ کو دیکھا کہ نور کے تخت پر بیٹھا ہے اور فرشتے اس کے چاروں طرف جمع ہیں۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ فرشتہ کون ہے۔ انھوں نے کہا کہ آپ اس کے نزدیک جائیے اور اس کو سلام کیجئے۔ جب میں اس کے نزدیک گیا اور سلام کیا تو ناگاہ میں نے دیکھا کہ میرا چچازاد بھائی علیؑ ہے۔ میں نے کہا کہ وہ مجھ سے پہلے چوتھے آسمان پر پہونچ گیا۔ جبرئیل نے کہا کہ اے محمدؐ! نہیں' فرشتوں کو بوجہ علیؑ سے محبت کے ان کی جدائی کی شکایت تھی' خداوند تعالیٰ نے اس فرشتہ کو علیؑ کے نور سے ان کی صورت پیدا کیا اور ہر جمعہ کی شب و روز میں فرشتے ستر ہزار مرتبہ اس کی زیارت کرتے ہیں اور خداوند کریم کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں جس کا ثواب علیؑ کے دوستوں کو ہدیہ کرتے ہیں۔

"علیؑ بحق قضاوت کنندہ تر است"

حدیث (۱۶) ابن حجر نے صواعق محرقہ کی تیسری فصل کے صفحہ ۷۸ پر جس میں حضرت علیؑ کی مدح صحابہ کی زبانی بیان کی ہے طبقات ابن سعد کے حوالہ سے اپنی سند سے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کہ ہمارے سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علیؑ ہیں۔

جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء کی جلد ۱ صفحہ ۶۶ پر حضرت علیؑ کے فضائل کے ذکر کے باب میں ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ علیؑ سے سوال کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ رسولؐ خدا کے تمام اصحاب سے آپ حدیثیں زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میں آنحضرتؐ سے پوچھتا تھا تو جواب دیتے تھے اور جب میں خاموش رہتا تھا تو مجھ سے گفتگو شروع فرما دیتے تھے۔ حاکم نے روایت کی ہے کہ ابن مسعود کہتے تھے کہ اہل مدینہ کے سب سے بہتر قاضی علیؑ ہیں اور سعید بن مسیب نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب اس مشکل سے جس کے حل کرنے کے لیے ابو الحسنؑ نہ ہوں خدا کی پناہ مانگتے تھے۔

محب طبری نے ذخائر العقبیٰ طبع مصر ۱۳۵۶ کے صفحہ ۸۲ پر لکھا ہے کہ حضرت عمر نے ایک عورت کے متعلق جس نے چھ مہینہ کا بچہ جنا تھا مسئلہ پوچھا جب حضرتؑ نے جواب دیا تو فرمایا۔ "لولا علی لہلک عمر" یعنی اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

یحییٰ بن عقیل نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر کسی مشکل مسئلہ کو حضرت علیؑ کے پاس لے جاتے تھے اور وہ اس کو حل کر دیتے تھے تو حضرت عمر کہتے تھے کہ اے علیؑ تمہارے بعد خدا مجھ کو زندہ نہ رکھے۔

گنجی شافعی نے کفایت الطالب کے صفحہ ۱۰۴ پر پیغمبرؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارے درمیان سب سے بہتر قاضی علیؑ ہے' اس کے بعد فرمایا کہ علیؑ صحابہ کے اعلم ہیں۔ گنجی شافعی کہتے ہیں کہ اس کے ثبوت میں دلائل ہیں۔ آنحضرتؐ نے پہلے فرمایا۔ "اقضاکم علی" تمہارا سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا علیؑ ہے اور قاضی ہر علم کا محتاج ہوتا ہو اور چونکہ قضاوت میں حضرت علیؑ کو سب پر ترجیح دی تو ضروری ہوا کہ سب علوم میں بھی ان کو ترجیح دی جائے۔ لیکن دوسرے اصحاب آپس میں ایک دوسرے

پر ایک علم میں برتری رکھتے تھے چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ زید تم سب سے زیادہ فرض کا جاننے والا ہے اور اُبیؔ تم سب سے بہتر قرأت جاننے والا ہے اور حلال وحرام کا تم سب سے زیادہ جاننے والا معاذ بن جبل ہے اور تم میں سب سے زیادہ راست گو ابوذر ہے۔ اور سرورِ کائناتؐ خود ہر صحابی کے اوصاف کو اچھی طرح جانتے تھے اس لیے ہر ایک صحابی کی ایک فضیلت ذکر فرمائی اور چونکہ چاہتے تھے کہ ان سب فضیلتوں کا ذکر ایک لفظ میں علیؑ کے لئے کریں لہذا وہ سب ایک لفظ میں ادا فرما دیں۔ ہم نے یہ بات یوں کہی کہ جب تک کہ فقیہ کو فرائض، کتاب، سنت، کتابت اور حلال وحرام کا علم نہ ہو تو وہ قاضی ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا، ان سب باتوں کے علاوہ راستگو بھی ہو۔ اگر حضور صرف یہی فرما دیتے کہ علیؑ تمھارے قاضی ہیں تو سب فضائل اس میں شامل ہو جاتے لیکن "اقضاکم علی" فرما کر آنحضرتؐ نے علیؑ کی برتری ظاہر فرمائی۔

اس کے بعد گنجی شافعی نے حضرت عمر کا حضرت علیؑ سے اس عورت کا جس نے چھ مہینہ کا بچہ جنا تھا اور اس عورت کا جس نے زنا کا اقبال کیا درانحالیکہ حاملہ تھی اور دوسرے مطالب کا ذکر کیا ہے جن کا ذکر کرنا موجب طوالت ہو گا۔

"علیؑ ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہیں اور جس کے وہ مولا نہیں ہیں وہ مومن نہیں ہے"

حدیث (۱۷) ذخائر العقبیٰ کے صفحہ ۶۸ پر حضرت عمر سے روایت ہے کہ دو اعرابی ان کے پاس فیصلہ کے لئے آئے۔ حضرت عمر نے حضرت علیؑ سے کہا کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔ حضرت علیؑ نے فیصلہ کر دیا۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ ہمارا فیصلہ کریں گے۔ حضرت عمر لپکے اور اس کے کان کو پکڑا اور فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے کیا تو جانتا ہے کہ یہ کون ہیں۔ یہ میرے مولا ہیں اور ہر مومن کے مولا ہیں، جس شخص کے یہ مولا نہیں ہیں وہ مومن نہیں ہے۔

موفق بن احمد خوارزمی حنفی نے اپنی 'مناقب' کی فصل ۱۴ میں اسی مضمون کی حدیث اپنی سند سے یعقوب بن اسحٰق بن اسرائیل سے نقل کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ ایک مسئلہ میں ایک آدمی نے حضرت عمر سے نزاع کی۔ حضرت عمر نے کہا کہ یہ شخص جو بیٹھا ہے میرے اور تمھارے درمیان 'حکم' ہو گا اور ہاتھ سے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی طرف اشارہ کیا۔ اس آدمی نے کہا کہ یہ کون ہے۔ حضرت عمر اُٹھے اور اس کے دونوں کان پکڑ کر اس کو زمین سے بلند کیا اور کہا کہ تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے کس کی توہین کی۔ یہ علی ابن ابی طالبؑ ہیں اور میرے مولاؑ اور ہر مسلمان کے مولاؑ ہیں۔

اسی مضمون کی دوسری حدیث ذخائر میں اس طرح نقل کی گئی ہے کہ بریدہؓ حضرت علیؑ سے بغض رکھتے تھے، پیغمبرؐ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم علیؑ سے بغض رکھتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا۔ جی ہاں! رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ اُن سے بغض نہ رکھنا اور اگر ان کو دوست رکھتے ہو تو زیادہ دوست رکھنا۔ بریدہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سوائے رسولؐ خدا کے کوئی شخص میرے نزدیک حضرت علیؑ سے زیادہ محبوب نہ تھا۔

دوسری روایت ہے کہ پیغمبرؐ نے اُن سے فرمایا کہ علیؑ کی بُرائی کبھی نہ کرنا کیونکہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور وہ میرے بعد تمھارا ولی ہے۔

موفق بن احمد خوارزمی حنفی نے اپنی 'مناقب' کے صفحہ ۳۵ پر 'اُبی' سے حدیث بیان کی ہے جس سے حضرت علیؑ کی دو فضیلتیں ثابت ہوتی ہیں، اپنی سند سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے کہ اُبی نے کہا کہ خیبر کے دن پیغمبرؐ نے علم علی ابن ابیطالبؑ کو دیا اور خدا نے ان کے ہاتھوں سے فتح عطا فرمائی اور غدیر خم کے دن ان کو بلند کیا اور آدمیوں کو آگاہ کیا کہ وہ ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت کے ولی ہیں۔

"علیؑ ایمان اور اسلام میں سب کے مقدم ہیں"

حدیث (۱۸) خوارزمی نے اپنی 'مناقب' کے صفحہ ۳۲ پر اپنی سند سے امون کے وصی ابراہیم بن سعید جوہری سے نقل کی ہے کہ

ہارون رشید نے اپنے بزرگوں سے اور انھوں نے عبداللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب کو ایک جماعت سے جو ان سے سابقین اسلام کا تذکرہ کر رہی تھی حضرت علی کے متعلق یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے رسولؐ خدا کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ علی میں تین خصائص ہیں جن میں سے اگر ایک بھی مجھ کو نصیب ہوتی تو دنیا کی ہر چیز سے اس کو زیادہ محبوب رکھتا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں، ابو عبیدہ، ابوبکر اور بہت سے صحابہ رسالتمآبؐ کی خدمت میں حاضر تھے جس وقت آنحضرتؐ نے اپنا ہاتھ علیؑ کے شانہ پر مارا اور فرمایا اے علیؑ! تم ایمان لانے والوں میں سب سے پہلے ایمان لائے اور اسلام قبول کرنے والوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور تمھاری نسبت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔

علی متقی حنفی نے اس حدیث کو اپنی کنز العمال کی جلد ۶ صفحہ ۳۹۲ پر کچھ اضافہ کے ساتھ نقل کیا ہے...... کہ عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب کو کہتے ہوئے سُنا کہ علی ابن ابیطالبؑ کا ذکر احتیاط سے کرو، میں نے خود رسولؐ خدا کو فرماتے سُنا ہے کہ علیؑ میں تین خصلتیں ہیں کہ اگر ان میں سے ایک آلِ خطاب میں ہوتی تو مجھ کو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہوتی، میں، ابوبکرؓ، ابو عبیدہ اور چند دوسرے اصحاب رسولؐ خدا ام سلمہؓ کے مکان پر گئے، علیؑ مکان کے دروازے پر کھڑے تھے، ہم نے کہا کہ ہم رسولؐ خدا سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ علیؑ نے کہا کہ ابھی باہر تشریف لا رہے ہیں، رسولؐ خدا باہر تشریف لائے اور ہم ان کے قریب گئے۔ علی ابن ابیطالبؑ پر سہارا لیا اور اپنا ہاتھ علیؑ کے کاندھے پر رکھا اور فرمایا کہ اے علیؑ تم دشمنی کا شکار ہو گے اور کامیاب ہو گے۔ تم مومنوں میں سب سے پہلے مومن ہو، ایام خدا میں سب سے زیادہ دانا، اس کے عہد کے وفا کرنے میں سب سے زیادہ وفادار، حصہ بانٹنے میں سب سے زیادہ عادل، رعیت پر سب سے زیادہ مہربان اور مصیبت میں سب سے زیادہ مستقل مزاج ہو۔ تم میرے قوت بازو ہو اور میرے غسل دینے والے اور دفن کرنے والے ہو اور ہر سختی اور مشکل میں پیش رو ہو اور میرے بعد کفر کی طرف نہیں لوٹو گے، لوائے حمد کو میرے آگے آگے لے کر چلو گے اور میرے حوض سے نااہلوں کو دور کر دو گے۔ اس کے بعد ابن عباس نے اپنی رائے کا اظہار کیا کہ علیؑ رسولؐ خدا کے داماد ہونے میں کامیاب ہوئے۔ سخی ہیں اور راہ خدا میں دل کھول کر خرچ کرتے ہیں، تنزیل قرآن کے جاننے والے ہیں اور اس کی تاویل میں فقیہ ہیں۔ اپنے ہمسر کو زیر کرنے والے ہیں۔

علی متقی نے اپنی منتخب کنز العمال میں جو مسند احمد بن حنبل کے حاشیہ میں چھپی ہے مسند کے جزء ۶ صفحہ ۳۹۵ کے حوالے سے اسی حدیث کے ضمن میں حضرت عمر سے نقل کی ہے کہ پیغمبرؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ تمھاری نسبت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی اور وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو یہ گمان رکھتا ہے کہ وہ تمھارا دشمن ہوتے ہوئے میرا دوست ہے۔

دوسری کتابوں میں بھی یہ حدیث تھوڑے سے اختلاف سے حضرت عمر سے روایت کی گئی ہے۔

حضرت عمر کی حدیث خیبر کے دن علم کے متعلق

حدیث (۱۹) کنز العمال کی جلد ۶ صفحہ ۳۹۵ پر ابن عمر نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میں کل ایسے شخص کو علم دوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں، کرار ہے اور غیر فرار ہے اور خداوند تعالیٰ اس کے ہاتھ سے فتح مندی عطا فرمائے گا۔ جبرئیل اس کی داہنی جانب اور میکائیل اس کی بائیں جانب ہوں گے۔ سب لوگوں نے وہ رات کل کے اشتیاق میں گزاری، صبح کو رسولؐ خدا نے فرمایا کہ علیؑ کہاں ہیں، لوگوں نے کہا کہ اے رسولؐ خدا ان کو نظر نہیں آتا۔ فرمایا کہ ان کو میرے پاس بلا لاؤ۔ جب ان کو بلا کر لائے، پیغمبرؐ نے فرمایا کہ میرے قریب آؤ، علیؑ جناب رسالتمآبؐ کے نزدیک گئے۔ جناب رسولؐ خدا نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور ہاتھ سے ملا۔ علیؑ جناب رسولؐ خدا کے پاس سے صحیح سالم

اُٹھے. گویا آنکھوں میں تکلیف تھی ہی نہیں' یہ حدیث بہت مشہور ہے اور اہل سنت کے علماء نے اپنی اکثر کتابوں میں نقل کی ہے اور صحاح ستہ میں بھی منقول ہو.

علی متقی حنفی نے اپنی منتخب کنز العمالؒ میں جو مسند احمد بن حنبل طبع مصر ۱۳۱۳ کے حاشیہ پر چھپی ہے جلد ۴ صفحہ ۱۳۰ پر یہ حدیث اس طرح بیان کی ہے کہ ایاس بن سلمہ سے روایت ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے کہا کہ مُرحب' خیبر کے دن علیؑ کے مقابلہ پر جنگ کے لیے نکلا اور کہا:۔

بدانند خیبر کہ من مرحبم ❊ مجرب بیلے غرق در آہنم
چہ شعلہ کشد جنگ مرد شِ منم

خیبر والے جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں' تجربہ کار بہادر سراپا مسلح' میں وہ ہوں جو جنگ کو شعلہ کی طرح بھڑکا دیتا ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ دونوں میں دو ضربوں کی رد و بدل ہوئی۔ علیؑ نے مرحب کے جواب میں کہا:۔

مرا نام نامیدہ ام حیدرہ ❊ چنوں شیر در بیشہ بد منظرہ
کنم دشمناں کیل ہمچوں برہ

میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہو۔ میں مثل ہیبت ناک جنگل کے شیر کے ہوں اور دشمن کو بکری کے بچہ کی برابر سمجھتا ہوں

کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے مرحب کا سر کاٹ لیا اور ان کو فتح حاصل ہوئی.

حدیث غدیر حضرت عمر بن خطاب کی زبانی

حدیث (۲۰) ابن کثیر جن کی وفات ۷۷۴ ہجری میں ہوئی اپنی کتاب "بدایہ و نہایہ" میں جو مصر میں ۱۳۵۱ میں چھپی کہتے ہیں کہ غدیر کی حدیث کو صحابہ کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے اور ان کے نام بھی تحریر کیے ہیں اور ان میں سے حضرت عمر کا نام بھی لیا ہے کہ "براء" نے روایت کی کہ حضرت عمر نے کہا کہ ہم رسولؐ خدا کے ہمراہ مکہ معظمہ سے باہر آئے یہاں تک کہ 'غدیر خم' پہونچے جناب رسولؐ خدا کے حکم سے نقیب نے لوگوں کو جمع ہونے کے لئے ندا دی. جب ہم سب جمع ہو گئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا. کیا میں تم سب سے بہتر نہیں ہوں' ہم نے عرض کیا. کیوں نہیں اے رسولؐ اللہ' فرمایا کیا میں تمہارے لیے تمہاری ماؤں سے بہتر نہیں ہوں. ہم نے کہا. کیوں نہیں رسولؐ اللہ. پھر آنحضرتؐ نے فرمایا. کیا میں تمہارے لیے تمہارے پدران سے بہتر نہیں ہوں' ہم نے کہا. کیوں نہیں رسولؐ اللہ اور اس طرح تین مرتبہ 'الست' کے جواب میں ہم سب 'بلے' یا رسولؐ اللہ کہتے رہے. اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں جس کا مولا و آقا ہوں اس کا علیؑ مولا و آقا ہے' خدایا تو علیؑ کے دوست کو دوست رکھنا اور اس کے دشمن کو دشمن رکھنا' حضرت عمر نے کہا کہ اے ابو طالبؑ کے فرزند آج تم کو ہر مومن کا ولی ہونا مبارک ہو.

حدیث غدیر بہت سے صحابہ اور تابعین سے نقل ہوئی ہو اس مختصر رسالہ میں ان سب احادیث کے درج کرنے کی گنجائش نہیں ہے. علماء نے مخصوص کتابیں حدیث غدیر پر لکھی ہیں اور بہت سے راویوں نے اپنی ضخیم کتابوں میں اس حدیث کو جمع کیا ہے.

اخوت علیؑ با پیغمبرؐ

حدیث (۲۱) 'ینابیع المودۃ' کے صفحہ ۲۵۹ پر ایک روایت جو مودۃ القربیٰ مولفہ سید علی ہمدانی شافعی سے نقل کی گئی ہے اور ان کی سند سے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے کہا کہ جب رسالتمآبؐ نے اپنے صحابہ کے درمیان بھائی بھائی کا رشتہ جوڑا تو فرمایا کہ یہ علیؑ دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے اور میرے خاندان میں میرا خلیفہ ہے اور میری اُمت میں میرا وصی ہے اور میرے علم کا وارث ہے اور میرے قرضہ کا ادا کرنے والا ہے یعنی جو مجھ پر ہے وہ ادا کرے گا اور جو میرا اور سروں پر ہے وہ وصول کرے گا. اس کا فائدہ میرا فائدہ ہے اور اس کا نقصان میرا نقصان ہے' جو شخص اس کو دوست رکھتا ہے وہ مجھ کو دوست رکھتا ہے اور جو اس کا دشمن ہے

وہ میرا دشمن ہے۔

ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسولخداؐ نے اپنے تمام اصحاب کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا۔ جب علی آئے تو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور نے اپنے سب اصحاب کو آپس میں ایک دوسرے کا بھائی بنایا اور مجھ کو اکیلا چھوڑ دیا۔ رسولخداؐ نے فرمایا کہ تم تو دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو ہی۔

"حدیث منزلت بروایت عائشہ دختر سعد بن وقاص"

حدیث (۲۲) بدایہ و نہایہ کی جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ پر مسند احمد بن حنبل سے عائشہ دختر سعد بن وقاص سے روایت ہے کہ میرے باپ نے کہا کہ علی جناب رسالتمآبؐ کے راہبروں کے ہمراہ "ثنیۃ الوداع" کے مقام تک آئے اور روتے تھے اور کہتے تھے کہ حضور نے عورتوں کے پاس مجھ کو مدینہ میں چھوڑ دیا' جناب رسولخداؐ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تمہاری نسبت مجھ سے وہی ہے جو ہارون کی موسیٰ سے تھی سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔

حافظ ابن عساکر کہتا ہے کہ صحابہ کے ایک گروہ نے اس حدیث کو رسولخداؐ سے روایت کیا ہے جن میں عمر بن خطاب' علی' ابن عباس' عبد اللہ بن جعفر' معاویہ' جابر بن عبد اللہ' جابر بن سمرہ' ابو سعید' براء بن عازب اور گیارہ دیگر صحابی اور غیر صحابی شامل ہیں۔ تمام اہل سنت کے نزدیک حدیث منزلت صحیح ہے اور ان کے صحاح میں درج ہے۔

کفایت الطالب کے صفحات ۱۴۸ اور ۱۵۰ تا ۱۵۴ پر گنجی شافعی نے اپنی مسند سے حرث بن مالک سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں مکہ آیا اور سعد بن وقاص سے ملا اور ان سے پوچھا کہ کیا تم نے علی کی منقبت میں کوئی حدیث سنی ہے۔ سعد نے کہا کہ ان کی پانچ فضیلتوں کا میں گواہ ہوں' اگر ان میں سے ایک بھی مجھ کو نصیب ہوتی تو دنیا کی تمام چیزوں سے بشمول عمر نوح زیادہ دوست رکھتا۔

(۱) رسولخداؐ نے ابو بکر کو سورہ برائۃ کی تبلیغ کے لئے مشرکین کے پاس بھیجا ایک رات اور دن گزرنے کے بعد رسولخداؐ نے علی سے فرمایا کہ تم ابو بکر کے پیچھے جاؤ اور ان سے سورہ لیکر اہل مکہ کو سنا دو۔ ابو بکر روتے ہوئے واپس آئے اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا میرے بارے میں کوئی چیز نازل ہوئی' رسولخداؐ نے فرمایا کہ سوائے خیر کے کوئی بات نہیں ہے' لیکن قرآن کی تبلیغ میری طرف سے ہونا چاہیئے خواہ میں خود بیان کروں یا میرے آدمیوں میں سے کوئی یا فرمایا کہ میرے خاندان کا کوئی شخص۔

(۲) ہم پیغمبرؐ کے ساتھ مسجد میں رہتے تھے' ایک رات کو منادی ہوئی کہ سوائے آل رسول اور آل علی سب مسجد سے باہر چلے جائیں۔ ہم اپنے اپنے جوتے سمیٹ کر مسجد سے باہر آئے' صبح کو عباس پیغمبرؐ کے پاس گئے اور کہا کہ یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا اور اصحاب کو باہر کر دیا اور اس جوان کو یہاں رہنے دیا۔ رسولخداؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنی طرف سے ان کے اخراج اور اس جوان کی سکونت کا حکم نہیں دیا بلکہ خداوند تعالےٰ نے اس بات کا حکم دیا ہے۔

(۳) رسولخداؐ نے عمر اور سعد کو خیبر فتح کرنے کے لئے بھیجا' سعد زخمی ہو گئے اور عمر واپس آئے' رسولخداؐ نے فرمایا کہ (کل) میں ایسے شخص کو علم دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں اور بہت تعریف کی جس کا بیان کرنا مشکل ہے' علی کو بلایا' لوگوں نے کہا کہ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں لوگ ان کا ہاتھ پکڑ کر رسولخداؐ کے پاس لائے۔ رسولخداؐ نے فرمایا کہ اپنی آنکھ کھولو' جواب دیا کہ کھولنے سے مجبور ہوں۔ رسولخداؐ نے لعاب دہن مبارک آنکھ میں ڈالا اور اپنی بیچ کی انگلی سے ملا اور علم ان کو دے دیا۔

(۴) روز غدیر رسولخداؐ نے فرمایا کہ اے لوگو! کیا میں

مومنوں پر اُن سے بہتر نہیں ہوں تین مرتبہ یہی کلمے فرمائے لوگوں نے جواب دیا کیوں نہیں رسولؐ اللہ، اس کے بعد فرمایا کہ اے علی قریب آؤ، ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اتنا بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل نظر آنے لگی پس تین مرتبہ فرمایا کہ جس کا میں مولا اور آقا ہوں اس کا علیؑ مولا اور آقا ہے۔

(۵) ان کی فضیلتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسولخداؐ سرخ ناقہ پر سوار ہوئے اور علیؑ کو مدینہ میں چھوڑا، قریش نے نکتہ چینی شروع کر دی اور کہنے لگے چونکہ رسولخداؐ پر علیؑ کی موجودگی گراں گزرتی ہے اور ان کی صحبت آنحضرتؐ کو بری معلوم ہوتی ہے اس لئے ان کو پیچھے چھوڑ گئے۔ یہ باتیں علیؑ کے کان تک پہونچیں۔ علیؑ آئے اور جناب رسالتمآبؐ کے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور عرض کیا کہ قریش کا گمان ہے کہ چونکہ میری موجودگی آپ پر گراں اور میری صحبت بری معلوم ہوتی ہے اس لئے آپ نے مجھ کو پیچھے چھوڑ دیا اس کے بعد علیؑ روئے۔ رسولخداؐ نے منادی کرائی تاکہ لوگ جمع ہو جائیں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے لوگو! تم میں سے کوئی نہیں ہے جس کا کوئی حاسد نہ ہو۔ اے فرزند ابیطالب کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تمہاری نسبت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارون کی موسیٰ کے ساتھ تھی گو میرے بعد پیغمبری نہیں ہے۔ علیؑ نے جواب دیا کہ میں خدا اور اس کے رسول سے راضی ہوں۔

"علیؑ کی دوستی کی حدیث حضرت عمر کی زبانی"

حدیث (۲۳) ینابیع المودۃ کے صفحہ ۱۰۱ پر مودۃ القربیٰ مؤلفہ سید علی ہمدانی شافعی میں روایت درج ہے جس کو انھوں نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کا علیؑ سے دوستی رکھنے میں اتفاق ہوتا تو خداوند تعالیٰ دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔

قندوزی حنفی نے ینابیع المودۃ کے صفحہ ۱۵۱ پر یہی حدیث علیؑ سے کچھ اضافہ کے ساتھ روایت کی ہے کہ رسولخداؐ نے فرمایا کہ جب میں 'معراج' میں گیا' ملائکہ ہر آسمان پر مجھ کو مژدہ دیتے تھے یہاں تک کہ جبرئیل نے فرشتوں کی ایک انجمن سے میری ملاقات کرائی۔ انھوں نے کہا کہ اے محمدؐ اگر تمہاری اُمّت محبت علیؑ ابن ابیطالب میں متفق ہوتی تو خداوند تعالیٰ جہنم کو پیدا نہ فرماتا۔

علیؑ اسلام کے مردوں میں سب سے بہتر ہیں

حدیث (۲۴) ینابیع المودۃ کے صفحہ ۲۴۷ پر مودۃ القربیٰ مؤلفہ سید علی ہمدانی شافعی کے حوالہ سے ان کی سند سے ابن عمر سے روایت ہے کہ رسولخداؐ نے فرمایا کہ تمہارے مردوں میں بہترین شخص علی ابن ابیطالب ہے اور تمہارے جوانوں میں بہترین حسنؑ و حسینؑ ہیں اور تمہاری عورتوں میں سب سے بہتر فاطمہ دختر محمدؐ ہے۔ اس مضمون کی بہت سی حدیثیں باختلاف الفاظ موجود ہیں۔ علی متقی حنفی نے کنز العمال کی جلد ۶ صفحہ ۱۵۹ پر بزرگ صحابی ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسولخداؐ نے فرمایا کہ علیؑ سب سے بہتر انسان ہے۔

"نبی اکرم کے بعد علیؑ اُمّت کے افضل شخص ہیں"

حدیث (۲۵) ابن عمر کہتے ہیں کہ سلمان فارسی چاہتے تھے کہ کسی شخص کی عیادت کے لئے جائیں، ہم ایک حلقہ میں بیٹھے تھے اور ہمارے درمیان ایک مرد تھا جو کہتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو تم کو مطلع کر دوں کہ اس اُمت میں پیغمبرؐ کے بعد افضل اور ان دو شخصوں ابوبکر و عمر سے افضل کون ہے، سلمان نے اس سے پوچھا کہ اگر تم کہو تو خدا کی قسم میں تم کو بتلا دوں کہ پیغمبرؐ کے بعد اور ان دونوں ابوبکر و عمر سے افضل کون شخص ہے۔ اس کے بعد سلمان چلے گئے۔ بعد میں اُن سے پوچھا گیا کہ اے سلمان تم نے یہ کیا بات کہی تھی۔ انھوں نے جواب دیا کہ جب رسالتمآبؐ کا آخری وقت تھا میں آنحضرتؐ کی خدمت میں

پہونچا اور دریافت کیا کہ یا رسولؐ اللہ آپ نے وصیت فرمادی۔ فرمایا سلمان واقف ہے کہ وصی کون لوگ ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ خدا اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ آدمؑ کے وصی شیث تھے جو ان کے بعد سب آدمیوں سے افضل تھے اور موسیٰ کے وصی یوشع تھے جو ان کے بعد سب سے افضل تھے اور عیسیٰ کے وصی شمعون بن فرخیا تھے جو ان کے بعد سب سے افضل تھے۔ میں نے بھی علیؑ کو اپنا وصی کیا ہے جو میرے بعد سب سے افضل شخص ہے۔

مناقب خوارزمی کے صفحہ ۹۳ پر روایت درج ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میرے بعد سب سے بہتر شخص جو روئے زمین پر راستہ چلے گا علی ابن ابی طالبؑ ہے اور یہ حدیث اور اسی قسم کی دیگر احادیث سلمان کی حدیث کی تائید کرتی ہیں۔

"کسی کا علیؑ سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا"

حدیث (۲۶) صاحب ینابیع المودۃ نے کتاب مودۃ القربیٰ سے اپنی سند سے 'ابی وائل' سے اور انھوں نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ جس وقت ہم اصحاب پیغمبرؐ کا شمار کرتے تھے تو ابوبکر و عمر و عثمان کا نام لیتے تھے ایک شخص نے پوچھا کہ اے ابو عبدالرحمٰن پھر علیؑ کیا ہیں' جواب دیا کہ علیؑ اہل بیتؑ میں سے ہیں کسی شخص کا ان سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا' وہ جناب رسولؐ خدا کے ہم درجہ ہیں کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان لانے میں ان کی پیروی کی تو ان کی ذریت کو ہم ان سے ملحق کریں گے۔ پس فاطمہؑ رسولؐ خدا کی ہم درجہ ہیں اور علیؑ بھی ان کے ساتھ ہیں۔

شریف عسکری کہتا ہے کہ ابن عمر کے اس قول کی تائید میں کہ علیؑ اہل بیت میں سے ہیں اور کسی کا ان سے تقابل نہیں کیا جاسکتا شواہد ہیں ان میں سے ایک ثبوت "ینابیع المودۃ" میں اس حدیث کے ذکر کے بعد درج ہے وہ یہ کہ عبداللہ بن احمد حنبل کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے افضل صحابہ کے متعلق پوچھا۔ انھوں نے کہا کہ ابوبکر و عمر و عثمان ہیں اور اس کے بعد وہ خاموش ہوگئے۔ میں نے کہا کہ اے بابا جان علیؑ ابن ابیطالب کا کیا درجہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ وہ اہل بیتؑ میں سے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ شمار نہیں کئے جاسکتے۔ دوسرا ثبوت "ذخائر العقبیٰ" کے صفحہ ۱۷ پر ہے جو اس حدیث کی کہ "احدی با آحنا قیاس فشود" تائید میں ہے وہ یہ کہ انس نے کہا کہ رسولخداؐ نے فرمایا کہ ہم اہل بیتؑ ہیں جن کی کوئی ہمسری نہیں کرسکتا۔

حدیث (۲۷) صاحب "ینابیع المودۃ" نے صفحہ ۲۵۳ پر "مودۃ القربیٰ" کے حوالہ سے اپنی سند سے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ہم پیغمبرؐ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ آنحضرتؐ نے منھ موڑ کر فرمایا کہ اے لوگو! میرے بعد دنیا اور آخرت میں یہ تمہارا ولی ہے اس کا پاس و لحاظ رکھنا' آنحضرتؐ کا اشارہ علیؑ کی طرف تھا۔ شریف عسکری کہتا ہے کہ اس مضمون کی بہت سی روایتیں نقل ہوئی ہیں جن میں سے بعض کا ذکر کرتا ہوں۔

(۱) ابن کثیر "بدایہ و نہایہ" کی جلد ۷ صفحہ ۳۴۴ پر اپنی سند سے عمران بن حصین سے روایت کرتا ہے کہ علیؑ کے بدخواہوں نے پیغمبرؐ سے ان کی شکایت کی۔ رسولؐ خدا کا چہرہ متغیر ہوگیا اور غصہ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہوئے اور تین مرتبہ فرمایا "علیؑ کے بارے میں کچھ نہ کہو" کیونکہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور میرے بعد وہ ہر مومن کا ولی ہے۔

(۲) نیز اسی کتاب کی جلد ۷ صفحہ ۳۴۵ پر اپنی سند سے "وہب بن حمزہ" سے روایت درج ہے جو ہم مختصراً نقل کرتے ہیں۔ وہب کہتا ہے کہ میں علیؑ کا ہمسفر تھا اور جب میں واپس آیا اور علیؑ کا ذکر ہوا تو میں نے ان کی برائی کی' رسولؐ خدا نے مجھ سے فرمایا کہ علیؑ کے بارے میں ایسا نہ کہو کیونکہ میرے بعد علیؑ تمہارا ولی ہے۔

(۳) صحیح ترمذی کی جلد ۲ صفحہ ۲۹۰ پر اور "ذخائر العقبیٰ" میں اپنی سند سے جناب رسالتمآبؐ سے روایت ہو کہ سرور کائناتؐ

نے علیؑ کے متعلق فرمایا کہ میرے بعد وہ ہر مومن کا ولی ہو اس کے بعد اور حدیثیں اپنے دعوے کے ثبوت میں نقل کی ہیں۔

(۴) احمد بن حنبل کی مسند میں روایت ہے کہ پیغمبرؐ نے بُریدہؓ سے فرمایا کہ علیؑ کی برائی نہ کرنا کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور میرے بعد وہ تمھارا ولی ہو۔

"یاعلیؑ انت اخی فی الدنیا والآخرۃ"

حدیث (۲۸) صاحب ذخائر العقبیٰ نے صفحہ ۶۶ پر اپنی سند سے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ پیغمبرؐ نے اپنے اصحاب کو آپس میں ایک دوسرے کا بھائی بنایا۔ علیؑ نے کہا کہ اے رسول اللہ حضور نے سب صحابہ کو آپس میں ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا اور میرے اور کسی دوسرے کے درمیان برادری کا رشتہ نہیں جوڑا۔ رسولؐ خدا نے فرمایا تم دنیا اور آخرت میں خود میرے بھائی ہو۔

شریف عسکری کہتا ہے کہ اس روایت کا ذکر پیشتر حضرت عمر کی زبانی ہو چکا ہے لیکن ہم نے بطور تائید دوبارہ اس کو ابن عمر سے نقل کیا ہے۔ اس حدیث کے ثبوت میں بہت سی روایتیں ہیں اور اہل سنت کے بزرگ علماء کی ایک جماعت نے اس کا ذکر کیا ہے چند حوالے حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ترمذی نے اپنی صحیح کی جلد ۲ صفحہ ۲۶۱ پر اس حدیث کو "حسن" بیان کیا ہے۔

(۲) بغوی نے "مصابیح السنۃ" کی جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ پر

(۳) ابن کثیر نے "بدایہ و نہایہ" کی جلد ۷ صفحہ ۳۳۵ پر

(۴) علی متقی نے کنز العمال کی جلد ۶ صفحات ۱۵۲ تا ۲۲۱ پر

(۵) ابن اثیر جزری نے "اسد الغابہ" جلد ۳ صفحہ ۱۶ میں

(۶) موفق بن احمد حنفی نے اپنی "مناقب" کے صفحات ۸۲ و ۸۳ پر

(۷) احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں کئی جگہ

(۸) ابراہیم بن محمد حموینی شافعی نے "فرائد السمطین" کی جلد ۱ باب ۲۰ میں۔

(۹) مناوی نے "کنوز الحقائق" کی جلد ۲ صفحہ ۷۰ پر جو جامع صغیر سیوطی شافعی کے حاشیہ پر چھپی ہو۔

حدیث (۲۹) خوارزمی نے اپنی مناقب کے صفحہ ۶۲ پر اپنی سند سے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جو شخص علیؑ سے جدا ہوا وہ مجھ سے جدا ہو گیا اور جو مجھ سے جدا ہو گیا وہ خدا سے جدا ہو گیا۔ کنز العمال کی جلد ۶ صفحہ ۱۵۶ پر اسی مضمون کی دو اور حدیثیں ابن عمر سے روایت کی گئی ہیں اور ابو ذر سے بھی روایت نقل کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے علیؑ جو تجھ سے جدا ہو جائے وہ مجھ سے بھی جدا ہے اور جو مجھ سے جدا ہو جائے وہ خداوند تعالیٰ سے جدا ہے۔

حدیث (۳۰) کنز العمال کی جلد ۶ کے صفحہ ۱۵۶ پر ابن عمر سے حدیث نقل ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ اگر آسمانوں اور زمین کو ایک پلہ میں رکھا جائے اور ایمان علیؑ کو دوسرے پلہ میں تو ایمان علیؑ کا پلہ بھاری ہوگا۔

"یاعلیؑ انت فی الجنۃ"

حدیث (۳۱) کنز العمال کی جلد ۶ صفحہ ۳۹۱ پر ابن نجار نے اپنی تاریخ میں اپنی سند سے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ پیغمبرؐ نے علیؑ سے خطاب کیا کہ اے علیؑ تم بہشت میں جاؤ گے۔

شریف عسکری کہتا ہے کہ یہ حدیث مختلف الفاظ میں روایت ہوئی ہے اور شاید جناب رسولؐ خدا کا مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ اپنے اُمت والوں کو سمجھا دیں کہ علیؑ کا ہر فعل اور قول صحیح ہے اسی وجہ سے حضرت علیؑ کے دشمن اور حاسد (طنزاً) کہا کرتے تھے کہ علیؑ سے کوئی کام رضائے حق کے خلاف صادر نہیں ہو سکتا اور پیغمبرؐ اپنے اس کلام سے اپنے چچازاد بھائی کے دل کی تسکین دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم اہل بہشت میں سے ہو اور جو کچھ تمھارے دشمن تمھارے بارے میں کہتے ہیں اس کی تم کچھ فکر نہ کیا کرو۔ اور اس کی تائید اُس سے ہوتی ہے جو ابن عساکر نے اپنی تاریخ کبیر کی جلد ۴ صفحہ ۳۱۸ پر روایت کی ہو کہ علیؑ نے اپنے حاسدوں کے متعلق

جناب رسولؐ خدا سے شکایت کی۔ آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا کہ اے علیؑ سب سے پہلے جو لوگ بہشت میں داخل ہوں گے وہ میں ہوں اور تم اور حسنؑ اور حسینؑ اور بعدہ ہماری ذریت اور ذریت کے بعد ہماری عورتیں۔ علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ ہمارے شیعہ کہاں ہوں گے؟ فرمایا بالکل تمھارے پیچھے۔ صواعق میں بھی یہی حدیث صفحہ ۹۸ پر درج ہے۔ طبرانی نے بھی ابن عساکر کی تائید کرتے ہوئے اس کا ذکر کیا ہے کہ بجز اس کے کہ حدیث کے آخر میں لکھا ہے کہ ہمارے شیعہ ہماری دائیں اور بائیں جانب ہوں گے۔

"حضرت علیؑ کی تین فضیلتوں کی حدیث ابن عمر کی زبانی"

حدیث (۳۲) خوارزمی حنفی نے اپنی مناقب کے ۱۸۸ صفحہ پر اپنی سند سے عبد اللہ ابن عمر سے روایت کی ہو کہ انھوں نے کہا کہ علیؑ کی تین فضیلتیں ہیں کہ اگر ان میں سے ایک فضیلت بھی مجھ میں ہوتی تو مجھ کو سُرخ بال والے اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی:۔

(۱) فاطمہؑ کی شادی کا علیؑ سے ہونا (۲) علیؑ کو فتح خیبر کے دن علم کا دینا اور (۳) آیہ نجویٰ جو ان کے بارے میں ہے۔

(سورۃ المجادلہ پارہ ۲۸ آیت ۱۲)

نجویٰ کی داستان کو اہل سنت کے علماء نے اپنی تاریخ اور تفسیر کی کتابوں میں نقل کیا ہے:۔

(۱) ان میں سے جار اللہ زمخشری محمود بن عمر حنفی (متوفی ۵۲۸) نے اپنی تفسیر کشاف طبع مصر ۱۳۰۸ کی جلد ۲ صفحہ ۴۴۳ پر درج کیا ہے۔

(۲) طبری ابو جعفر مشہور مفسر (متوفی ۳۱۰) نے اپنی تفسیر طبع مصر ۱۳۲۱ کی جلد ۲۸ صفحہ ۱۴ پر حدیث نجویٰ کو نقل کیا ہو۔

(۳) اور نسفی (متوفی ۲۹۵) نے اپنی تفسیر "مدارک التنزیل و حقائق التاویل" کی جلد ۴ صفحہ ۲۴۲ پر جو تفسیر خازن کے حاشیہ پر چھپا ہے اس حدیث کو زیادہ تفصیل سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہو کہ علیؑ نے آیۂ نجویٰ کے بارے میں فرمایا کہ قرآن پاک میں یہ ایک ایسی آیت ہے کہ کسی نے اس پر مجھ سے پہلے عمل نہیں کیا اور میرے بعد بھی اس پر عمل نہ کرے گا۔ میرے پاس سونے کی دینار تھی میں نے اس کو درہم میں تبدیل کر لیا اور جس وقت کہ جناب رسولؐ خدا سے تخلیہ میں بات کرتا تھا تو ایک درہم صدقہ دیدیتا تھا اور اس طرح سے میں نے رسولؐ خدا سے دس مسئلے دریافت کئے اور آنحضرتؐ نے ہر ایک کا جواب دیا:۔

(۱) میں نے دریافت کیا کہ یا رسولؐ اللہ وفا کیا ہے؟ فرمایا۔ توحید اور خدا کے معبود برحق ہونے کی گواہی۔

(۲) میں نے عرض کیا فساد کیا ہو؟ فرمایا۔ کفر و شرک۔

(۳) میں نے پوچھا کہ حق کیا ہے؟ فرمایا' اسلام و قرآن اور وہ ولایت جو تم کو پہنچے گی۔

(۴) میں نے دریافت کیا کہ حیلہ کیا ہے؟ فرمایا ترک حیلہ (یعنی مکر و فریب سے پرہیز کرنا)

(۵) میں نے عرض کیا کہ میری ذمہ داری کیا ہے؟ فرمایا خدا و رسولؐ کی اطاعت۔

(۶) میں نے پوچھا کہ کس طرح خدا کو پکاروں؟ فرمایا سچے دل اور یقین سے۔

(۷) میں نے دریافت کیا کہ خداوند کریم سے کیا مانگوں؟ فرمایا' سلامتی۔

(۸) میں نے عرض کیا کہ اپنی نجات کے لیے کیا عمل کروں؟ فرمایا' حلال کھاؤ اور سچ بولو۔

(۹) میں نے دریافت کیا کہ خوشی اور شادی کیا ہے؟ فرمایا' بہشت۔

(۱۰) میں نے پوچھا کہ آسائش کیا ہے؟ فرمایا' خداوند تعالیٰ تک رسائی۔

پھر حضرت علیؑ نے کہا کہ جب میرے سوالات ختم ہو گئے' اس آیت کے منسوخ ہونے کا حکم نازل ہوا۔

علیؑ کی محبّت اعمال کے قبول ہونے کا وسیلہ ہے

حدیث (۳۳) خوارزمی نے اپنی مناقب کے صفحہ ۲۳۲ پر اپنی سند سے جو نافع کی سند کی موئد ہے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسولخداؐ نے فرمایا کہ جو شخص علیؑ کو دوست رکھتا ہے اللہ پاک اس کی نماز، روزہ اور قیام کو قبول فرمائے گا اور اس کی دعا مستجاب فرمائے گا'. جو شخص کہ علیؑ کو دوست رکھتا ہے خداوند کریم اس کے بدن کی رگوں کی تعداد میں بہشت میں اس کو شہر عطا فرمائے گا اور جو آل محمدؐ کو دوست رکھتا ہے وہ حساب، کتاب اور صراط سے امان میں ہے، آگاہ ہو کہ جو شخص محبت آل محمدؐ میں مرے گا میں اس کے لئے پیغمبروں کے ہمراہ بہشت میں جانے کی .. ضمانت کرتا ہوں اور جو شخص آل محمدؐ سے دشمنی رکھتا ہے، قیامت کے دن اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ رحمت پروردگار سے ناامید ہے۔

شریف عسکری کہتا ہے کہ اہل سنت کے علمائے نے اس مضمون کی بہت سی روایتیں علیؑ اور اہلبیتؑ کی فضیلتوں کی بابت ابن عمر اور دوسرے صحابہ سے نقل کی ہیں ان میں سے ایک روایت ینابیع المودۃ کی جلد ا صفحہ ۲۵۵ پر مودۃ القربیٰ سے سید علی ہمدانی شافعی کی سند سے یہ ہے کہ ابوذر غفاری نے جناب رسولخداؐ سے روایت کی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خداوند کریم نے اپنے عرش سے زمین پر نظر ڈالی باوجودیکہ نہ اس کی ذات میں کیفیت حال ہے اور نہ زوال ہے اس نے مجھکو انتخاب فرمایا اور علیؑ کو میری دامادی کے لئے انتخاب کیا اور فاطمہ زہراؑ بتول کو اس کی زوجیت میں دیا اور کسی پیغمبرؐ کو ایسی فضیلتیں عطا نہیں فرمائیں اور اس کو حسنؑ اور حسینؑ عطا کئے اور کسی کو ایسے فرزند نہیں دیئے .. اس کو مجھ جیسا خسر عطا کیا اور اس کو حوض کوثر دیا اور جنت دجہنم کا قسیم بنایا حتی کہ فرشتوں کو بھی یہ فضیلتیں مرحمت نہیں فرمائیں، اس کے شیعوں کو بہشت عطا کیا اور مجھ جیسا بھائی دیا اور کسی شخص کا مجھ جیسا بھائی نہیں ہے۔

اے لوگو! جو شخص چاہتا ہے کہ خدا کے غضب کی آگ کو خاموش کرے اور جو چاہتا ہے کہ اللہ پاک اس کا عمل قبول فرمائے تو اس کو چاہیئے کہ علی ابن ابی طالبؑ کو دوست رکھے کیونکہ اس کی محبت ایمان کو بڑھاتی ہے اور درحقیقت اس کی دوستی گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتی ہے جس طرح آگ رانگے کو پگھلا دیتی ہے۔

خوارزمی نے ابن عمر کی سابق حدیث اپنی کتاب مقتل کی جلد ا صفحہ ۴۰ پر کچھ اضافہ سے نقل کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ جو شخص آل محمدؐ کا دشمن ہوتے ہوئے مرے گا روز قیامت اس کی پیشانی پر "آئیس من رحمۃ اللہ" یعنی خدا کی رحمت سے ناامید لکھا ہوگا۔

زمخشری نے بھی اپنی تفسیر کشاف کی جلد ۲ صفحہ ۲۳۹ طبع مصر ۱۳۰۸ پر ایک حدیث جس میں حدیث ابن عمر کے زیادہ مضامین شامل ہیں نقل کی ہے۔ اور وہ حدیث کتاب رشفۃ الصادی علوی شافعی اور فرائد السمطین، حموینی شافعی میں جلد ۲ باب ۴۹ میں بھی نقل کی گئی ہے، زمخشری نے اپنی کشاف، میں اپنی سند سے ان الفاظ میں جناب رسولخداؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو محبت آل محمد میں مرا وہ شہید مرا۔ آگاہ ہو کہ جو شخص آل محمد کی محبت میں مرتا ہے اس کی بخشائش ہوگی آگاہ ہو کہ جو آل محمد کی محبت میں مرے گا وہ توبہ کے ساتھ مرے گا۔ آگاہ ہو جو آل محمدؐ کی محبت میں مرے گا وہ مومن اور کامل الایمان مرے گا' آگاہ ہو جو آل محمدؐ کی محبت میں مرے گا ملک الموت اس کو بہشت کی خوشخبری دیں گے۔ اور ان کے بعد منکر و نکیر (خوشخبری دیں گے)۔ آگاہ ہو جو آل محمدؐ کی محبت کے ساتھ دنیا سے جائے گا اس کو اس دلہن کی طرح جس کو اس کے دولہا کے گھر لے جاتے ہیں زیور سے آراستہ کر کے بہشت میں لے جائیں گے۔ آگاہ ہو جو شخص محبت آل محمدؐ میں مرتا ہے خدائے تعالیٰ اس کی قبر میں دو دروازے بہشت کی طرف کھول دیتا ہے، آگاہ ہو جو کہ محبت آل محمدؐ میں

مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو رحمت کے فرشتوں کی زیارت گاہ بناتا ہے آگاہ ہو! جو شخص محمدؐ کے اہلبیت کی محبت میں مرتا ہے وہ اسلام کے طریقہ پر اور اسلام کی جمعیت میں مرتا ہے۔ آگاہ ہو! جو آل محمد کی دشمنی میں مرتا ہے روز قیامت اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا کہ رحمت خدا سے ناامید ہے۔ آگاہ ہو! جو آل محمد کا دشمن ہوتے ہوئے مرے گا وہ بہشت کی خوشبو نہ سونگھے گا۔ آگاہ ہو! جو آل محمد کی دشمنی میں مرے گا وہ کافر کی موت مرے گا۔

نور الابصار شبلنجی کے صفحہ ۱۰۳ طبع مصر ۱۳۲۲ میں بھی یہ حدیث نقل ہوئی ہے۔

"خداوند تعالےٰ نے علیؑ کی زبان میں پیغمبرؐ سے گفتگو فرمائی"

حدیث (۳۴) خوارزمی حنفی نے اپنی مناقب، کے صفحہ ۳۷ اور مقتل الحسین کی جلد ا صفحہ ۴۲ میں بھی اپنی سند سے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسولخداؐ نے اس سوال کے جواب میں کہ آپ کے پروردگار نے شب معراج کس کی زبان میں باتیں کیں فرمایا کہ علی ابن ابیطالب کی زبان میں اور مجھ کو بذریعہ الہام بتایا جب کہ میں نے اللہ پاک سے دریافت کیا کہ اے پروردگار کیا تو تھا جس نے مجھ سے گفتگو کی یا علیؑ تھا، فرمایا کہ اے احمد میں موجودات کی طرح موجود نہیں ہوں دوسرے یہ کہ میں آدمیوں کے قیاس میں بھی نہیں آسکتا اور وہ کسی سے مجھ کو مشابہت بھی نہیں دے سکتے۔ تم کو میں نے اپنے نور سے پیدا کیا اور علیؑ کو تمہارے نور سے اور میں تمہارے دل کے راز سے واقف ہوں اور جانتا ہوں کہ تم علی ابن ابیطالب سے زیادہ محبوب کسی کو نہیں رکھتے اس لئے میں نے اس کی زبان میں تم سے گفتگو کی تاکہ تمہارے دل کو سکون حاصل ہو۔ خطیب خوارزمی کا مضمون بیان پر ختم ہوا اور وہ حدیث جو اس نے مقتل میں بیان کی ہے تقریباً اسی مضمون کی ہے۔

حدیث (۳۵) محب طبری کی ذخائر العقبیٰ کے صفحہ ۱۲۹ پر تاریخ ابن عساکر کی جلد ۴ صفحہ ۲۰۶ پر اور حاکم نیشاپوری کی مستدرک الصحیحین طبع حیدرآباد ۱۳۴۲ میں ابن عمر کی روایت ہے اور صواعق محرقہ ابن حجر شافعی کے صفحہ ۸۲ پر دوسرے صحابی ابوسعید خدری سے روایت ہے اور علی متقی حنفی کی کنز العمال کی جلد ۶ صفحہ ۲۲۰ پر بھی یہی روایت ہے۔ موجودہ روایت جو بہ الفاظ محب طبری نقل کی جاتی ہے کہ عبداللہ ابن عمر نے روایت کی کہ ہم نے جناب رسولخداؐ کے چہرۂ مبارک پر خرمی اور بشاشت دیکھی۔ ہم نے اس کا سبب دریافت کیا، آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں خوش اور شاد کیوں نہ ہوں ابھی جبرئیلؑ آئے اور مجھ کو خوشخبری سنائی کہ حسنؑ و حسینؑ جوانان اہل بہشت کے سردار ہیں اور ان کے باپ اُن سے بہتر ہیں۔ محب طبری نے اسی قسم کی حدیث حذیفہ، سے بھی نقل کی ہے۔

گنجی شافعی نے کفایۃ الطالب کے صفحہ ۹۸ پر نافع، کی روایت نقل کی ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ رسولخداؐ نے فرمایا کہ حسنؑ و حسینؑ اہل بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان کے باپ ان سے بہتر ہیں۔ اس کے بعد گنجی شافعی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث حسن اور ثابت ہے اور صحیح سندوں کے ذریعہ سے ہم کو حاصل ہوئی ہے۔

اہل حدیث کے امام ابو القاسم طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں حضرت امام حسنؑ کے ترجمہ میں چند صحابہ سے جن میں حضرت عمر بن خطاب اور حضرت علیؑ اور حذیفہ بھی شامل ہیں روایت کی ہے کہ ہم نے رسولخداؐ کے روئے مبارک پر خرمی محسوس کی، ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ کے چہرہ پر ایسی بشاشت ہے جیسی کسی خوشخبری کے سننے پر ہوتی ہے، آنحضرتؐ نے فرمایا میں شاد کیوں نہ ہوں کیونکہ ابھی ابھی جبرئیل آئے اور مجھ کو مژدہ دیا کہ حسنؑ اور حسینؑ جوانان اہل بہشت کے سردار ہیں اور ان کے باپ اُن سے افضل ہیں۔ گنجی شافعی کہتا ہے کہ ان سندوں کے تواتر سے روایت کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

"علیؑ عرب کے سردار ہیں"

حدیث (۳۶)۔ صواعق محرقہ کے صفحہ ۷۵، کنز العمال

کی جلد ۶ صفحہ ۱۵۷، کفایۃ الطالب کے صفحہ ۹۱ اور ینابیع المودۃ کے صفحہ ۲۴۸ میں حضرت عائشہ سے بموجب علی متقی حنفی صاحب کنز العمال یہ روایت ہے کہ رسولخداؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ جب تم کو "سید عرب" کی طرف نگاہ کرنا ہو تو علی ابن ابیطالب کی طرف نگاہ کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ کیا آپ عرب کے سردار نہیں ہیں؟ فرمایا میں مسلمانوں کا امام اور متقی لوگوں کا سردار ہوں۔

گنجی شافعی نے اپنی کفایۃ الطالب میں "لیث" اور انھوں نے "ابی لیلیٰ" سے اور انھوں نے حسن بن علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ اے "انس"، جاؤ اور سید عرب کو میرے پاس بلا لاؤ، مقصود علیؑ سے تھا۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ آپ سید عرب نہیں ہیں؟ فرمایا کہ میں بنی آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کا سردار ہے۔ جب علی آئے، رسولخداؐ نے انصار کو بلوایا اور جب وہ آگئے تو ان سے فرمایا کہ اے انصار کے گروہ کیا میں تمہاری ایسی رہنمائی نہ کروں کہ جس کی اگر تم پیروی کرو تو گمراہ نہ ہو۔ انھوں نے جواب دیا "کیوں نہیں رسول اللہؐ" فرمایا یہ علی ہے اس کو دوست رکھو اگر میری دوستی چاہتے ہو اور اس کو بزرگ سمجھو اگر میری عزت کرنا چاہتے ہو کیونکہ جس بات کی میں نے تم کو خبر دی ہے اس کی اطلاع مجھ کو جبرئیل نے خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے دی ہے۔

گنجی شافعی کہتا ہے کہ یہ حدیث ثابت اور صحیح ہے کیونکہ احمد طبرانی نے جو اہل حدیث کے امام ہیں اس حدیث کو اپنی "معجم کبیر" میں زیر عنوان "شرح حال علی" بیان کیا ہے اور اسی مضمون کی دوسری حدیث "ابی لیلیٰ" اور حسنؑ سے روایت کی ہے۔

"علیؑ خیر البشر ہیں اور جو اس میں شک کرے کافر ہے"

حدیث (۳۷) گنجی شافعی نے اپنی کفایۃ الطالب کے صفحہ ۱۱۹ پر اپنی سند سے "عطا" سے اور انھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ یہ علی خیر البشر ہیں اور سوائے کافر کے اس میں کوئی شک نہیں کر سکتا۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ کی پچاسویں جلد میں جس کی تین جلدیں علیؑ کی منقبت میں ہیں اسی طرح کی روایت کی ہے۔

شریف عسکری کہتا ہے کہ قندوزی حنفی نے حضرت عائشہ سے "عطا" کی حدیث ان الفاظ میں نقل کی ہے۔ "یہ خیر البشر ہیں اور اس میں بجز کافر کوئی شک نہیں کر سکتا"۔

گنجی شافعی نے حضرت عائشہ کی حدیث کو علیؑ، جابر اور "حذیفہ" کی سندوں سے نقل کیا ہے۔ عراق کے محدث اور مورخ نے اپنی سند سے ابوذر سے اور عبداللہ سے اس طرح نقل کیا ہے کہ علیؑ نے رسولخداؐ کو فرماتے سنا کہ جو شخص یہ نہ کہے کہ علیؑ سب سے بہتر انسان ہے یقیناً کافر ہے۔ "حذیفہ" کی روایت ہے کہ میں نے پیغمبرؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ علیؑ خیر البشر ہے اور جو شخص اس بات کو تسلیم نہیں کرتا وہ کافر ہے۔ "جابر" کی روایت بھی اسی کے مطابق ہے۔ جابر نے کہا کہ جناب رسولخداؐ سے علیؑ کے متعلق سوال کیا گیا۔ فرمایا کہ وہ "خیر البشر"، نیک اور پاک انسان ہے اور اس سے سوائے کافر کے کوئی دشمنی نہیں رکھ سکتا۔

کنوز الحقائق میں جو سیوطی شافعی کی جامع صغیر کے حاشیہ پر جلد ۲ صفحات ۲۰ و ۲۱ پر چھپی ہے اور کنز العمال میں بھی یہ حدیث بروایت ابن مسعود و ابن عباس نقل کی گئی ہے۔

ابن محمد جعفر بن احمد بن علی قمی ترابی رازی نے اپنی کتاب میں پچپن سندیں اس حدیث کے متعلق جمع کی ہیں اور اس کا نام "نوادر الاثر فی علی خیر البشر" رکھا ہے۔ یہ کتاب تہران میں ۱۳۶۹ ہجری میں چھپی ہے۔

"علیؑ رسولخداؐ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے"

حدیث (۳۸) کفایۃ الطالب کے صفحہ ۱۸۶ پر گنجی شافعی نے اپنی سند سے شریک بن ہانی سے اور انھوں نے اپنے باپ سے اور انھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ خدا نے کوئی ایسا آدمی پیدا نہیں کیا کہ جو رسولخداؐ کے نزدیک علی بن ابیطالبؑ سے زیادہ محبوب ہو۔ حاکم نے بھی اپنی مستدرک الصحیحین میں یہ حدیث اپنی سند سے جمیع بن عمیر سے نقل کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اپنی ماں کے ہمراہ حضرت عائشہ کی خدمت میں گیا اور پردے کے پیچھے سے میں نے ان کو یہ فرماتے سنا کہ ایک مرتبہ علیؑ کے متعلق ان سے سوال کیا گیا، انھوں نے جواب میں فرمایا کہ مجھ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھتے ہو جو

خدا کی قسم روئے زمین میں سب سے زیادہ رسولخداؐ کے نزدیک محبوب تھا اور عورتوں میں اس کی زوجہ فاطمہ زیادہ محبوب تھی۔ حاکم کہتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہونے کی سند رکھتی ہے۔

محب طبری احمد بن عبداللہ شافعی نے اپنی کتاب ذخائر العقبیٰ کے صفحہ ۳۵ پر حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کون لوگ رسولخداؐ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھے؟ فرمایا فاطمہ۔ پھر ان سے پوچھا کہ مردوں میں کون تھا؟ فرمایا کہ اس کا شوہر جیسا کہ میں جانتی ہوں وہ روزہ دار اور تہجد گزار تھا۔

کفایۃ الطالب کے صفحہ ۱۳۳ پر حضرت عائشہ سے روایت مروی ہے کہ رسولخداؐ نے ان کے گھر میں وفات کے وقت فرمایا کہ میرے دوست کو میرے پاس بلا لاؤ، میں نے حضرت ابوبکر کو ان کے پاس بلایا، ان کی طرف ایک نگاہ کی اور سر تکیہ پر رکھ لیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ میرے دوست کو میرے پاس بلا دو، میں نے حضرت عمر کو آنحضرتؐ کے پاس بلا دیا۔ جب ان پر نگاہ ڈالی سر تکیہ پر رکھ لیا، پھر فرمایا کہ میرے دوست کو میرے پاس بلاؤ، میں نے ان لوگوں سے جو موجود تھے کہا کہ تم پر افسوس! علی کو آنحضرتؐ کے پاس بلا لو خدا کی قسم سوائے اس کے اور کسی کو آنحضرتؐ نہیں چاہتے۔ جب علیؑ کو دیکھا اس کپڑے کو جو حضورؐ کے چہرہ پر تھا اٹھایا اور اس کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور جب تک جان باقی رہی آنحضرتؐ کا ہاتھ علی کے اوپر تھا۔ اس کے بعد گنجی شافعی کہتا ہے کہ اس بات کی دلیل کہ علی دانائی میں رسول اللہؐ کی نظر میں سب صحابہ سے زیادہ آنحضرتؐ سے نزدیک تھے روایت ہے جس کو ابو یعلی موصلی نے اپنی مسند میں اور امام احمد بن حنبل نے بھی اپنی مسند میں اپنی سند سے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ جان لو میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ علی سب آدمیوں سے زیادہ رسولخداؐ سے "قریب العہد" تھے۔ ام سلمہ نے فرمایا کہ ہم ہر روز صبح کے وقت رسولخداؐ کی عیادت کے لئے جاتے تھے اور علی کئی مرتبہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور فاطمہ کہتی تھیں کہ آنحضرتؐ اپنے کاموں کے لئے ان کو بھیجتے ہیں۔ جب آخری دن آیا مجھ کو گمان ہوا کہ پیغمبرؐ کو ان سے کوئی حاجت ہے ہم لوگ گھر سے باہر آگئے اور دروازے کے پیچھے بیٹھ گئے اور میں سب سے زیادہ مکان کے دروازہ سے قریب تھی علی پیغمبرؐ کے روئے مبارک کی طرف جھکے ہوئے تھے اور آنحضرتؐ آہستہ آہستہ ان سے راز کی باتیں کر رہے تھے۔ پیغمبرؐ نے اسی دن وفات پائی۔ امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو اپنی مسند کی جلد ۶ صفحہ ۳۰۰ پر نقل کیا ہے۔

"جو شخص علی کو دوست رکھتا ہے وہ رسولخداؐ کا دوست ہے"

حدیث (۳۹)۔ کنز العمال کی جلد ۶ صفحہ ۳۹۱ پر ابن عباس سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں مدینہ کی گلیوں میں سے ایک گلی میں عمر کے ہمراہ چل رہا تھا۔ عمر نے مجھ سے کہا کہ اے ابن عباس تمہارے مولا علی کو لوگوں نے چھوٹا سمجھا کہ انھوں نے ان کو اپنے معاملات کا والی نہیں بنایا۔ میں نے کہا خدا کی قسم رسولخداؐ نے ان کو چھوٹا نہیں سمجھا اور "سورہ برائت" کی تبلیغ کے لئے ان کو منتخب کیا تاکہ وہ مکہ والوں کو سنائیں۔ عمر نے کہا تم سچ کہتے ہو خدا کی قسم میں نے رسولخداؐ کو علیؑ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو تجھ کو دوست رکھتا ہے وہ مجھ کو دوست رکھتا ہے اور جو مجھ کو دوست رکھتا ہے وہ خداوند تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے اور جو شخص خدا کو دوست رکھتا ہے اس کو وہ بہشت میں جگہ عطا فرمائے گا۔

سلمان کی روایت میں یہ مضمون کسی قدر اضافہ کے ساتھ نقل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسولخداؐ علی کا ہاتھ پکڑے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ آگاہ ہو کہ جو شخص اس مرد کو دشمن رکھتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا دشمن ہے اور جو شخص اس کو دوست رکھتا ہے وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔

کنز العمال کی جلد ۶ صفحہ ۱۵۴ پر معجم کبیر طبرانی اور تاریخ ابن عساکر کی روایت دونوں کی سند سے نقل ہے کہ ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کی کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ میں ہر اس شخص سے جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور میری رسالت کی تصدیق کرتا ہے علی ابن ابیطالب کی ولایت کی سفارش کرتا ہوں جو شخص اس کو اپنا ولی سمجھے گا وہ مجھ کو اپنا ولی سمجھے گا اور جو مجھ کو اپنا ولی سمجھے گا وہ خدا کو اپنا ولی سمجھے گا اور جو مجھ سے دشمنی رکھتا ہے وہ خدائے عز و جل کا دشمن ہے۔

شریف عسکری کہتا ہے کہ یہ حدیث قابل غور ہے کیونکہ یہ ایک اہم مطلب کی حامل ہے اس لئے کہ اس میں ولایت اور محبت کا فرق ظاہر کیا گیا ہے اور دونوں

کی سفارش کی گئی ہو۔

چند متفرق احادیث

حدیث (۴۱) کنز العمال جلد ۶ کے صفحہ ۳۹۱ پر مسند ابن ابی شیبہ سے اپنی سند سے عبداللہ بن عمر سے روایت ہو کہ حضرت عمر ابن خطاب نے فرمایا کہ خدا شاہد ہو کہ علیؑ کی تین فضیلتیں ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھ کو نصیب ہوتی تو سُرخ بالوں والے اونٹوں سے میرے نزدیک بہتر ہوتی (۱) پیغمبرؐ نے اپنی دختر کی شادی ان سے کی اور ان سے اولاد پیدا ہوئی (۲) سب کے دروازے بجز علیؑ کے دروازہ کے مسجد نبویؐ کی طرف بند کردیئے گئے اور (۳) خیبر کی فتح کے دن علم ان کو سپرد کیا گیا شریف عسکری کہتا ہو کہ یہ حدیث پہلے بیان کی جاچکی ہو لیکن چونکہ دوسری کتاب سے نقل کی گئی ہو اس لیے ہم نے اس کو دوبارہ نقل کردیا ہو۔

حدیث (۴۲) کنز العمال کی جلد ۶ صفحہ ۳۹۲ پر ابن مسندہ کی تاریخ اصفہان سے ان کی سند سے ابی ہریرہ نے روایت کی ہو کہ حضرت عمر نے کہا کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ تحقیق کل میں ایسے شخص کو علم دوں گا جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہو اور خداوند تعالیٰ اس کے ہاتھ سے فتح عطا فرمائے گا حضرت عمر نے کہا کہ سوائے اس روز کے مجھ کو فوج کی سرداری کی تمنا نہیں ہوئی۔ جب کل ہوئی میں گردن اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگا۔ رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ اٹھو اور جاؤ اور جنگ کرو اور منھ نہ موڑنا جب تک کہ خداوند کریم تم کو فتح نصیب فرمائے۔ جب علیؑ روانہ ہو گئے تو ان کو برا معلوم ہوا کہ منھ موڑیں لہٰذا وہیں سے دریافت کیا کہ اے رسول اللہ کن شرائط کے پیش نظر اُن سے جنگ کروں' جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ اس وقت تک جب تک کہ "لا الٰہ الا اللہ" نہ کہیں اور جب یہ کلمہ پڑھ لیا تو ان کا خون اور مال حرام ہو بجز حق اور قانون اسلام کے مطابق۔

شریف عسکری کہتا ہو کہ حدیث مشہور و معروف ہو اور سُنی علماء نے اس کو اپنی معتبر کتابوں میں مثل صحیح بخاری اور صحیح مسلم نقل کی ہو۔

یہی روایت کسی قدر اضافہ کے ساتھ مسند احمد بن حنبل میں ابو ہریرہ سے نقل کی گئی ہو جس میں لکھا ہو کہ رسولخداؐ نے علیؑ کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اس وقت تک جنگ کرنا جب تک کہ لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھیں۔

حدیث (۴۳) کنز العمال کی جلد ۶ صفحہ ۳۹۲ اور کتاب نقض عثمانیہ حافظ کے صفحہ ۲۱ پر بہ سند علی متقی حنفی' سعید جوہری سے روایت ہے کہ مامون نے اپنے پیشرو خلفائے عباسیہ اور اپنے دادا عبداللہ بن عباس سے روایت کی کہ میں نے عمر بن خطاب کو کہتے ہوئے سُنا کہ علی ابن ابیطالبؑ کا ذکر احتیاط سے کرو کیونکہ میں نے رسولخداؐ سے خود سُنا کہ ان میں وہ صفتیں ہیں کہ اگر ایک بھی ان میں سے آل خطاب میں ہوتی تو دنیا کی ہر چیز سے مجھ کو زیادہ محبوب ہوتی۔ ایک روز میں' ابوبکر' ابو عبیدہ اور چند دیگر صحابہ رسولخداؐ کی خدمت میں گئے اور ام سلمہ کے گھر کے دروازے پر پہونچے ہم نے دیکھا کہ علیؑ خیمہ کے اندر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں' ہم نے ان سے کہا کہ جناب رسولخداؐ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں انھوں نے کہا کہ گھر کے اندر ہیں ذرا دیر توقف کیجئے ابھی باہر تشریف لائیں گے۔ رسولخداؐ باہر تشریف لائے اور ہم ان کے گرد کھڑے ہو گئے۔ علیؑ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر سہارا لیا اور خوشخبری دی کہ اے علی ابن ابیطالبؑ تم کو مطلع کرتا ہوں کہ تم کو میں پر سات چیزیں دی میں جن میں سے ایک میں بھی کوئی تمھاری برابری نہیں کر سکتا غالب ہو۔

(۱) تم نے اسلام سب سے پہلے قبول کیا۔

(۲) ایام خدا کو تم سب سے بہتر جانتے ہو۔

(۳) خدا کے قول کو وفا کرنے میں سب سے بڑھ کر ہو۔

(۴) حصہ بانٹنے میں سب سے زیادہ عادل ہو۔

(۵) سب سے زیادہ رعیت پر مہربان ہو اور تمھاری مصیبت سب کی مصیبتوں سے عظیم ہے۔

(۶) تم میرے مددگار' میرے غسل دینے والے اور میرے دفن کرنے والے ہو اور ہر برائی اور سختی میں مستقل مزاج رہو گے۔

(۷) میرے بعد ہرگز کافر نہ ہو گے اور قیامت میں لواء حمد کو میرے آگے لے کر چلو گے اور بدکار لوگوں کو میرے حوض سے ہٹا دو گے۔

ابن عباس نے از خود بیان کیا کہ علیؑ رسولخداؐ کی دامادی کے درجہ پر فائز ہوئے اور اپنے کنبہ والوں میں نہایت فیاض اور سخی ہیں' تنزیل قرآن کے عالم ہیں اور اس کی تاویل کو خوب سمجھتے ہیں اور جنگ میں مقابل کو مغلوب کرتے ہیں۔

"علیؑ پیغمبرؐ کے وزیر اور بھائی ہیں"

حدیث (۴۴) کنز العمال کی جلد ۶ صفحہ ۱۵۵ پر معجم کبیر طبرانی سے ان کی سند سے ابن عمر سے روایت نقل کی ہو کہ جناب رسالتمآبؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ کیا میں تم کو یہ بتا کر کہ تم میرے بھائی اور وزیر ہو خوش نہ کردوں؟ تم امتوں کی رہنمائی کرنے والے ہو اور میرے وعدہ کو پورا کرو گے اور میرے قرضہ کو ادا کرو گے۔ جو شخص میری زندگی میں تم کو دوست رکھے گا وہ اپنی ذمہ داری کو پورا کرے گا اور جو شخص میرے بعد تم کو دوست رکھے گا خداوند عالم اس کا سرانجام بخیر کرے گا اور جو شخص میرے بعد تم کو بغیر دیکھے ہوئے تم سے دوستی رکھے گا تو اس کا سرانجام بخیر اور خدا اس کے ایمان کے ساتھ ہوگا اور قیامت میں آسودہ ہوگا اور اے علیؑ جو شخص تمھاری دشمنی میں مرے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا اور جو کچھ بہ حیثیت مسلمان اس نے اعمال کئے ہیں خداوند کریم اس سے حساب لے گا۔

اس حدیث کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو "فضائل الصحابہ" سے ابی نعیم نے اپنی سند سے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جس شخص کی یہ خواہش ہے کہ میرے طریقہ پر زندہ رہے اور میرے طریقہ پر مرے اور بہشت میں جس کو میرے پروردگار عز و جل نے سنوارا ہو آرامگاہ بنائے تو اس کو چاہیئے کہ علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت کو قبول کرے کیونکہ وہ میرے بعد تم کو ہدایت کے راستہ سے ہٹنے نہ دے گا اور گمراہی میں وارد نہ ہونے دے گا۔

تقریبًا اسی مضمون کی دوسری حدیث کو علی متقی حنفی نے زیاد بن مطرف' سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ میرے طریق زندگی پر زندہ رہے اور میرے طریقہ پر مرے اور ہمیشہ رہنے والے بہشت میں جس کو میرے پروردگار نے نہایت اہتمام سے بنایا ہے جائے تو اس کو چاہیئے کہ میرے بعد علیؑ اور اس کی ذریت سے دوستی رکھے اور ان کی پیروی کرے کیونکہ وہ لوگ تم کو سیدھے راستہ سے بھٹکنے نہ دیں گے اور گمراہی کی طرف نہ جانے دیں گے۔

کنز العمال کی جلد ۶ صفحہ ۲۱۷ پر علی متقی حنفی نے دوسری حدیث کچھ اضافہ کے ساتھ جو اور کتابوں میں نہیں ہو۔ معجم کبیر طبرانی کے حوالہ سے اس طرح ابن عباس سے نقل کی ہو کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جو شخص اس بات کی خواہش رکھتا ہو کہ میری طرح زندہ رہے اور میری طرح مرے اور اس بہشت میں جس کو میرے پروردگار نے بنایا ہے مسکن اختیار کرے تو اس کو چاہیئے کہ میرے بعد علیؑ کی پیروی کرے اور اس کے ولی کی پیروی کرے اور میرے بعد میرے اہلبیتؑ کی اقتدا کرے کیونکہ وہ میری عترت ہیں اور میری مٹی سے بنائے گئے ہیں اور میری دانائی اور علم ان کے حصہ میں آئے ہیں۔ میری اُمت کے ان لوگوں پر افسوس ہے جو ان کی فضیلتوں کو جھٹلاتے ہیں اور میرے رشتہ کو ان سے جدا کرتے ہیں' خداوند تعالیٰ میری شفاعت ان کو نصیب نہ فرمائے۔

شریف عسکری کہتا ہے کہ پیغمبرؐ ہمیشہ اپنی اُمت سے اپنے اہلبیتؑ کی اطاعت' پیروی اور ان سے دوستی رکھنے کی مختلف تقریروں میں سفارش فرماتے رہے اور اسی کے متعلق ایک حدیث علی متقی حنفی نے کنز العمال کی جلد ۶ صفحہ ۲۱۸ پر محدث اہل شام کی تاریخ کے حوالہ سے ابن عباس سے نقل کی ہے کہ انھوں نے خود اپنی سند سے حضرت علیؑ سے روایت بیان کی کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ جس طرح اسلام کا لباس تقویٰ ہے اس کا اہل ہدایت' اُس کا زیور حیا' اس کا ستون پرہیزگاری اور اس کی جڑ عمل صالح ہے اسی طرح اسلام کی بنیاد میرا اور میرے خاندان والوں کا دوست رکھنا ہے۔

پیغمبرؐ وفات کے وقت علیؑ سے راضی تھے

حدیث (۴۵) صحیح بخاری کی جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۵ پر مناقب علیؑ کے باب میں حضرت عمر سے روایت ہو کہ انھوں نے کہا کہ جس وقت رسالتمآبؐ نے وفات پائی وہ علی ابن ابی طالبؑ سے راضی تھے اور آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور اسی کتاب میں ابن عمر سے روایت ہو کہ حضرت ابوبکر نے کہا۔ محمدؐ کی خاطر ان کے خاندان والوں کے

ساتھ حسن سلوک مدنظر رکھو اور حضرت ابو بکر کی اس گفتگو کا اُتحاف بحب الاشراف کے صفحہ ۲۳ پر بھی ذکر ہوا اور ابن حجر نے اس کا ذکر اپنی صواعق محرقہ میں کیا ہے۔ شریف عسکری کہتا ہے کہ حضرت ابو بکر کی اس تقریر سے ظاہر ہے کہ پیغمبرؐ کے اہل بیتؑ کی عزت کا لحاظ رکھنا لازم ہے۔

"علیؑ کی ولایت میں بزرگی ہے"

حدیث (۶۴) صواعق محرقہ کے صفحہ ۱۰۹ پر ابن حجر نے استیعاب مولفہ ابن عبدالبر کے حوالہ سے "ابن السیب" سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ شریف لوگوں سے دوستی کرو اور اُن سے محبت کرو اور اپنی آبرو کی کمینوں اور نیچے درجہ کے لوگوں سے حفاظت کرو اور اس بات کو سمجھ لو کہ شرافت بغیر ولایت علی بن ابیطالب مکمل نہیں ہوتی۔

"علیؑ کے چہرہ کے نور سے فرشتوں کی پیدائش"

حدیث (۶۵)۔ موفق بن احمد حنفی خوارزمی نے اپنی تاریخ "مقتل الحسین" کی جلد ۱ صفحہ ۹۷ پر اپنی سند سے عبداللہ بن عبدالرحمن سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان سے سُنا اور انھوں نے حضرت عمر سے سُنا اور انھوں نے حضرت ابو بکر بن ابو قحافہ سے سُنا کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ درحقیقت خداوند کریم نے علی ابن ابیطالب کے چہرہ کے نور سے فرشتے پیدا کئے جو اللہ پاک کی تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں اور اس کا ثواب علیؑ کے دوستوں اور ان کے فرزندوں کے دوستوں کو ہدیہ کرتے ہیں۔ پندرھویں حدیث اسی مضمون کی تھی لیکن اس حدیث میں راوی اور الفاظ کا اختلاف تھا اس لئے اس کو دوبارہ نقل کر دیا ہے۔ پہلی حدیث خوارزمی کی مناقب سے نقل کی گئی تھی جس کا نام "اربعین" ہے۔

اب اس مختصر رسالہ کو ختم کرتا ہوں، اور بہت سی حدیثیں ہیں جو خلفاء اور ان کی اولاد نے روایت کی ہیں لیکن اس خیال سے کہ ان میں سے ایک کافی ہے ان کا ذکر نہیں کیا اور پیغمبرؐ پر صلوٰۃ میں "آلہٖ" کا لفظ میں نے بڑھا دیا ہے اور اس کو بین الہلالین درج کیا ہے کیونکہ اہلسنت کی کتب میں تحریر نہ تھا۔

اس کتاب کی تکمیل ماہ ذیقعدہ کی چودھویں تاریخ کی شب کو ۱۳۷۲ھ ہجری میں ہوئی اور اس کو نجم الدین شریف عسکری پسر مرحوم و مبرور آیۃ اللہ میرزا محمد طہرانی شریف عسکری نے خدا ان کو غریق رحمت کرے اور جنت میں جگہ عطا فرمائے اپنے قلم سے لکھا۔

واقعہ کربلا پر رسائل کی تقسیم

انتہائی مفید اور دور رس نتائج کی حامل ہے

اس اہم دینی فریضہ کو آپ کا مشن "حسینی فنڈ" کے ذریعہ سے انجام دے رہا ہے۔ اس فنڈ میں جو کچھ ممکن ہو خود بھی ارسال فرمایئے اور اپنے حلقۂ اثر کی ہر ہر فرد سے جس سے جو کچھ مل سکے وصول کر کے ارسال فرمایئے۔ رقم موصولہ سے بعد منہائی اخراجات ڈاک، اردو، ہندی یا انگریزی جس زبان میں آپ طلب فرمائیں گے ارسال خدمت کر دیں گے، آپ خود ہی اپنے وہاں برادران وطن میں بلاقیمت تقسیم کر کے ماجور ہوں۔

الداعی الی الخیر:۔

آنریری سکریٹری امامیہ مشن۔ لکھنؤ ۳

شاہ عبدالعزیز دہلوی کا ایک دلچسپ خواب

عالم رؤیا میں جناب امیرؑ سے چند سوالات

اور

جناب امیرؑ کے معنی خیز جوابات

(جناب سید امیر حیدر صاحب رضوی مدظلہ، مہابن ضلع متھرا)

شاہ عبدالعزیز دہلوی کے فتاوے جو فتاوائے عزیزی کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں بڑی دلچسپ معلومات کا ذخیرہ ہیں۔ اُن کے مطالعہ سے شاہ صاحب کے مذہبی خیالات اُن کی ذہنی ساخت اور اُن کے طبعی رجحانات کے متعلق عجیب عجیب انکشافات ہوتے ہیں۔ اُسی کتاب سے اُن کے ایک دلچسپ خواب کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

شاہ صاحب کا خاندان اپنے علمی فضل و کمال کے لئے ہندستان میں بڑی شہرت کا مالک ہے۔ لیکن اُن کے علمی تبحر کی دھوم دھام سے کہیں زیادہ اُن کے مذہبی تعصب اور شیعہ دشمنی کا شہرہ ہے۔ شاہ صاحب کے والد شاہ ولی اللہ نہ صرف ایک بلند پایہ عالم، فلسفی اور متکلم ہی نہ تھے بلکہ وہ ایک خاص مذہبی مکتب خیال کے مجدد بھی تھے۔ مگر ایں خانہ تمام آفتاب است کے مصداق شیعہ مذہب کی تردید کے شغف سے وہ کبھی غافل نہ تھے۔

غالباً اُسی زمانہ میں جب شاہ صاحب (عبدالعزیز) کے دماغ میں ردِ شیعیت کا سودائے خام پک رہا تھا اور وہ تحفہ اثنا عشریہ کی تصنیف میں مصروف تھے اُن کو جناب امیرؑ کی زیارت کا عالم رؤیا میں شرف حاصل ہوا۔ شاہ صاحب نے اپنے مذہب کے متعلق جناب امیرؑ سے چند سوالات کئے جن کے جناب امیرؑ نے بڑے معنی خیز جوابات دیے۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

کوئی سات سال کا عرصہ ہوا تاریخ ۲۷ رجب جو بعض روایات کے مطابق معراج کی تاریخ ہے۔ فقیر نے خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے جس پر سفید براق فرش بچھا ہوا ہے اور اُس پر بہت سے نورانی صورت بزرگ لباس فاخرہ پہنے ہوئے جناب امیرؑ کی آمد کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ فقیر بھی یہ معلوم کر کے اُس فرش پر ایک طرف بیٹھ گیا ناگاہ جناب امیرؑ قبلہ کی جانب سے نمایاں ہوئے اور اُس فرش کی طرف متوجہ ہوئے۔ تمام لوگ جو فرش پر جناب امیرؑ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے ایک دم تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ فقیر ہجوم مردمان کی وجہ سے لب فرش تک نہ پہنچ سکا۔ حضرت تشریف لائے اور صفوف مردمان کو چیرتے ہوئے فقیر کے قریب آ کر چار زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ فقیر دو زانو سامنے بیٹھ گیا۔ مجھ پر بے حد الطاف فرمایا۔ کسی سے کلام نہیں کیا صرف مجھ سے کلام کیا۔ فقیر نے موقع کو غنیمت سمجھ کر چند باتیں جو ذہن میں تھیں حضرت سے

دریافت کیں۔ حضرت نے جواب باصواب سے مشرف فرمایا۔ پہلی بات جو حضرت نے فرمائی یہ تھی کہ ہم نے سُنا ہے کہ کسی شخص نے ایک کتاب پشتو زبان میں تحریر کی ہے اُس میں ایسی چیزیں بیان کی ہیں جن سے ہماری تحقیر ہوتی ہے۔ تمہیں اس کی اطلاع ہے یا نہیں۔ فقیر نے عرض کیا کہ بندہ پشتو نہیں جانتا ہے کہ اُس زبان کی کتابوں سے آگاہی ہو۔ حضور کے فرمودہ کے مطابق تحقیق کروں گا۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ مذاہب فقہا میں سے (ائمہ اربعہ۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی) کون مذہب جناب کے پسند ہے۔ حضرت نے فرمایا کوئی مذہب میرے پسند نہیں یا میرے مطابق نہیں۔ افراط و تفریط سے سب نے کام لیا ہے۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ اولیاء اللہ کا کون سا طریقہ جناب کے پسند خاطر ہے۔ یہاں بھی وہی جواب دیا اور فرمایا کہ ہر طریقہ میں طرح طرح کے احداث کئے گئے ہیں۔ یہ سب طریقے میرے خلاف ہیں۔ میرے زمانہ میں تقرب الی اللہ کے شغل کے تین طریقے تھے۔ ذکر۔ تلاوت قرآن اور نماز۔ ان لوگوں نے صرف ذکر کو اپنا شغل بنایا ہے۔ تلاوت قرآن اور نماز کو چھوڑ دیا ہے۔ میں نے تلاوت قرآن اور نماز کے لئے عرض کیا کہ کس طرح ادا کی جائے۔ حضور نے اُس کا طریقہ مجھ کو القاء فرمایا اُس سے میرے باطن میں بڑا تغیر ہوا جس کا وصف بیان سے باہر ہے اور اس وقت تک اُس کا اثر اپنے باطن میں محسوس کر رہا ہوں۔ اُس کے بعد میں نے عرض کیا کہ اگرچہ الحمد اللہ مجھ کو جناب سے بجہت طرق و سلاسل سے توسل حاصل ہے مگر میں

چاہتا ہوں کہ بلا واسطہ بیعت کروں۔ حضور نے ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے بیعت کی جس سے فقیر کے باطن میں القائے اثر عظیم ہوا۔ اُس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ اکثر صحابہ خصوصاً قریشیانِ نے جناب عالی سے مشاجرت کی اُس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اُن سے شکایت برادرانہ تھی یا یہ فرمایا کہ برادری کی شکایت تھی اور باہم شکر رنجی تھی۔ تاہم لوگ اُس کو دور لے گئے۔ ...... (فتاوائے عزیزی مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۸/۷)

اس خواب کی اشاعت کے بعد جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا شاہ صاحب کے ماننے والوں میں بڑی کھلبلی مچی۔ جناب امیرؑ نے جس حقیقت پسندی اور صاف گوئی سے شاہ صاحب کے مذہب کے مروجہ اصولوں پر تنقید فرمائی تھی وہ چپ ہونے والی بات بھی نہ تھی۔ ہر طرف سے شاہ صاحب پر سوالوں کی بوچھار ہونے لگی۔ مجبوراً شاہ صاحب کو اپنے معتقدین کی تسکین و تسلی کے لئے اس خواب کی شرح میں ایک پورا رسالہ لکھنا پڑا۔ لیکن جناب امیرؑ نے جس طرح مذاہب ائمہ اربعہ کے اصولوں سے اظہار ناپسندیدگی فرمایا تھا اور جس طرح صوفیائے کرام کے مروجہ طریقوں کی نفی فرمائی تھی اُس کا جواب ہی کیا ہو سکتا تھا۔ ناچار شاہ صاحب کی حذاقت علمی کو خطائے اجتہادی کے اُسی پرانے نسخہ سے کام لینا پڑا جو برسوں کا آزمایا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے یہی کہا کہ یہ سب حضرات مجتہد تھے اور مجتہدوں میں آپس میں رائے کا اختلاف ہوا ہی کرتا ہے اور یہ جو جناب امیرؑ نے فرمایا ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کا مذہب میرے مختار کے مطابق نہیں ہے اُس کا مطلب یہی ہے کہ مسائل دینیہ میں میری رائے اُن کی رائے سے مختلف ہے۔ اسی طرح صوفیائے وقت کے طریقے بھی میرے طریقے کے مطابق نہیں ہیں۔ جناب امیرؑ نے صرف اختلاف رائے ہی کا

اظہار فرمایا ہے۔ ان میں سے کسی ایک طریقہ کو باطل یا ناجائز نہیں کہا۔

شاہ صاحب نے اپنی عادت کے مطابق لاطائل لفظی بحث میں مسئلہ کو اُلجھانے کی جو کوشش کی ہے اُس کے متعلق تو ہم کو کچھ کہنا نہیں ہے۔ لیکن ہم اپنے اس تعجب کا یہاں اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ شاہ صاحب نے جناب امیرؑ کے مرتبہ کو گھٹانے میں بھی کمال کر دیا۔ گھٹاتے گھٹاتے اُس کو ابو حنیفہ اور شافعی کے درجہ پر لا ڈالا۔ اور شافعی بھی وہ شافعی جو ہمیشہ یہ کہا کئے علی رضی اللہ عنہ ہم رضی اللہ عنہ۔ مولوی شبلی کا شمار بھی بہت متعصب لوگوں میں ہوتا تھا۔ مگر ان میں اتنی مذہبی غیرت تو تھی کہ جب ابن تیمیہ نے امام ابو حنیفہ کی امام جعفر صادقؑ سے شاگردی کی نسبت کا انکار کیا تو مولوی شبلی نے صاف کہہ دیا کہ

یہ ابن تیمیہ کی گستاخی اور خیرہ چشمی ہے۔ امام ابو حنیفہ لاکھ مجتہد اور فقیہہ ہوں لیکن اُن کو فضل و کمال میں امام جعفر صادقؑ سے کیا نسبت۔ حدیث و فقہ بلکہ تمام مذہبی علوم اہلبیت کے گھر سے نکلے و صاحب البیت ادریٰ بما فیہا۔ (سیرۃ النعمان ۴۵)

انہیں امام ابو حنیفہ کو جن کی دستار فضیلت کے لئے مولوی شبلی امام جعفر صادقؑ کی شاگردی کو طرہ افتخار بتا رہے ہیں شاہ صاحب جناب امیرؑ کے مد مقابل بنا کر کھڑا کر رہے ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

شاہ صاحب نے حدیث ثقلین کا اپنی تصانیف میں اکثر جگہ ذکر کیا ہے اور ہمیشہ یہ کہا ہے کہ ہم اُس کو اپنے سر اور آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ لیکن اپنے خواب کی جو شرح شاہ صاحب نے کی ہے اُسی سے اُن کے اس جھوٹے دعوے کی پوری قلعی کھل جاتی ہے۔

دشمنِ مے بودن و ہم رنگ مستاں زیستن

رہے صوفیاء کے طریقے جن کی تنقیص جناب امیرؑ نے فرمائی ہے سو اُس کے متعلق ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ جو بات بدیہی طور پر ناحق ہے شاہ صاحب نے اُس کو حق ثابت کرنے کے لئے کیوں طرح طرح کی تاویلوں سے کام لیا۔ شاہ صاحب کے خواب سے تو بہت پہلے شاہ ولی اللہ صاحب اپنے وصیت نامہ میں جناب امیرؑ سے زیادہ کڑی تنقید اُن پر کر چکے ہیں۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) دوسری وصیت یہ ہے کہ اس زمانہ کے مشائخ کے ہاتھ میں جو طرح طرح کی بدعات میں مبتلا ہیں ہرگز ہاتھ نہ دے اور اُن کی بیعت نہ کرے۔ عام لوگوں نے جو اس باب میں غلو کیا ہے اُس پر فریفتہ نہ ہو۔ عوام کا غلو بالکل ایک رسمی بات ہے اور رسمی بات کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس زمانہ کے طلسم فروشوں کو جو حقیقتاً شعبدہ باز ہیں لوگوں نے صاحب کرامت سمجھ لیا ہے۔ جیسے یہ نام نہاد صاحب کرامت لوگ کام کرتے ہیں ہندو جوگی وغیرہ بھی کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ یہ سب فن نیرنگ کی باتیں ہیں۔ سعادت و شقاوت۔ رد اور قبول میں یہاں کچھ فرق نہیں۔ اسی طرح وجد و شوق اہل مجلس میں پیدا کر دینا قوت بہیمیہ سے متعلق ہے۔ جس میں قوت بہیمیہ زیادہ ہوتی ہے اُس میں زیادہ وجد ہوتا ہے بعض سادہ لوح بے وقوف اس کو بھی اپنے پیر کی کرامات سمجھتے ہیں۔ اس زمانہ میں کوئی نہیں ہے الا ماشاء اللہ جو من جمیع الوجوہ کمال رکھتا ہو اگر ایک چیز میں کمال رکھتا ہے تو دوسری میں عاطل ہے۔ میرا یہ کہنا بہت سے لوگوں کو بُرا معلوم ہوگا۔ لیکن جو مجھ کو فرما دیا گیا ہے میں تو اُس کے مطابق کہہ رہا ہوں۔ زید و عمر کے کہنے پر لنگڑا نہ بن جانا چاہیئے۔ (وصیت نامہ صفحہ ۳/۴)۔

دیکھئے شاہ ولی اللہ صاحب جو کچھ اُن پر القاء ہوا اُس کی کس سختی سے تلقین فرما رہے ہیں۔ لیکن شاہ عبدالعزیز صاحب فرمودۂ جناب امیرؑ پر جز بز ہو رہے ہیں۔ اسی کو جنون خرد کی کرشمہ سازیاں کہتے ہیں۔

"اپنے غیر معصوم پیشواؤں کے اقوال و احوال کو بمنزلہ اصل مرکز بنا لینا ارباب افراط و غلو کی یہی وہ غلطی ہے" جس پر مولانا ابو الکلام آزاد نے اپنے تذکرہ میں جا بجا ماتم کیا ہے تعجب ہے کہ شاہ صاحب جیسا متبحر عالم بھی اس غلطی کا شکار ہو گیا۔ اگر شاہ صاحب اپنے والد شاہ ولی اللہ کی تفہیمات الٰہیہ ہی کو دیکھ لیتے تو اُن کو معلوم ہو جاتا کہ جناب امیرؑ کی عصمت و بزرگی کا درجہ کسقدر بلند ہے اور خود شارع اسلام نے اُس کو کس نظر سے دیکھا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ "جب کسی انسان کو عصمت تامہ حاصل ہو جاتی ہے تو اُس کے تمام افعال مجسم حق ہو جاتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ "میں یہ نہیں کہتا کہ اُس کے افعال حق کے مطابق ہوتے ہیں بلکہ یہ کہتا ہوں کہ اُس کے افعال عین حق ہوتے ہیں بلکہ ان افعال سے حق اس طرح منعکس ہوتا ہے جس طرح روشنی آفتاب سے۔ اور اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے رسول مقبول نے جناب امیرؑ کے لیئے یہ دعا کرتے ہوئے اللھم ادر الحق معہ حیث دار ولم یقل ادر ہ حیث دار الحق۔ یعنی خدا وندا حق کو اُسی طرف پھیر جس طرف علیؑ پھرے یہ نہیں فرمایا کہ علیؑ کو اُس طرف پھیر جس طرف حق پھرے۔ (فاصبان ملک عقوض ۳۶) کس قدر زوردار بیان ہے اور جناب امیرؑ کی حقانیت کا کتنا زبردست اقرار ہے۔ مگر شاہ صاحب اُلٹی گنگا بہا رہے ہیں۔

اس خواب کے سلسلے میں سب سے بڑا سوال جو پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آخر وہ کونسی کتاب تھی جس کی بدزبانی کا شکوہ جناب امیرؑ نے شاہ صاحب سے کیا تھا اور جس کے لئے شاہ صاحب نے جناب امیرؑ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کتاب کو دیکھ کر مناسب تدارک کریں گے۔ شاہ صاحب نے اپنے خواب کی شرح میں جو رسالہ لکھا ہے اُس میں اس کا کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ اُن کی کسی اور تصنیف میں ہم کو اُس کا کوئی ذکر نظر آیا۔ ہمارا ایسا خیال ہے کہ وہ کتاب نصر اللہ کابلی کی صواقع موبقہ ہے جس کو فارسی کا لباس پہنا کر شاہ صاحب نے سرقتاً تحفہ اثنا عشریہ کے نام سے شائع کر دیا تھا۔ صواقع موبقہ اپنی بدزبانی اور دشنام طرازی کے لئے کافی بدنام ہے۔ کہا جاتا ہے کہ شاہ صاحب کا تحفہ اسی کتاب کا حرف بحرف ترجمہ ہے یا اُس کے اقتباسات کا مجموعہ ہے۔ شاہ صاحب کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ جب منظر عام پر آئی اور لوگوں نے اُس کا بالاستیعاب مطالعہ کیا تو خود شاہ صاحب کے معتقدین میں اس پر بہت چہ میگوئیاں ہوئیں۔ بات یہاں تک بڑھی کہ لوگ خود شاہ صاحب سے سوال کر بیٹھے کہ تحفہ اثنا عشریہ صواقع موبقہ کا ترجمہ ہے یا نہیں۔ شاہ صاحب اس سوال پر برافروختہ تو بہت ہوئے مگر کرتے بھی کیا لوگ دُکھتی ہوئی رگ پکڑ رہے تھے شاہ صاحب نے بہت ہاتھ پیر مارے بڑی بڑی تاویلات کیں لیکن کچھ کام نہ چلا بالآخر شاہ صاحب کو اتنا اعتراف کرنا ہی پڑا کہ صواقع موبقہ تحفہ اثنا عشریہ کی تالیف کے وقت اُن کے پیش نظر تھی اور چونکہ اُس کی ترتیب اُن کو پسند آئی اس لئے انہوں نے تحفہ اثنا عشریہ کی ترتیب کو بھی صواقع موبقہ ہی کی ترتیب کے مطابق بنایا۔ آگے چل کر شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر دونوں کتابوں کی ترتیب کی یکسانیت اور اُس کی مطابقت کو ایک دوسرے کا ترجمہ کہا جا سکتا ہے تو بیشک تحفہ اثنا عشری صواقع موبقہ کا ترجمہ ہے۔ ہم کو اس سے کوئی بحث نہیں کہ تحفہ اثنا عشریہ صواقع موبقہ کا ترجمہ ہے یا نہیں۔ ہم کو تو اُسی کتاب سے بحث ہے جس کا شکوہ جناب امیرؑ نے شاہ صاحب سے کیا تھا تحفہ اثنا عشریہ کو شاہ صاحب نے اپنے نام سے شائع نہیں بلکہ ایک فرضی شخص غلام حلیم کے نام سے شائع کیا اور تماشہ یہ کیا کہ خود اپنا ہی نام مخفی نہیں رکھا بلکہ اپنے والد اور دادا کے نام بھی فرضی ہی رکھے۔ بظاہر ہم کو اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آئی کہ تحفہ جیسی جید کتاب کو شاہ صاحب ایک فرضی نام سے شائع کریں اور تقیہ جیسی مذموم اور بدنام حرکت کے ارتکاب کا الزام اپنے سر لیں۔ یقیناً اُن کے دل میں کوئی چور تھا اور وہ چور ہماری رائے میں یہی تھا کہ وہ ایک مذموم اور مقدوح کتاب کا ترجمہ جناب امیرؑ کی فہمائش کے باوجود خود جناب امیرؑ اور پیروان جناب امیرؑ کی دل آزاری کے لئے شائع کر رہے تھے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

شاہ صاحب نے وہ تمام مسئلے جو اُن کے دل میں کھٹک رہے تھے جناب امیرؑ سے دریافت کر لئے اور جناب امیرؑ نے سب کا باصواب جواب دے دیا۔ آخر میں شاہ صاحب نے یہ بھی دریافت کر لیا کہ صحابہ کے درمیان مشاجرات تھے یا نہیں۔ ہمارے خیال میں شاہ صاحب کو اس سوال کے کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی اس لئے کہ اُن کے والد شاہ ولی اللہ صاحب اپنے وصیت نامہ میں بہت وضاحت کے ساتھ کہہ چکے تھے کہ "صحابہ کے دل آپس میں صاف نہیں تھے۔ اس کے خلاف کچھ کہنا ایک وہم ہی وہم ہے۔ نص مستفیض اس کے خلاف ہے اور نص مستفیض کی مخالفت نہیں کی جا سکتی"۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے یہ خیال کر کے کہ جناب امیرؑ کی حیثیت اس جھگڑے میں ایک فریق کی سی ہے اُن کا بیان کسی دوسرے کے بیان سے یقیناً زیادہ معتبر ہوگا اُن سے دریافت کرنا ضروری سمجھا۔ جناب امیرؑ نے جواب میں فرمایا کہ دلوں میں کدورت اور باہم شکر رنجی تھی۔ جناب امیرؑ کے اس ارشاد نے ثابت کر دیا کہ یہ کہنا کہ تمام صحابہ رحماء بینھم کی تصویر مثالی تھے پروپاگنڈا ہی پروپاگنڈا ہے۔ اور یہ کہ اس میں قریشی اور غیر قریشی کی کوئی تخصیص نہیں۔

شاہ صاحب نے اپنے خواب کے واقعات دُہراتے ہوئے بار بار اس کا اعادہ کیا ہے کہ جناب امیرؑ کے ارشادات سے اُن کے باطن میں القائے اثر عظیم ہوا جس سے اُن کا مقصود اس بات کا ظاہر کرنا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے خواب کو کوئی اضغاث احلام نہ سمجھے بلکہ وہ اُن خوابوں میں ہے جن کو رویائے صادقہ کہا جاتا ہے اور جو صرف مذہبی حیثیت ہی سے اہم نہیں ہوتے بلکہ اُن کی حیثیت ایک ایسی دستاویز کی سی ہوتی ہے جس کو ہر اُس شخص کو جو دیدہ عبرت نگاہ رکھتا ہے سر اور آنکھوں پر رکھنا چاہیئے۔

آخر میں کیا اچھا ہوتا اگر شاہ صاحب یہ بھی فرما دیتے کہ وہ طریقہ نماز کیا تھا جو جناب امیرؑ نے شاہ صاحب کو تلقین فرمایا تھا اور جس سے شاہ صاحب کے دل میں القائے اثر عظیم ہوا تھا تاکہ اور لوگ بھی اُس سے مستفید ہوتے اور گمراہی و ضلالت سے محفوظ رہتے۔ حضرت کی تعلیم کردہ نماز سے دوسروں کو آگاہ کرنا یوں بھی اور ضروری تھا کہ جناب امیرؑ خلفاء راشدین کے سلسلے کی آخری کڑی تھے اور اس طرح آپ کی تعلیم حرف آخر کا حکم رکھتی تھی لیکن ہمارا خیال ہے کہ حضرت کی تلقین کردہ نماز وہی ہوگی جو آپ نے کوفہ میں پڑھی تھی اور جس کو دیکھ کر بہت سے لوگ حیرت زدہ ہو کر ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کہ جناب امیرؑ کیا کر رہے ہیں اور بہت سے عمران بن حصین کی طرح کہہ رہے تھے کہ آج جناب امیرؑ نے رسول خدا کی نماز یاد دلا دی۔ (بخاری باب الصلوٰۃ)

قطعہ

تیرہ رجب کی صبح ہے کیا ابر گہر فشاں
نور الٰہ آیا ہے صحن حرم میں ضو فشاں
ابر حسین کی محبت سے جادۂ حق کی ہو جلوہ
طلعت نسب میں جب لطف منظر خط کہکشاں

(افسر لکھنوی)

قطعہ

میں اپنے جذبِ محبت سے کام لیتا ہوں
ولائے ساقی کوثر سے کام لیتا ہوں
عدو کی دشمنی میں جلتا ہوں مسکرا کے ادیب
جو دل جلا نہیں مولا کا نام لیتا ہوں

(ادیب جاودی)

تمنائے دلِ آدمؑ ریاضِ سرورِ عالمؐ

(علامہ جمیل مظہری)

بغل میں ذوالفقار اور دوش پر دلقِ فقیرانہ — دلوں کی شہنشاہی میں وضعِ گدایانہ

معلم بزمِ حکمت میں مجاہد پشتِ دلدل پر — جبیں سجدوں میں اور ہونٹوں پہ اقوالِ حکیمانہ

کبھی فرشِ عبادت پر مشقت کفش دوزی کی — کبھی تختِ خلافت پر سیاست ہائے شاہانہ

تمنائے دلِ آدمؑ ریاضِ سرورِ عالمؐ — مثیلِ عیسئی مریمؑ بہ اخلاقِ کریمانہ

ترے لب پر حقیقت کا تبسم مائلِ شوخی — ترے دل میں شریعت کی امانت ازدرانہ

مرے سینے میں اک طوفان ہے جوشِ محبت کا — وہ بے چھلکے نہیں رہتا جو بھر جاتا ہے پیمانہ

مورخ کا قلم سجدے میں ہے نام علیؑ لکھ کر

کہے کیا نطقِ شاعر جز حدیثِ بزم رندانہ

indianmanuscript@gmail.com, noormicro@yahoo.com

عہدِ مرتضوی میں عدل و مساوات کی معراج

(از مولانا ابو الکمال احمد شمسی کاظمی طرانی مفتی اعظم ٹونک راجستھان)

سوادِ اعظم کے نقطۂ نگاہ سے حضرت علیؑ کے خصائص و کمالات اور فضائل و جلائل لامتناہی ہیں۔ اگرچہ سوادِ اعظم میں کچھ ایسے افراد بھی ہیں جنھوں نے محض شیعوں کی عداوت میں فضائلِ علیؑ پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ لیکن فی نفسہٖ تاریخِ اسلام پر غائر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نامبارک کام شیعوں کی مخالفت میں کیا گیا ہے۔ مخالفین بھی دل سے حضرت علیؑ کے معترف تھے مگر شدتِ تعصب نے انھیں حقائق کے انکشاف سے معذور رکھا۔ علامہ محمد صدیق مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ راز اپنی کتاب "فتح الملک العلی" میں فاش کیا ہے "فان قال قائل اخو رسول اللہ و ابو سبطیہ الحسن والحسین و اصحاب الکساء علی و فاطمۃ والحسن والحسین تمعرت الوجوہ و تنکرت العیون و طرت حسائک الصدور وان ذکر ذاکر قول النبی من کنت مولاہ فعلی مولاہ و انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ واشباہ ھذا التمسوا لتلک الاحادیث المخارج لینتقصوہ و یبخسوا حقہ بغضاً منھم للرافضۃ والزاما لعلی علیہ السلام بسببھم ما لا یلزمہ وھذا ھو الجھل بعینہ الخ" (ترجمہ) اگر کسی نے کہا علیؑ برادرِ رسولؐ اور رسولؐ کے نواسوں (حسنؑ و حسینؑ) کے باپ ہیں اور اصحابِ کسا علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہیں تو چہروں کے رنگ بگڑ جاتے ہیں آنکھیں بدل جاتی ہیں اور دل میں کانٹے چبھنے لگتے ہیں۔ اگر کسی نے قولِ رسول نقل کیا "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" اور "انت منی بمنزلۃ موسیٰ وغیرہ" تو ان احادیث پر نقد کرتے ہیں اور حقِ علیؑ کو ضائع کرتے ہیں یہ سب رافضہ کی دشمنی میں کرتے ہیں اور رافضہ کی وجہ سے علیؑ پر الزام عائد کرتے ہیں اور یہ ان کی جہالت ہے۔

آگے چل کر علامہ مغربی ملتِ اسلامیہ کے بعض اکابر کی اس "پرجوائی ذہنیت" کو یوں بیان کرتے ہیں۔

فھذہ اھم الاسباب الحاملۃ المتقدمین الذین کانوا فی عصر ابن قتیبہ و قبیلہ علی الطعن فی فضائل علی علیہ السلام وقد اشار الامام احمد الی نحو ھذا اذ سالہ ابنہ عبد اللہ عن علی و معویۃ فقال اعلم ان علیا کان کثیر الاعداء ففتش لہ اعداؤہ شیئاً فلم یجدوہ فجاؤا الی رجل قد حاربہ وقاتلہ فاطروہ کیداً منھم لہ رواہ السلفی فی الطیوریات ...... وقد اشار ابن القیم فی اعلام الموقعین الی قریب من ھذا القاس لما تکلم علی المفتین من الصحابۃ فقال واما علی بن ابی طالب علیہ السلام فانتشرت احکامہ وفتاواہ ولکن قاتل اللہ الشیعۃ فانھم افسدوا کثیرا من علمہ بالکذب علیہ و لھذا تجد اصحاب الحدیث من اھل الصحیح لا یعتمدون من حدیثہ و فتواہ الا ما کان من طریق اھل بیتہ و اصحاب عبد اللہ بن مسعود۔ وکان رضی اللہ عنہ یکرم اللہ وجہہ لیشکو عدم حملۃ العلم الذی اودعہ کما قال ان ھا ھنا علما لو اصبت لہ حملۃ الخ فھذا البشیر الخ انھم ترکوا من علمہ کما ترکوا من فضلہ معارضۃ للشیعۃ و احمادا لھم ص ۹۵ فتح الملک العلی علامہ مغربی) ترجمہ "ابن قتیبہ کے

زمانے میں اور اُس کے پہلے متقدمین کے سامنے یہی اسباب تھے جن کی بناء پر وہ فضائل علیؑ میں طعن کرتے تھے امام احمد نے بھی اسی طرح کی وجہ بیان کی ہے جب کہ اُن کے فرزند عبداللہ نے علیؑ و معاویہ کے متعلق سوال کیا تو کہا علیؑ کے دشمن بہت تھے دشمنوں نے اُن کی بُرائیاں ڈھونڈھیں نہ ملیں تو ان کے ایک دشمن کی تعریف کرنے لگے جس نے اُن سے جنگ کی تھی تاکہ علیؑ کو شکست کریں امام سنفی نے "طیوریات" میں یہ بیان نقل کیا ہے ....

ابن قیم نے کتاب اعلام الموقعین میں تقریباً ایسا ہی اشارہ کیا ہے اہل فتو کانے صحابؓ کے ذکر میں کہا کہ علیؑ کے احکام و فتاویٰ پھیلے لیکن خدا شیعوں کا بُرا کرے انھوں نے ان کے علم کو جھوٹ کی آمیزش سے خراب کر دیا اسی لئے اصحاب حدیث ان کے حدیث و فتویٰ پر بھروسہ نہیں کرتے سوا اس کے جو اُن کے اہلبیت اور ابن مسعود کے اصحاب کے ذریعہ سے وارد ہے حضرت علیؑ کسی کو اپنے علم کا حامل نہیں پاتے تھے اس کی شکایت کرتے تھے اور فرماتے میرے سینے میں بہت علم ہے کاش اس کے لئے حامل پاتا۔

(علامہ ابن قیم کے) اس بیان میں اشارہ ہے کہ محدثین اہلسنت نے حضرت علیؑ کے علم کو چھوڑ دیا جس طرح ان کی فضیلت کو چھوڑا شیعوں کے معارضہ کے خیال سے۔"

لیکن اس کے باوجود دار و رسن قید و بند اور طوق و سلاسل کی زہرہ گداز فضا میں ایسے اولوالعزم نفوس بھی نظر آتے ہیں جنھوں نے ہر حال میں جان کی بازی لگا کر اعلاء کلمۃ الحق فرمایا اور فضائل علیؑ کا کلمہ پڑھا۔ مثال کے طور پر اہلسنت کے امام برحق مجتہد فی المذہب حضرت امام شافعی کو لیجئے جو بقول امام احمد بن حنبل دوسری صدی ہجری کے مجدد ہیں (ملاحظہ ہو مختصر صفوۃ الصفوۃ صفحہ ۲۱۴)۔

اور بقول "ربیع بن سلیمان" جن کے دروازے پر سات سو اونٹ بندھے ہوتے تھے جن پر لوگ دور دراز سے اُن کی کتابوں کو سننے کے لئے جمع ہوتے تھے۔ ایسے جلیل القدر امام اہلسنت فضائل علیؑ میں یوں نغمہ سرا ہیں ؎

اذا نحن فضلنا علیاً فاننا
روافض بالتفضیل عند ذوالجہل

(ملاحظہ ہو اتحاف للعلامہ شبراوی مصری ص۸)

یعنی جب ہم علیؑ کو دوسروں پر فضیلت دیتے ہیں تو جاہل ہمیں "رافضی" کہتے ہیں۔

عہد حاضرہ میں شاعر مشرق عارف ہندی حکیم الامت علامہ اقبال نے بھی "تفضیل علیؑ" کا اعلان کس لطیف انداز سے کیا ہے ملاحظہ ہو: ؎

ہے اُس کے عقائد میں تشیع بھی ذرا سا
"تفضیل علیؑ" ہم نے سُنی اُس کی زبانی

غرض کہ اس مقالہ میں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اسلام کے انسانیت نواز قانون عدل و مساوات میں بھی حضرت علیؑ کا وہ مقام ہے جو اُن کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔ آج خلافت راشدہ میں عدل و مساوات کے جو عدیم المثال واقعات نظر آتے ہیں وہ فقہی اور دینی نقطۂ نگاہ سے جناب امیرؑ ہی کا ایک زرّیں کارنامہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو اسلام کی تاریخ عدل و مساوات کے نہ جانے کتنے گوشے مجروح ہوتے اور خلافت راشدہ کے ثنا خواں چہرے احساس شرمندگی سے اقوام عالم کے سامنے جھکے ہوتے۔ تاریخ بآواز بلند پکار رہی ہے کہ پیغمبر اسلام کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کے عہد خلافت میں حضرت علیؑ ہی تمام مہمات امور میں اُن کے مشیر تھے۔ یہی کیفیت حضرت عمر کے زمانہ میں بھی رہی چنانچہ ایک موقع پر حضرت علیؑ کی اصابت رائے اور فراست ایمانی سے متاثر ہو کر حضرت عمر بے اختیار کہہ اُٹھے: لولا علی لھلک العمر یعنی "اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا"۔ اس فقرہ کا وزن کتنا ہے؟ اہل نظر ہی اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ پھر عہد عثمانی میں بھی حضرت علیؑ انتہائی اُلجھے ہوئے معاملات کو سلجھانے میں بیحد

کوشاں رہے۔ چنانچہ عہد جدید کے ایک عظیم المرتبت مورخ علامہ ابوالفرج کا ایک مستقل بیان اس ضمن میں نذر ناظرین ہے ملاحظہ ہو۔

"ہمارا خیال ہے کہ حضرت عمر فاروق بھی آخری وقت میں حضرت علیؑ ہی کی خلافت کے لئے سوچتے تھے اور جانتے تھے کہ علیؑ ہی آپ کے بعد لوگوں کی راہنمائی اس طریق پر کریں گے جس طریق پر حضرت ابوبکر اور وہ خود کر چکے تھے آپ نے حالت نزاع میں اس امر کی طرف اشارہ بھی کیا تھا لیکن حضرت علیؑ کو خلیفہ نامزد کرنا آپ نے پسند نہیں فرمایا بلکہ خلافت کے معاملہ کو چھ آدمیوں کے سپرد کر دیا۔ آپ کا غالب گمان یہی تھا کہ قوم حضرت علیؑ ہی کو خلافت کے لئے منتخب کرے گی لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ حضرت عثمان کی خلافت کے لئے قوم کا اتفاق ہو گیا۔ تینوں خلفاء کے عہد میں حضرتؑ اُن سے بیحد قریب تھے اور تینوں کو اُن پر بے حد اعتماد تھا۔ حضرت عمر کے عہد میں وہ آپ کے خاص مشیروں میں سے تھے حضرت عمر ہر اہم معاملہ میں اُن سے مشورہ لیتے اور احکام شرعیہ میں اُن سے استفسار کرتے تھے۔ سلطنت کے کاموں میں حضرت علیؑ پوری طرح دخیل تھے آپ کے مشوروں کی قدر کی جاتی تھی۔ آپ کی رائے بڑے غور سے سُنی جاتی اور اُس پر عمل کیا جاتا تھا حضرت عثمان کی خلافت کے ابتدائی سالوں میں بھی حضرت علیؑ امور سلطنت میں اسی طرح دخیل رہے جس طرح حضرت عمر کے زمانہ میں تھے لیکن جب حضرت عثمان نے بنی اُمیہ کو مناصب جلیلہ سے نوازنا شروع کیا تو حضرت علیؑ نے اس بات کو ناپسند کیا اور اس کے بعد اُسی دلچسپی سے ملکی معاملات میں حصہ نہیں لیا جس طرح پہلے لیتے تھے۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد خلافت کا بار آپ پر ڈالا گیا اور آپ نے یہ منصب طوعاً و کرہاً قبول فرما لیا لیکن اب حالات بگڑ چکے تھے فتنہ کا دور دورہ شروع تھا عالم آشوب ہنگامہ آرائیوں کے نہ ختم ہونے والے سلسلے کا آغاز ہو چکا تھا خانہ جنگی، تفریق بین المسلمین سازش اور جنگ زرگری نے عالم اسلام میں ایک عجیب تہلکہ کی سی کیفیت پیدا کر دی تھی حضرت علیؑ کا عہد خلافت بہت مختصر رہا اور یہ عرصہ بھی فتنہ و آشوب کے مقابلہ اور استیصال میں صرف ہوا انہیں تعمیری، اصلاحی اور توسیعی کام کرنے کی ذرا بھی مہلت نہیں ملی پھر بھی اگر ایک نظر ہم حضرت علیؑ کی زندگی پر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ ان حوصلہ فرسا حالات میں بھی وہ اپنے فرائض سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوئے مسلمانوں کے ساتھ خلیفۂ راشد کی حیثیت سے ان کا جو برتاؤ تھا وہ تو تھا ہی لیکن غیر مسلموں کے ساتھ خاص طور پر اُن کا سلوک اس درجہ عادلانہ اور روادارانہ تھا کہ اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ فقہ حنفی نے غیر مسلموں اور ذمیوں کے سلسلے میں جو اصول اور قواعد مرتب کئے ہیں اُن کی بنیاد اور اساس ہی حضرت علیؑ کا یہ قول ہے کہ "ذمیوں کا خون ہماری طرح (معزز و محترم) ہے"۔

علامہ ابوالفرج کے اس بیان سے بخوبی واضح ہو گیا کہ حضرت علیؑ ہی خلافت راشدہ کے فقید النظیر قانون عدل و مساوات کے محرک اعلیٰ تھے اور آپ ہی نے اپنی فراست ایمانی سے فقہ اسلامی کی زلف پریشاں کو سنوارا ہے۔ ذیل میں جناب امیرؑ کی حیات گرامی کے چند زرّیں و تابناک واقعات درج کئے جاتے ہیں جنھیں تاریخ عالم فراموش نہیں کر سکتی۔

(۱) لمحۂ فکریہ حضرت علیؑ نے حضرت عبیداللہ ابن عمر کے قتل کا فیصلہ دے کر اسلامی مساوات و عدل کو ابدی معراج عطا فرما دی۔ اس فیصلہ کے واقعات (Facts of Judgment) یہ تھے۔ حضرت عمر کے قتل سے اہل مدینہ بیحد سراسیمہ و مضطرب تھے۔ خلیفہ کا قتل ہو گیا تھا اور وہ بھی حضرت عمر جیسے جلیل القدر خلیفہ کا قتل کوئی معمولی حادثہ نہ تھا عبیداللہ ابن عمر نے ابولولو کے ۲ ساتھیوں کو جو غیر مسلم اور ذمی تھے قتل کر دیا ان کا خیال تھا حضرت عمر کے قتل میں یہ دونوں شریک ہیں۔ لیکن اگر یہ شریک ہوتے تو بھی کیا شریعت اسلامیہ اس کی اجازت دیتی ہے کہ قانون اپنے ہاتھ میں لے لیا جائے اور

indianmanuscript@gmail.com, noormicro@yahoo.com

عدالت سے رجوع کئے بغیر شک کی بنا پر ملزم کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے؟

حضرت علیؑ کا صاف اور بے لاگ فیصلہ یہ تھا کہ ایسا نہیں ہو سکتا جس شخص نے کسی ذمّی کو قتل کیا ہے خواہ وہ کتنا ہی بڑا آدمی کیوں نہ ہو اُسے بھی موت کی سزا ملنی چاہیئے حضرت عثمان جیسے ہی مسند خلافت پر بیٹھے سب سے پہلا جو مقدمہ ان کے سامنے پیش ہوا یہی تھا۔ حضرت عثمان نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا عبیداللہ ابن عمر کو قتل کی سزا ملنی چاہیئے۔ حضرت علیؑ کی یہ رائے سن کر حاضرین پر ایک سکتہ کا عالم طاری ہو گیا کوئی بھی یہ نہیں چاہتا تھا کہ کل حضرت عمر قتل کئے گئے اور آج ان کے بیٹے کی گردن اڑا دی جائے لیکن حضرت علیؑ کے فتوے کی شرعی حیثیت پر نکتہ چینی کرنے کی کسی میں جرأت نہ تھی۔ آخر عمرو ابن عاص کے مشورہ سے حضرت عثمان نے ایک درمیانی راہ نکالی اور مقتولین کی دیت اپنے پاس سے ادا کر دی اور اس طرح یہ معاملہ ختم ہوا (ابن اثیر ج ۳) غالباً علامہ اقبال نے اس واقعہ سے متاثر ہو کر ہی یہ شعر کہا ہوگا ؎

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی

(۲) ایک ذمّی کا فخر دربار علیؑ میں

علامہ ابو بکر جصاص نے اپنی کتاب احکام القرآن میں آیاتِ قرآنی اور احادیث نبوی سے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ اگر کوئی مسلمان کسی ذمّی کو قتل کر دے گا تو وہ بھی سزائے قتل پائے گا عہد مرتضوی کا یہ واقعہ بھی بڑے اہتمام سے درج کیا ہے۔ چنانچہ ابو الجنوب الاسدی کی روایت بیان فرماتے ہیں۔

"حضرت علیؑ کے پاس اہل حیرہ کا ایک شخص آیا اور اُس نے کہا کہ اے امیر المومنین ایک مسلمان نے میرے لڑکے کو قتل کر دیا اور اس کا میرے پاس ثبوت بھی ہے چنانچہ اُس نے گواہوں کو پیش کیا اور انھوں نے گواہی دے دی، حضرت علیؑ نے اُن گواہوں سے پوچھ گچھ کے بعد قاتل مسلمان کو طلب فرمایا اور ایک تلوار حیری کے ہاتھ میں دے کر فرمایا، قاتل کو قتل گاہ میں لے جاؤ تاکہ یہ حیری اسے قتل کر دے اس حیری سے لوگوں نے کہا کیا ایسا نہیں ہو سکتا، تم دیت قبول کر لو تاکہ ہم تمہارے ممنون ہوں اور تم دیت کی رقم سے اطمینان کی زندگی بسر کرو۔ حیری نے یہ بات مان لی تلوار میان میں رکھی، اور حضرت علیؑ کے پاس واپس آیا، آپ نے کہا شاید لوگوں نے تجھے بُرا بھلا کہا اور ڈرایا دھمکایا ہے؟ اُس نے کہا نہیں خدا کی قسم نہیں میں خوشی سے دیت لینے پر رضامند ہو گیا ہوں حضرت علیؑ نے کہا اگر یہ بات ہے تو تم جانو، پھر مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا، "ہم نے ان ذمیوں کے وہ حقوق رکھے ہیں کہ ہمارا خون ان کے خون کی طرح اور ہماری دیت ان کی دیت کے مانند ہو گئی ہے۔"

(۳) بدترین دشمن سے بہترین سلوک

حضرت علیؑ کی خلافت تسلیم کرنے سے امیر معاویہ نے انکار کر دیا اتمام حجّت کے بعد حضرت علیؑ امیر معاویہ کے مقابلہ پر آئے۔ معاویہ کا لشکر نوّے ہزار افراد پر مشتمل تھا حضرت علیؑ کی فوج ستّر ہزار تھی۔ حضرت علیؑ کی فوج کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس میں ستّر صحابہ وہ تھے جو جنگ بدر میں پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوش بدوش کفار مکہ سے لڑ چکے تھے، سات سَو صحابہ ایسے تھے جنھوں نے بیعت رضوان میں جاں نثاری کا عہد کیا اور چار سَو عام مہاجر اور انصار تھے۔ (ملاحظہ ہو یعقوبی ج ۲)

امیر معاویہ کا لشکر پہلے پہنچ گیا اور اس نے پانی پر قبضہ کر لیا حضرت علیؑ نے پہلے تو افہام و تفہیم کے ذریعہ امیر معاویہ کو اس طرزِ عمل سے روکنے کی کوشش کی یہاں تک کہ حضرت علیؑ نے ایک خط لکھ کر معاویہ کو اس انسانیت سوز اور شیطنت افروز حرکت سے باز رکھنے کی سعی فرمائی۔

اس واقعہ پر تاریخ انسانیت جس قدر خون کے آنسو بہائے کم ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے بندوں پر پانی بند کرنے کی

عادت یزید پلید کو اپنے پدر بزرگوار سے ورثہ میں ملی تھی۔

غرضکہ جو خط حضرت علیؑ نے اس سلسلے میں صعصعہ بن صوحان کے ہاتھ معاویہ کے پاس بھیجا تھا تاریخ کا حافظہ اُسے قیامت تک فراموش نہیں کر سکتا اس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

"تم نے اپنے گھوڑے آگے بڑھائے اور قبل اس کے کہ ہم تم سے لڑتے تم ہم سے لڑتے تم نے ہمارے ساتھ جنگ میں ابتدا کی۔ اب تم نے ہمیں پانی سے روک دیا ہے۔ یہ بات تمہارے لئے اچھی نہیں ہے تم ہمیں پانی لینے دو ورنہ پھر ہم مجبور رہوں گے کہ تم سے لڑیں اور خود پانی پر قبضہ کر لیں۔"

اس خط کو پا کر معاویہ نے عمرو بن العاص سے مشورہ کیا انھوں نے بھی یہی رائے دی کہ پانی سے روکنا نہیں چاہیئے لیکن مقام افسوس ہے کہ معاویہ نے عمرو بن العاص کی رائے کو بھی ٹھکرا دیا اور حضرت علیؑ کی فوج پر بدستور پانی بند رکھا۔ اس پر فوج علیؑ میں سخت جوش پیدا ہوا اور اُن کے ساتھیوں نے تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق لڑنا شروع کر دیا اور بالآخر پانی پر قبضہ کر لیا۔ اب معاویہ کے لشکر کی بوجہ تشنگی وہی حالت تھی جو اس سے پہلے حضرت علیؑ کے لشکر کی تھی۔ لیکن جب معاویہ کے آدمی پانی لینے کے لئے دریا کی طرف بڑھے اور حضرت علیؑ کے آدمیوں نے انھیں روکنا چاہا تو حضرت علیؑ نے انھیں ایسا کرنے سے منع فرمایا اور کہا کہ ہمارا دین اور ہمارا خُلق اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم اپنے دشمن سے ایسا ہی سلوک کریں جو اُس نے ہم سے کیا تھا۔

حالانکہ اگر آپ بھی پانی بند کر دیتے تو قانون جنگ کے نقطۂ نظر سے آپ کا یہ برتاؤ نامحمود قرار نہ پاتا لیکن آپ نے اپنی شرافت نفس، جلالت کردار اور بلندیٔ اخلاق کا ثبوت دے کر بدترین دشمن کے ساتھ بہترین سلوک کی ایک ایسی زرّیں و تابناک اور زندہ و پائندہ مثال قائم فرما دی جس پر تاریخ انسانیت کبریٰ ہر دور میں فخر کرے گی۔

(ذمیوں کے ساتھ رحیمانہ برتاؤ) ذمیوں کے ساتھ حضرت علیؑ کا برتاؤ خاص طور سے بہت زیادہ رحم، ہمدردی اور رواداری کا تھا۔ وہ اسے ہرگز گوارا نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے ساتھ ناروا برتاؤ کیا جائے یا انھیں ہدف ظلم و ستم بنایا جائے۔ جب کبھی آپ کو کوئی ایسی اطلاع ملی تو آپ نے نہایت سختی سے اُس کے تدارک کی طرف توجہ فرمائی ایک مرتبہ آپ کو معلوم ہوا کہ ایک عامل کا برتاؤ ذمیوں کے ساتھ اہانت آمیز ہے آپ نے نہایت سختی کے ساتھ انھیں ڈانٹا اسی طرح ایک مرتبہ ذمیوں نے یہ شکایت کی کہ ان کی نہر جس سے وہ اپنے کھیتوں کو پانی دیتے تھے مٹی سے پٹ گئی ہے آپ نے اس کی شکایت کی طرف فوراً توجہ کی اور وہاں کے عامل قرضہ بن کعب انصاری کو لکھا "تمہارے علاقہ کے ذمیوں نے شکایت کی ہے کہ اُن کی ایک نہر پٹ گئی ہے اس کا بنانا مسلمانوں کا فریضہ ہے تم اُسے فوراً درست کرا دو مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ ذمی اپنی زمین پر آباد رہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ ترک وطن پر مجبور ہو جائیں اور ملک کی فلاح و بہبودی میں حصہ لینے کے قابل نہ رہیں"

(ملاحظہ ہو تاریخ یعقوبی جلد دوم)

(۵) "قتل خوارج کی ممانعت"

حضرت علیؑ کے عہد خلافت میں ایک عجیب و غریب فرقہ نمودار ہوا جسے تاریخ نے اپنے صفحات میں خوارج کے نام سے محفوظ رکھا ہے ان لوگوں کی شقاوت سفاکی، درندگی، خون آشامی اور بہیمیت کا اندازہ صرف اس بات سے بآسانی ہو سکتا ہے کہ انھوں نے عبداللہ ابن خباب کو جو اصحاب امیر المومنین میں بڑے پایہ کے بزرگ تھے بُری طرح ہلاک کیا، ان کی اہلیہ کو جو پیٹ سے تھیں قتل کیا اور شکم چاک کر دیا۔ حضرت علیؑ نے بار بار ان کی اصلاح احوال کی کوشش کی لیکن آخر کار اُن کے روز افزوں عالم آشوب فتنہ و فساد کو دیکھ کر اُن سے مجبوراً جنگ کرنا ضروری سمجھا، خوارج پر قابو پانے کے بعد بھی آپ نے اُن کے قتل کا حکم نہ دیا بلکہ اُن کے حق میں یہ وصیت فرمائی "لا تقتلوا الخوارج بعدی فلیس

من طلب الحق فاخطاہ کمن طلب الباطل فادرکہ"
یعنی (ترجمہ) میرے بعد خوارج کو قتل نہ کرنا جو حق کا طالب ہو (اور طلب حق میں اس سے) خطا ہو جائے تو وہ اُس شخص کے مانند نہیں ہے جس نے باطل کو چاہا اور اُسے حاصل بھی کیا" خوارج کا بنیادی عقیدہ تھا کہ امام وقت پر خروج جائز ہے اور اس عقیدہ کی رو سے وہ حضرت علیؑ کی خلافت کو بیخ و بن سے اُکھاڑ پھینکنا چاہتے تھے لیکن آپ نے اپنے ان جانی دشمنوں کے لئے بھی قتل کا فیصلہ صادر نہ فرمایا۔ اس موقع پر قتل خوارج کے بارے میں جو حکم ہے وہ اس شرط پر ہے کہ اگر یہ فتنہ و فساد نہ کریں تو محض عقیدہ کی بنا پر انہیں ہلاک نہ کرو کیونکہ جنگ اسی وقت جائز ہے جب خون ناحق بہایا جا رہا ہو فتنہ و فساد کی گرم بازاری شروع ہو چکی ہو۔
(نہج البلاغہ خطبات و کلمات ص۲۳۷)

(۶) گورنر کے نام ایک خط

آپ کے پُر آشوب عہد حکومت میں

حضرت علیؑ کو سب سے زیادہ فکر یہ رہتی تھی کہ اُن کا مقرر کیا ہوا حاکم رعایا پر ظلم و ستم نہ کرے کسی کو جائز شکایت کا موقع نہ دے کسی کے ساتھ رعایت نہ کرے جانبداری سے کام نہ لے کسی پر زیادتی نہ کرے چنانچہ آذربائیجان کے گورنر اشعث بن قیس کو تحریر فرماتے ہیں" وان عملک لیس لک بطعمۃ ولکنہ فی عنقک امانۃ (و) انت مسترعی لمن فوقک لیس لک ان تفتات فی رعیۃ ولا تخاطر الا بوثیقۃ وفی یدیک مال من مال اللّٰہ عزوجلّ وانت من خزانہ حتیٰ تسلمہ الیّ ولعلی ان لا اکون شرّ ولاتک لک والسلام۔ (ترجمہ)" تمہارا یہ عہدہ کوئی خوان نعمت نہیں ہے بلکہ تمہارے گلے میں امانت ہے اور تم بالادست حاکم کے سامنے جواب دہ ہو، تمہارے ہاتھ میں جو مال ہے، خدا کا ہے تم اس کے خزانچی ہو یہاں تک کہ اُسے میرے پاس پہنچا دو، اُمید ہے میں تمہارے حق میں بُرا افسر ثابت نہ ہوں گا"
ملاحظہ ہو نہج البلاغۃ (رقعات و توقیعات) ص۱۰۷

(۷) جزیہ وصول کرنے میں نرمی کا حکم!!

ایک فرمان

حضرت علیؑ نے اپنے عامل کو خراج اور جزیہ وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا چلتے وقت اُسے تاکید کی کہ (۱) ذمیوں کے کپڑے فروخت نہ کرنا (۲) اُن کے کھانے پینے کا سامان نیلام نہ کرنا (۳) اُن کے مویشی جو کھیتی باڑی کے کام آتے ہیں مت چھیننا (۴) کسی ذمی کو زد و کوب نہ کرنا (۵) کسی ذمی کو دھوپ میں کھڑا نہ رکھنا۔

ان ہدایات کے بعد آپ نے فرمایا کہ خدا نے ہمیں ان ذمیوں کا حاکم بنایا ہے لہٰذا ہمارا فرض یہ ہے کہ اُن سے نرمی کا برتاؤ کریں یاد رکھو اگر تم نے میری ہدایت پر عمل نہ کیا تو میرے بجائے خدا تم سے بازپرس کرے گا اور یہ بھی یاد رکھو اگر مجھے یہ معلوم ہوا کہ تم نے میرے ہدایات پر عمل نہ کیا ہے تو میں تمہیں برطرف کر دوں گا۔ (کتاب الخراج از امام ابو یوسف رح)

اسی طرح کا واقعہ اہلسنت کے ایک عظیم المرتبت اور جلیل القدر محدث علامہ امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے بھی بیان کیا ہے وہ بزرگ سابور جسے عرب "بزرخ سابور" کہتے تھے ایک ضلع تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک صاحب کو وہاں کی مالگزاری کے وصول کرنے پر مقرر فرمایا رخصت کرتے ہوئے ان صاحب سے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ دیکھنا! ایک درم کے وصول کرنے پر کسی کو کوڑے سے نہ مارنا اور ہرگز ہرگز ذمی کی ان چیزوں کو بقایا میں نیلام نہ کرانا جو ان کی روزی کا جو ذریعہ ہوں، گرما اور سرما کے لباس اور ان کے مویشی جن سے کاشت اور باربرداری وغیرہ کا کام لیتے ہوں ان کو ہاتھ نہ لگانا اُس شخص نے حضرت علیؑ سے کہا کہ" امیر المومنین! پھر تو میں اسی طرح واپس ہو جاؤں گا، جیسے جا رہا ہوں یعنی کچھ وصول نہ ہو گا" جناب امیر علیہ السلام نے یہ سُن کر فرمایا" خواہ تم اس طرح واپس ہی کیوں نہ ہو جاؤ" پھر فرمایا تجھ پر افسوس!

مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے "العفو" لوں یعنی زندگی کی اصل ضرورتوں سے جو بچ جائے اُسے لوں" (ملاحظہ ہو سنن بیہقی ص۲۰۵)

(۸) "غلاموں پر بارش کرم"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلامی کا نظام ختم

کرنے کی کوشش فرمائی، اس سلسلے میں سب سے پہلے جو اقدام آپ نے کیا وہ یہ تھا کہ مالکوں کو یہ بتا دیا کہ آقا اور غلام کے مابین انسانیت کا رشتہ مشترک ہے، جو شخص اپنے غلام پر ظلم کرتا ہے اُسے خدا کی رحمت کا اُمیدوار نہ رہنا چاہیئے۔ غلاموں پر یہ لطف و کرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تک محدود نہ تھا بلکہ صحابہ بھی آنحضرت کے صحیح نمونہ تھے حضرت علیؑ فرمایا کرتے مجھے ایک ایسے شخص کو غلام خیال کرتے ہوئے شرم آتی ہے جو کہتا ہے "میرا پروردگار اللہ ہے"۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے غلام کو کچھ دام دیئے اور فرمایا کہ دو مختلف قیمت کے کپڑے خرید لاؤ، جب وہ خرید لایا تو آپ نے قیمتی کپڑا اُسے دے دیا اور معمولی اپنے لئے رکھ لیا اور فرمایا "تم جوان ہو، تمہیں ترتیب و زینت کی خواہش ہونا چاہیئے، میرا کیا ہے میں اب عمر رسیدہ ہوں"۔ (ملاحظہ ہو عینی شرح بخاری ج ۱۳ صفحہ ۲۷ و احیاء العلوم امام غزالی باب حقوق المملوک)۔

(۹) علیؑ کا بے مثال انصاف

آپ کے ایوان عدالت میں

بلا امتیاز مذہب و ملت خویش و بیگانہ امیر و غریب سب برابر تھے اگر آپ خود کسی مقدمہ میں فریق ہوتے تھے تو قاضی کے سامنے حاضر ہونا پڑتا تھا۔ اور اگر ثبوت نہ ہوتا تو مقدمہ آپ کے خلاف فیصل ہوتا۔ ایک مرتبہ آپ کی زرہ گر پڑی اور ایک نصرانی کے ہاتھ لگی۔ حضرت علیؑ نے اُسے دیکھ کر پہچانا اور قاضی شریح کی عدالت میں دعویٰ کیا، نصرانی کا دعویٰ تھا کہ وہ اس کی زرہ ہے۔ قاضی نے حضرت علیؑ سے پوچھا آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے۔ آپ نے فرمایا "نہیں" قاضی شریح نے نصرانی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اس فیصلہ کا اثر نصرانی پر اسقدر ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا۔ اور کہا یہ تو انبیاء علیہم السلام کا جیسا انصاف ہے کہ امیر المومنینؑ مجھے اپنی عدالت کے قاضی کے سامنے پیش کرتے ہیں اور قاضی امیر المومنینؑ کے خلاف فیصلہ دیتا ہے۔ (ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۶) اس طرح کی مثالیں آج کی متمدن دنیا میں بھی کہیں ملنا مشکل ہیں۔

(۱۰) "بنی امیہ کا تاریخی وجود بھی حضرت علیؑ کی فراست ایمانی کا رہین منت ہے"

ابو سفیان نے فتح مکہ

سے پہلے تک اسلام کے استیصال اور داعی اسلام کی اذیت رسانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا لیکن جب اسلام کا کاروان عظمت فاتحانہ شان کے ساتھ مکے کی طرف روانہ ہوا تو راہ میں ابو سفیان ابن الحارث بن عبد المطلب اور عبداللہ ابو امیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقی ہوئے، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذائیں دی تھیں اور اسلام کے مٹانے میں بڑی کوشش کی تھی۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں دیکھا اور اپنا رخ پھیر لیا۔ ام المومنین اُم سلمہؓ نے عرض کی:۔ "یا رسول اللہ! ابو سفیان آپ کے حقیقی چچا کا بیٹا ہے اور عبداللہ حقیقی پھوپھی (عاتکہ) کا لڑکا ہے اتنے قریبی تو رحمت سے محروم نہ رہنا چاہئیں"۔ اس کے بعد حضرت علیؑ نے ان دونوں کو یہ ترکیب بتلائی کہ جن الفاظ میں برادران یوسفؑ نے معافی کی درخواست کی تھی تم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معافی کی درخواست انہیں الفاظ میں کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عفو و رحم سے اُمید ہے کہ ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر یہ آیت پڑھی تاللّٰہ لقد اٰثرک اللّٰہ علینا وان کنا لخاطئین۔

رسول اللہ نے جواب میں فرمایا "لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ گویا وہ حضرت علیؑ ہی تھے جنھوں نے اپنی ربانی ذہانت اور ایمانی فراست سے ابوسفیان کو عزت اور وقار کی زندگی بسر کرنے کا ترکیب بتائی ورنہ شاید بنو امیہ کی تاریخ دنیا کے سامنے کچھ اور ہی قسم کی ہوتی۔

(۱۱) ایک منصبدار کے نام مکتوب انصاف | اپنے ایک

منصب دار کو آپ نے ایک خط تحریر فرمایا جس میں اسے تعلیم دی ہے کہ رعایا کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کیا جائے فرماتے ہیں:۔ "تم اُن لوگوں میں سے ہو جن سے دین کے قیام میں مدد لی جاتی ہے جن کے ذریعہ گنہگاروں کی نخوت توڑی جاتی ہے اور جن کے وجود سے خطرناک سرحدی رخنوں کو بھرا جاتا ہے۔ اپنے ہر اس کام میں جو فکر پیدا کرنے والا ہے۔ خدا سے مدد مانگو۔ رعایا سے نرمی اور سختی کا ملا جلا برتاؤ کرو جہاں نرمی مناسب ہو تو نرمی برتو جہاں سختی کے بغیر کام نہ چلے سختی سے کام لو۔ رعایا کے لئے خاکسار بنو۔ اپنے دل میں اُس کے لئے ترس پیدا کرو اور سب افراد کو اپنی نظر کے اشارے اور اصلاح میں برابر رکھو تاکہ بڑے لوگ تم سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی طمع نہ کریں اور کمزور تمہارے انصاف سے مایوس نہ ہو جائیں۔"

نہج البلاغۃ (رقعات و توقیعات صفحہ ۷۷۷)

(۱۲) "اپنے قاتل کے حق میں رحمت بے پایاں" | حضرت علیؑ

کی یہ وہ خصوصیت ہے جس نے ٹامس کارلائل جیسے انگریزی فلسفی کو بحد متاثر کیا ہے اور صدیاں گزرنے کے بعد بھی اُسے یہ کہنے پر مجبور کیا ہے۔ ٹامس کارلائل کی کتاب کا ترجمہ عربی میں "محمد المثل الاعلیٰ" کے نام سے علامہ محمد سباعی مصری نے کیا ہے۔ جس کا اقتباس درج ذیل ہے۔

کارلائل نے حضرت علیؑ کی شہادت کو شدت عدل کا نتیجہ بتا کر تاریخ اسلام کے مطالعہ کرنے والوں کے ذہنوں کو نئی روشنی بخشی ہے۔ وہ یوں رقمطراز ہے:۔

اما علی فلا یعنا الا ان نحبہ و نعشقہ فانہ فتی شریف القدر عالی النفس یفیض وجدانہ رحمۃ وبرا۔ وتتلظی فوادہ نجدۃ وحماسۃ وکان اشجع من لیث ولکنھا شجاعۃ ممزوجۃ برقۃ ولطف ورافۃ وحنان۔ جدیر بھا فرسان الصلیب فی القرون الوسطی وقد قتل بالکوفۃ غیلۃ وانما جنی علی نفسہ بشدۃ عدلہ وقال قبل موتہ حینما امر فی قاتلہ ان اعش فالامر لی وان امت فالامر لکم فان اثرتم ان تقتصوا فضربۃ، وان تعفوا اقرب الی التقویٰ۔

(محمد المثل الاعلیٰ صفحہ ۳۴)

(ترجمہ) یعنی علیؑ سے محبت و عشق کرنے پر ہم مجبور ہیں۔ یہ شریف اور بلند نفس بزرگ تھے ان کے وجدان سے رحمت و نیکی جاری ہوتی تھی۔ اُن کے دل سے شجاعت و دلیری کے شعلے اٹھتے تھے۔ وہ شیر سے بھی زیادہ بہادر تھے۔ لیکن یہ شجاعت رقت آمیز لطف آگیں تھی جو بہادران صلیب کے لئے قرون وسطیٰ میں زیبا تھی۔ حضرت علیؑ اچانک کوفہ میں قتل کر دیئے گئے۔ شدت عدل کی وجہ سے انھوں نے جان دی اپنی وفات سے پہلے قاتل کے متعلق فرما دیا تھا اگر میں زندہ رہا تو اس کا معاملہ مجھ سے متعلق ہوگا اور اگر میں مر گیا تو اس کا فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہوگا۔ اگر تم قصاص ہی لینا پسند کرو تو ایک ضربت کے بدلے میں اُسے صرف ایک ہی ضربت لگانا۔ اور اگر معاف کر دو گے تو یہ عمل تقویٰ سے زیادہ قریب ہے"۔

تاریخ انسانیت رحم و رواداری کی اس سے بڑھ کر اور کونسی مثال پیش کر سکتی ہے؟ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ آپ کا قاتل عبدالرحمٰن ابن ملجم گرفتار ہو چکا ہے آپ بستر مرگ پر دراز

ہیں موت سامنے کھڑی ہے زندگی کی چند سانسیں باقی ہیں لیکن اس آخری وقت میں بھی آپ کے مُنھ سے جو الفاظ نکلتے ہیں اُن میں قاتل کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید موجود ہے نہج البلاغۃ میں آپ کی وصیت مبارکہ کے یہ الفاظ درج ہیں "ان ابق فانا ولی دمی وان افن فالفناء میعادی فان اعف فالعفو لی قربۃ وھو لکم حسنۃ فاعفوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم" (ترجمہ) یعنی اگر میں بچ گیا تو اپنے خون کا خود مجھے اختیار ہے فنا ہو گیا تو فنا ہی کی طرف مجھے لوٹنا تھا قاتل کو معاف کر دوں گا تو یہ معاف کرنا میرے لئے قربت الٰہی کا سبب بن جائے گا اور اس میں تمہارے لئے بھی بھلائی ہوگی تو اے لوگو! معاف کرو کیا تم پسند نہیں کرتے کہ خدا تمہیں معاف کر دے"۔

نہج البلاغۃ (رقعات و توقیعات صفحہ ۷۲۷)

اس عام وصیت کے علاوہ آپ نے اپنے دونوں شہزادوں کو اس انسانیت نواز انداز میں وصیت فرمائی:۔

"انظروا اذا انا مت من ضربتہ ھذہ فاضربوہ ضربۃ بضربۃ ولا یمثل بالرجل فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ایاکم والمثلۃ ولو بالکلب العقور۔

(ترجمہ) یعنی "دیکھو! اگر میں اس کی ضرب سے مر جاؤں تو قاتل کو بھی ویسی ہی ایک ضرب سے مارنا اس کی شکل نہ بگاڑی جائے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے خبردار! کسی کے ناک کان نہ کاٹو اگرچہ وہ گھٹیا کتا ہی کیوں نہ ہو"

نہج البلاغۃ (رقعات و توقیعات) صفحہ ۷۷۹

راقم الحروف نے ٹامس کارلائل کی مذکورہ بالا عربی عبارت حضرت مسعودی دوران مورخ اعظم علامہ سرکار سید مجتبیٰ حسن صاحب کاظمی کامونپوری فاضل جامع ازہر مصر دامت برکاتہم العالیہ کے ایک مقالہ کے اعتبار پر درج کی ہے جو انھوں نے "الکرار" ہفتہ وار کی جلد ۲-۸-۱۵ دسمبر ۱۹۶۳ء کی قسط میں سپرد قلم فرمایا۔ مجتہد العصر علامہ موصوف کا یہ گرانقدر مقالہ "مستشرقین یورپ اور حضرت علیؑ" کے عنوان سے ہے جو "جورج جرداق" مسیحی لبنانی فاضل کی کتاب "الامام علی"۔ صوت العدالۃ الانسانیہ کا ایک جامع اقتباس ہے۔

راقم الحروف نے کارلائل کی اصل انگریزی کتاب کا نسخہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی "آزاد لائبریری" میں تلاش کیا لیکن مقام حیرت ہے کہ وہاں نہ مل سکا بعدہٗ انگلش ڈیپارٹمنٹ کے سیمینار سے بعد جستجوئے بسیار دستیاب ہو گیا۔ کتاب کا نام ہے "اون ہیروز، ہیرو ورشپ (On Heroes, Hero-worship) یہ کتاب (Mac millan and Co. Limited ST. Martins' Street, LONDON. سے شائع ہوئی ہے۔ راقم الحروف نے اصل متن انگریزی سے عربی عبارت کا مقابلہ کیا جو حرف بہ حرف صحیح ہے۔ انگریزی عبارت کا اصل متن ہدیۂ ناظرین ہے:۔

"As for this young Ali, one cannot but like him. A noble-minded creature, as he shows himself, now and always afterwards; full of affection, of fiery daring; something chivalrous in him; brave as a lion; yet with a grace, a truth and offection worth of Christion Knighthood. He died by assassination in the mosque at Baghdad; a death occasioned by his own generous fairness, confidence in the fairness of

others. he said, if the wound proved not unto death they must Pardon the Assassin, but if it did, then they must slay him straightway, that so they two in the same hour might appear before God, and see which side of that quarrel was just one.

(Page 313-314 Lecture II Friday, 8th May 1840).

(۱۳) ذمیوں پر زیادتی نہ ہو!

شام پر جب حضرت علیؑ نے چڑھائی کی

تو عمال حکومت کے نام ایک فرمان صادر فرمایا جس میں انھیں اور فوجیوں کو تاکید کی کہ ہرگز ذمیوں کے علاقوں سے گزرتے ہوئے کسی طرح کی زیادتی اور دھاندلی نہ کی جائے تاکید فرمائی کہ اگر کوئی سپاہی ذمیوں کو ستائے تو اسے قرار واقعی سزا دی جائے، ارشاد فرماتے ہیں:- "اللہ کے بندے علیؑ امیر المومنینؑ کی طرف سے ان تحصیلداروں کو جن کے علاقے سے فوج گزرے گی - اما بعد! میں نے فوجیں روانہ کی ہیں یہ فوجیں انشاء اللہ تمہارے علاقوں سے گزریں گی، میں نے فوجیوں کو پوری تاکید کر دی ہے اور بتایا ہے کہ خدا انھیں المسالمین کو اذیت دینے اور شرارت کرنے سے منع فرما چکا ہے اور تم بھی سن لو کہ میں تمہارے اور ذمیوں کے معاملے میں فوج کی زیادتیوں سے بری الذمہ ہوں، لیکن ہاں سپاہی بھوک سے مر رہے ہوں اور پیٹ بھرنے کی کوئی سبیل نہ ہو تو اور بات ہے، ورنہ وہ زیادتی کریں تو انھیں سخت سزا دو۔ بدی کا انھیں پورا مزہ چکھاؤ لیکن اپنے غنڈوں کے ہاتھ بھی فوج کے ستانے اور حیران کرنے سے روکو، میں تو فوج کے پیچھے موجود ہی ہوں فوج کی طرف سے کوئی ظلم زیادتی یا ایسی بات ہو جو تمہیں بے بس کر ڈالے تو مجھے خبر کرنا۔ میں خدا کی مدد سے سب کچھ ٹھیک کر دوں گا انشاء اللہ۔" ملاحظہ ہو نہج البلاغہ (رقعات و توقیعات) صفحہ ۸۱۳۔

(۱۴) علیؑ کا زرّیں اصول سیاست

جنگ و پیکار اور صلح و امن

ہر حالت میں حضرت علیؑ کا اصول یہ تھا کہ حق کی مخالفت کرنے والوں سے صلح نہ کی جائے اور مظلوموں کے ساتھ جو سلوک کیا جائے وہ حق و انصاف کے عین مطابق ہو۔ نہج البلاغہ کے ایک خطبہ میں حضرت علیؑ اس زرّیں اصول جہانبانی کی تلقین فرماتے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں نہ کالج تھے نہ یونیورسٹی نہ علم سیاست مرتب ہوا تھا، نہ عربوں کو حکمرانی کا تجربہ تھا اس پر بھی حضرت علیؑ نے انتہائی اختصار و بلاغت کے ساتھ جہانبانی اور سیاست مدن کے جو اصول تحریر میں جمع کر دیئے ہیں، آج بھی متمدن دنیا کے حکمرانوں کے لئے مشعل راہ کا کام دیتے ہیں۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:- "ولعمری ما علیّ من قتال من خالف الحق وخابط الغیّ من ادھان ولا ایھان فاتقوا اللہ عباد اللہ وفروا الی اللہ من اللہ وامضوا فی الذی نھجہ لکم وقوموا بما عصبہ بکم فعلیّ ضامن لفلجکم آجلاً ان لم تمنحوہ عاجلاً۔"

(ترجمہ) یعنی "میں اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں! جو لوگ حق کی مخالفت کرتے ہیں اور گمراہی میں مبتلا ہیں اُن کے ساتھ میں کسی قسم کی سستی کا روادار نہیں ہوں۔ اے بندگان خدا! خدا سے ڈرو اور اُس کے غضب سے بھاگ کر اُس کے دامن رحمت میں پناہ لو۔ اس راستہ پر چلو جو اُس نے تمہارے لئے مقرر کر دیا ہے! جو اُمور تم پر لازم کر دیئے گئے ہیں، اُن کی پوری پوری پیروی کرو۔ پھر اگر تم کامیاب نہ ہوئے تو علی مستقبل میں تمہاری کامیابی کا ضامن

ہے۔" (نہج البلاغہ (خطبات و کلمات) صفحہ ۱۴۶)

کتنا زور ہے اس آخری جملہ میں! - وہی زور جو حق و صداقت کا پیدا کردہ ہوتا ہے یہ الفاظ اسی کی زبان سے نکل سکتے تھے جو اپنی زندگی کی ساری امنگیں خوشنودی خدا کے لئے وقف کر چکا ہو جو قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کا مکمل ترین نمونہ ہو جس نے طے کر لیا ہو کہ جب تک زندہ رہے گا خدا کے لئے، موت کو لبیک کہے گا تو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی آرزو میں جس کی ساری زندگی ایک کتاب کی طرح کھلی ہوئی ہے اور اس زندگی کے آئینہ میں اُس کا بچپن نظر آتا ہے۔ اس کی جوانی نظر آتی ہے اُس کا بڑھاپا نظر آتا ہے۔ اُن میں سے ہر دور پر ایک نظر ڈالو۔ وہ پیکر عبدیت کے سوا کیا نظر آتا ہے؟ اس کی دعوت کیا ہے؟ - وہ اپنی بادشاہت کی طرف لوگوں کو نہیں بلاتا۔ وہ اپنی قیصریت کی طرف لوگوں کو راغب نہیں کرتا۔ وہ شاندار محلوں میں نہیں رہتا وہ زرق برق پوشاک نہیں پہنتا، وہ بیت المال کا روپیہ اپنے اور اپنے متعلقین اور اپنے عزیزوں پر صرف نہیں کرتا۔ حالانکہ دمشق میں یہ سب کچھ ہو رہا تھا۔ اُس کی دعوت اسلام ہے وہ صرف اس امر کی دعوت دیتا ہے کہ اسلام کے احکام کی پیروی کرو، قرآن کی روشنی سے فائدہ اُٹھاؤ، اور اسوۂ رسول کی پیروی کرو، حق کے آگے سر جھکاؤ اور باطل کے سامنے تن دہی کو آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہو جاؤ۔ دوسروں کے ساتھ - عزیزوں، دوستوں، رفیقوں، عام مسلمین اور غیر مسلمین کے ساتھ رفق و محبت، صلح و سلام آشتی اور نرمی کا برتاؤ کرو اُن کے دُکھ میں کام آؤ اُن کی مصیبت میں ساتھ دو اُن کے غم میں شرکت کرو۔ ان کی اعانت کرو، دستگیری کرو اور جو لوگ حق کے راستے سے روگرداں ہوں، باطل کے راستے پر گامزن ہوں، وسائل و ذرائع کی کمی اور ساز و سامان جنگ کی کوتاہی کے باوجود ایک پہاڑ کی طرح اُن کے مقابلہ میں ڈٹ جاؤ۔ پھر وہ بشارت دیتا ہے کہ یہ زندگی آنی اور فانی ہے اسے قیام و دوام نہیں لیکن اگر یہ زندگی دے کر تم آخرت کی دائمی زندگی کا سودا کر لو تو یہ کاروبار بُرا نہیں، تم ٹوٹے میں نہیں فائدہ میں رہو گے اور میں اس کا ذمہ لیتا ہوں کہ "عاجل" دے کر "آجل" کماؤ گے!

کیا یہ بات علیؑ کے سوا کوئی اور بھی کہہ سکتا تھا؟ یہ چند واقعات برعایت توسّل چہاردہ معصومین صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سپرد قلم کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عالم انسانیت کو پھر عدل و مساوات کی معراج عطا فرمائے۔ - آمین

تمام بُود بیک حرف گرم و ما غافل!
حکایتے کہ ہمہ ناتمام می گفتند!!

قطعہ

فضائے ولا میں اک رنگ دو بہشتی بہار آ رہی ہیں
علی صحن کعبہ میں آج آ رہے ہیں [illegible]
مسرت ہے [illegible] آ رہی ہیں
ستارے نچھاور [illegible] آ رہی ہیں
(رضا [illegible])

قطعہ

اے نقش قدم آج [illegible] سر جھکا رہی ہے
[illegible] دنیا [illegible] بنا رہی ہے
اے مولا [illegible] نصرت [illegible]
نجف کی [illegible]
(ادیب جاوید [illegible])

سلام اُس پر کہ جو مشکل کُشا تھا کُل خدائی کا

جناب "آرزو" سہارنپوری

سلام اُس پر کہ جو پیدا ہوا اللہ کے گھر میں
سلام اُس پر مشیت جلوہ زا تھی جس کے پیکر میں

سلام اُس پر جو بحرِ نور کا اک دُرِ یکتا تھا
سلام اُس پر کہ جو فطرت کی دیرینہ تمنا تھا

سلام اُس پر کہ جو سرچشمۂ تسنیم و کوثر تھا
سلام اُس پر جو ادراک بیرنگی کا جوہر تھا

سلام اُس پر کہ جو گنجینۂ اسرارِ معنی تھا
سلام اُس پر کہ جو دروازۂ علم لدنّی تھا

سلام اُس پر کہ جو آرائشِ بستانِ آدمؑ تھا
سلام اُس پر کہ جو پردہ کشائے عارضِ غم تھا

سلام اُس پر جو زینت بخش محرابِ ولایت تھا
سلام اُس پر کہ جس کے سر پہ اکلیلِ امامت تھا

سلام اُس پر جلالِ ذات جس کے رُخ سے ظاہر تھا
سلام اُس پر کہ جو سلطانِ اقلیمِ عناصر تھا

سلام اُس پر کہ جس نے روح کو جنبش دلا بخشی
سلام اُس پر کہ جس نے عقلِ اول کو جلا بخشی

سلام اُس پر کہ دی مُردہ دلوں کو زندگی جس نے
سلام اُس پر بتایا سِرّ صوتِ سرمدی جس نے

سلام اُس پر وہ عالم سرنگوں تھے جس کی ہیبت سے
سلام اُس پر کہ تھے جبرئیل واقف جس کی طاقت سے

سلام اُس پر جو اک جلوہ تھا نازِ کبریائی کا
سلام اُس پر کہ جو مشکل کشا تھا کُل خدائی کا

سلام اُس پر نظر سے منظرِ کُن جس نے دکھلایا
سلام اُس پر کہ جس کے حکم سے سُورج پلٹ آیا

سلام اُس پر نہ تھا ثانی کوئی جس کا سخاوت میں
سلام اُس پر نہ تھا ہمسر کوئی جس کا شجاعت میں

سلام اُس پر غذا تھی صرف اک نانِ جویں جس کی
سلام اُس پر کہ تھی فقر و غنا شانِ جبیں جس کی

سلام اُس پر جو محسن کر نازاں تھا یتیموں کا
سلام اُس پر کہ جو مددگار و معاون تھا غریبوں کا

سلام اُس پر محبت حاصلِ کونین ہو جس کی
سلام اُس پر غلامی نازشِ دارین ہو جس کی

سلام اُس پر کہ عرش و فرش ہیں جس کے تولائی
سلام اُس پر جسے کہتے ہیں ملجائی و مولائی

سلام اُس پر کہ جو آئینۂ اسرارِ قدرت ہو
سلام اُس پر جہاں میں آج بھی جس کی ضرورت ہے

(خاص سرفراز کے لئے)

افراط و تفریط کی جولانیاں

از محترمہ صابرہ نگہت نگینوی (حنفی) بی۔اے، بی۔ٹی۔ایچ، ایم۔ٹی۔ایچ (علیگ)

افراط و تفریط انسان کی فطرت میں شامل ہیں، اعتدال پسند بہت کم انسان ہوتے ہیں۔ یہ بات شروع سے ہی تجربہ میں آتی رہی ہے کہ جب انسانی ذہن پر افراط کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ اس کی رو میں بہ کر کہیں سے کہیں پہونچ جاتا ہے اور تمام صلاحیتیں موجود ہونے کے باوجود یہ سمجھنے سے قاصر رہتا ہے کہ اس کا نظریہ کس قدر صحیح ہے اور کس قدر غلط! ذہن انسانی کا حال یہ ہے کہ جب وہ کسی کے متعلق افراط میں مبتلا ہوتا ہے تو اتنی بلندیوں پر پرواز کرتا ہے کہ آسمان کی رفعت بھی اس کو نہ چھو سکے اور اگر ذہن انسانی کسی کے متعلق تفریط میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کو بس تحت الثریٰ میں لا کر ٹپک دیتا ہے اور پامال کر دیتا ہے اور اس میں جتنی خوبیاں بھی ہوں لیکن انسانی ذہن کو برائیاں ہی برائیاں نظر آتی ہیں اور تمام خوبیوں کو وہ پالش کی چمک سے تعبیر کرتا ہے۔

مختصر یہ کہ افراط و تفریط کے عالم میں انسانی ذہن اپنے صحیح توازن کو کھو بیٹھتا ہے۔ دونوں صورتوں میں وہ اپنا بھی اور دوسرے کا بھی صحیح مقام نہیں سمجھ سکتا۔ اگر انسان حدِ اعتدال کے اندر رہ کر تمام مسائل کے حل تلاش کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ ناکام رہے۔

انسانی ذہن پر افراط و تفریط کا اس قدر غلبہ ہے کہ مخلوق تو کیا چیز ہے، حضرت انسان نے ہمیشہ اپنے خالق پر بھی مشقِ ناز فرمائی ہے کسی نے اس قدر افراط سے کام لیا کہ خداؤں کا بہت بڑا لشکر بنا کر پیش کر دیا۔ سوچئے کہ انسان کو خدا کے مرتبہ تک پہونچانا کتنی حماقت آمیز بات ہے اور انسان تو پھر اشرف المخلوقات ہے، کیڑے مکوڑوں جانوروں اور آب و آتش تک کے سامنے جب اپنی جبینِ نیاز کو خم کر کے انسانیت کی سخت توہین کی۔ چاند، تاروں اور سورج میں ذرا چمک دیکھی تو انھیں کے سامنے سر بسجود ہو کر انسانیت کو ذلیل کر دیا۔ عالم خواب کی طرح سطحی خیالات کے مجسمے تراش کر عبودیت کا عظیم معیار قائم کر لیا۔ کسی نے افراط کی حدود میں ذرا کمی کی تو بس اتنی کہ خدا کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تثلیث کا نظریہ بنا لیا۔

اور جب انسان پر تفریط کا غلبہ ہوا تو اتنا کہ عقل و ادراک اور علوم و فنون کے کمالات دیکھ کر خدا کا ہی انکار کر بیٹھا۔ سائنس نے جتنی ترقی کی، اور حیرت انگیز ایجادات کا مظاہرہ ہوا، انسان اپنی عقل پر اس قدر مغرور ہوا کہ اس بات کا دعویٰ کر بیٹھا کہ اب وہ عنقریب فطرت پر فتح حاصل کر لے گا۔ لیکن یہاں بھی وہ اپنے اور قدرت کے صحیح مقامات و مراتب کو سمجھ نہ سکا اور انجام پر غور نہیں کیا کہ وہ جس قدر بھی تحقیقات میں کامیاب ہوگا قدرت کی کرشمہ سازیوں کا لامتناہی سلسلہ پائے گا وہ تحقیقات کرتا چلا جائے گا لیکن قدرت کی صنعتوں کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو سکے گا اور ایک دن آخر وہ آئے گا کہ ایک بہت بڑا سائنس داں فطرت کے سامنے مجبور ہو کر اپنا سرِ تسلیم خم کر دے گا۔

خدا کے سلسلے میں جب افراط و تفریط کا یہ حال ہے تو یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ انسان افراط و تفریط کا نشانہ انسان کو نہ بناتا۔ دوسری اور قوموں کا تو ذکر ہی کیا خود مسلمان ہی افراط و تفریط کے بھیانک مرض میں مبتلا ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور رہتے بھی کیسے آخر وہ بھی تو انسان ہیں انسانی فطرت ایک ہی ہے۔

مسلمانوں نے سب سے زیادہ افراط و تفریط کی مشق

حضرت علی ابن ابیطالبؑ پر فرمائی ہے۔

جب مسلمانوں کا شیرازۂ اتحاد بکھر گیا اور وہ انتشار وافتراق کا شکار ہو گئے تو ان کے بہت سے ٹکڑے ہو گئے اور مختلف عقائد کے حامل مختلف گروہ بن گئے۔

افراط کی رو میں مسلمانوں کا ایک فرقہ اس حد تک مبتلا ہوا کہ حضرت علی ابن ابیطالب کو "خدا" کہنے لگا اس فرقہ کے افراد "نصیری" کہلاتے ہیں۔ ایک فرقہ تفریط کی اتنی نچلی سطح تک پہونچا کہ اس نے حضرت علی ابن ابیطالب کو (معاذ اللہ) "کافر" کا سرٹیفکٹ دے دیا اور ان کو لعن وطعن اور سب وشتم کا نشانہ بنا لیا یہ فرقہ "خارجی" کہلاتا ہے۔ ایک فرقہ غالی شیعوں کا ہے یہ حضرت علی ابن ابیطالب اور دیگر آئمہ اہلبیت نیز اپنے فرقہ کے تمام آئمہ کو فوق البشر (Super human) مانتا ہے ان کے عقائد میں اسی طرح کافی غلو شامل ہے۔ ایک فرقہ اثنا عشری شیعوں کا ہے یہ فرقہ حضرت علی ابن ابیطالبؑ اور دیگر گیارہ ائمہ اہلبیتؑ کی منصوص من اللہ امامت پر ایمان رکھتا ہے افراط وتفریط سے یہ فرقہ بھی خالی نہیں ہے۔ (بات تشنہ ہے۔ ایڈیٹر سرفراز)۔ مسلمانوں کا سب سے بڑا گروہ اہل سنت کا ہے۔ یہ فرقہ خلافت کو منصوص من اللہ نہیں مانتا بلکہ ہر اس شخص کو خلیفہ تسلیم کر لیتا ہے جو کسی طرح بھی خلیفہ ہو جائے۔ افراط وتفریط کے مرض میں مبتلا ہوئے بغیر یہ بڑا گروہ بھی نہیں رہ سکا۔ مسلمانوں میں نہایت قلیل تعداد میں ایک گروہ تفضیلی سُنیوں کا پایا جاتا ہے۔ حقیقت میں یہ چھوٹا سا گروہ سنیوں اور شیعوں کے درمیان اتحاد کی ایک کڑی ہے یہ فرقہ حضرت علی ابن ابیطالبؑ کی ذاتی فضیلتوں کا قائل ہے اس کے یہاں اہل سنت کی طرح معیار فضیلت ترتیب خلافت پر نہیں ہے بلکہ یہ ذاتی فضل وشرف اور علم وعمل کو دیکھتا ہے لیکن شیعوں کی طرح غلو بھی نہیں رکھتا یہ فرقہ حضرت علی ابن ابیطالب کو افضل الامت ضرور مانتا ہے لیکن دیگر حضرات کو کافر ومنافق نہیں کہتا اور لعن وطعن سے گریز کرتا ہے ہر اس مسلمان کو جس نے ایک بار حضور سرکار دو عالمؐ کے چہرۂ انور کو دیکھ لیا ہو اس کو صحابی اور قابل تقلید بھی تسلیم نہیں کرتا۔

مسلمانوں کے مذکورہ کئی فرقے مذہب کے نام پر ہمیشہ آپس میں ٹکراتے اور خون بہاتے رہے ہیں اور فروعات کے مبادیات میں اُلجھ کر انھوں نے ہمیشہ قوت اسلام کو کمزور کیا اور ایک گروہ دوسرے کو کفر کا فتویٰ دیتا رہا ہے۔ افسوس کہ یہ اپنے پیغمبرؐ کی اتحاد واخوت کی عظیم تعلیمات کو یکسر فراموش کر بیٹھے اور قرآن کی آیۂ پاک واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا کو بھی بھول بیٹھے۔

جہاں تک تعلق ہے نصیریوں اور خوارج کا اُن کا اکھاڑہ ہندوستان نہیں ہے اور نصیریوں کو تو مسلمان تسلیم کرنا ہی اسلام کے خلاف ہے کیونکہ اسلام صرف ایک واحد خدا کی پرستش کی اجازت دیتا ہے اسلام میں کسی انسان کو "خدا" کہنا صرف ناجائز ہی نہیں بلکہ کفر ہے۔ رہے خوارج وہ اپنے اصول وعقائد میں اسقدر متشدد ہیں کہ ہر اس شخص کو جو ان کے نظریہ کے خلاف اپنا نظریہ رکھتا ہے وہ واجب القتل اور کافر سمجھتے ہیں اور حضرت علی ابن ابیطالبؑ ایسی مقدس ہستی جن کی فضیلتوں اور خدمات اسلام سے متعلق کتب تفسیر وتاریخ کے اوراق رنگے پڑے ہوں ان کو "کافر" قرار دینا یا ان پر لعن وطعن کرنا شریعت محمدیؐ کی رو سے بالکل ناجائز اور غلط ہی نہیں بلکہ کفر کی تعریف میں آجاتا ہے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کے دو بڑے گروہ شیعہ اور سنی ہی آباد ہیں اس لئے اس مقالہ میں میرا مقصد ان دونوں گروہوں کو مخاطب کرنے کا ہے۔ یہ دونوں گروہ یہاں ہمیشہ خلافت کے مسئلہ میں دست وگریبان رہتے اور دوسری اقوام کو مضحکہ اڑانے اور تمسخر کرنے کے مواقع فراہم کرتے رہتے ہیں۔ یوں تو چودہ سو سال کا طویل عرصہ ہو چکا لیکن مسئلہ خلافت آج تک حل نہ ہو سکا۔ دُنیا کہیں سے کہیں پہونچ گئی، اہل یورپ چاند تاروں کی کھوج میں خلاء میں پرواز کرنے لگے لیکن خلیفۂ بلا فصل اور چہار یاری حضرات کا ٹکراؤ ختم نہ ہو سکا۔

اس سلسلے میں جو اختلافات ان دونوں گروہوں کے اُصول وعقائد سے ہیں ان کو میں شیعی اور سنی نظریات سے بالکل علٰحدہ ہو کر مکمل غیر جانبداری کے ساتھ منظر عام پر لا رہی ہوں۔

مسلمانوں کا سب سے بڑا گروہ اہل سنت والجماعت کا ہے۔ اہل سنت حضرات اہل بیتؑ کے احترام کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن کسی معاملہ میں بھی ان کی اتباع نہیں کرتے یہ بات بڑی افسوس ناک ہے اہلبیت رسولؐ کو اس طرح نظر انداز کر دیا گیا۔ اہل سنت آئمہ اربعہ حضرت امام ابو حنیفہؒ، حضرت امام مالک —— حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے احکام وقوانین کی روشنی میں اپنے مسائل کے حل تلاش کرتے ہیں لیکن امام جعفر صادقؑ سے استفادہ نہیں کرتے۔

علامہ شبلی نعمانیؒ "سیرۃ النعمان" حصہ اول ص ۲۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "حدیث وفقہ بلکہ تمام مذہبی علوم اہلبیت کے گھر سے نکلے وصاحب البیت ادری بما فیہا" اس مختصر جملہ کی روشنی میں جعفری علم وفضل کی مکمل تصویر سامنے آگئی ہے اہل سنت حضرات کو چاہیئے کہ علوم جعفری میں تحقیقات کر کے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں۔

اس سلسلہ میں مجھے ... ایک بات یاد آگئی۔ جناب مولانا احمد صاحب فیلا ایم۔ اے (فاضل دیوبند) کا ایک نہایت وقیع مضمون "نادر شاہ کے عہد میں سنی شیعہ اتحاد" کے عنوان سے پندرہ روزہ "میثاق" دیوبند میں قسط وار شائع ہوا ہے۔ "میثاق" دیوبند کی ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹۶۴ء کی اشاعت میں مذکورہ مضمون کی پہلی قسط شائع ہوئی ہے۔ مضمون کی قسط اول میں نادر شاہ کی ان کوششوں کا تذکرہ ہے جو اس نے سنی شیعہ اتحاد کے لئے کیں کہ ایک فرقہ دوسرے کو کافر نہ کہے، شیعہ خلفائے اربعہ کا احترام کریں اور سنی پانچواں امام جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو تسلیم کریں اور ایک پانچویں مصلے کا اضافہ ہو جائے۔ اس سلسلے میں نادر شاہ نے سلطان ترکی سے بھی التجا کی لیکن سلطان ترکی نے نادر شاہ کی کوششوں اور التجاؤں کو رد کر دیا یہ کسقدر تعصب اور تنگ نظری نیز عدم اتحاد کی دلیل ہے۔ کیا حرج تھا اگر سلطان ترکی نادر شاہ کی التجا کو قبولیت کا شرف عطا کر کے قرابت رسولؐ کا ہی خیال کر لیتا۔

افسوس ایک خدا، ایک رسول اور ایک کتاب کو مشترکہ طور سے ماننے والے اور ایمان رکھنے والے کس طرح علٰیحدہ علٰیحدہ ہو گئے ہر گروہ کا مسلک جدا جدا ہو گیا ہر گروہ اپنا اپنا امام اور اپنا اپنا مصلے الگ الگ بنا بیٹھا اور یہی چیز (فرقہ بندی) اسلام کے لئے مستقل ناسور بن گئی۔

صحیح بخاری شریف اور دیگر کتب احادیث کو دیکھ کر میں حیران رہ گئی اور خواجہ حسن نظامیؒ کا اعتراض میرے ذہن میں کروٹیں لینے لگا کہ اہلبیت رسول اللہؐ سے ان کتابوں میں روایتیں کیوں نہ لی گئیں گویا فقہ وحدیث اور ہر پہلو سے ان حضرات کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا کسی بات میں بھی ان کی اتباع نہیں کی گئی اور گلستان محمدیؐ کے پھولوں سے شریعت محمدیؐ کے گلدستہ کو سجایا نہ گیا، اُن حضرات سے روایتیں نہیں لی گئیں جو سب سے زیادہ قربت رسولؐ کا شرف رکھتے تھے اور علم وفضل کے درخشندہ ستارے تھے اور ان حضرات تک سے روایتیں قبول کی گئیں جنھوں نے ننگ انسانیت کارنامے انجام دے کر اسلام کو بدنام کر دیا جیسے شمر بن ذی الجوشن، عبید اللہ ابن زیاد، حصین بن نمیر، حجاج بن یوسف، بسر بن ارطاۃ، اشعث بن قیس، عکرمہ غلام حضرت عبد اللہ بن عباسؓ وغیرہ وغیرہ۔ دیگر خلفائے کرام کی روایتیں بھی کتب احادیث میں موجود ہیں لیکن حضرت امام

جعفر صادقؑ حضرت امام محمد باقرؑ حضرت امام زین العابدینؑ اور دیگر اہلبیت رسول کی روایتیں نہیں ملتیں۔

ایک بات یہ بھی بڑی قابل اعتراض ہے کہ جو شخص اہلبیت رسول کا نام محبّت اور عقیدت کے ساتھ لے لے یا ان کے مسلک کے سلسلے میں تحقیق کا طالب ہو تو اس کو رافضی کا سرٹیفکیٹ مل جاتا ہے۔ ہاں اس جماعت کی مجھے یہ بات پسند ہے کہ یہ جماعت لعن وطعن اور سب و شتم سے پرہیز کرتی ہے۔

اسلام کا دوسرا گروہ شیعیانِ علیؑ کے نام سے مشہور ہے۔ اس جماعت شیعہ کی یہ بات مجھے بہت ہی پسند ہے کہ یہ ہمیشہ سے اہلبیت رسول اللہؐ کے دامن سے وابستہ رہی ہے اور اپنے عقائد و اصول کی پختگی و مضبوطی میں اس جماعت کا یہ عالم ہے کہ ہمیشہ مصائب و آلام سے بھری ہوئی عبرتناک راہوں کو عبور کرتی رہی ہو لیکن ساتھ ہی ساتھ ایسا بھی ہے کہ یہ جماعت بہت زیادہ انتہا پسند اور لکیر کی فقیر ہے اس جماعت کے اکثر افراد علیحدگی پسند واقع ہوئے ہیں، یہ بات میں نے اکثر سنی ہے یہ بات بڑی عجیب ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم مصلحتاً سر سہلا دے تو اس کے افراد جماعتِ مسلمین سے عدم تعاون کا مظاہرہ کر دیتے ہیں اور یہ روش جناب علی مرتضیٰ ابن ابیطالبؑ کے عمل کے خلاف ہے (کسی کا یہ انفرادی فعل ہو سکتا ہے جماعتی نہیں۔ ایڈیٹر)

محافل و مجالس جن میں خالص فضائل و مصائب کے بیانات و تذکرے ہونا چاہئیں لیکن اس کے برعکس اکثر محافل و مجالس اکھاڑے اور مبارزت کی دعوتیں بن گئی ہیں۔ بعض علما و ذاکرین بجائے اس کے کہ رسول اللہ اور اہلبیت رسول کے خصائل و فضائل، کردار و اطوار کے تحقیق کی روشنی میں عوام کے سامنے پیش کرتے اور درس دے کر عوام کے کردار بنانے کی کوشش کرتے، تمام وقت دوسروں پر چوٹیں کرنے، پھبتے بازیاں کرنے، فقرے چست کرنے قافیے بنانے اور آورد و تصنع کی کشمکش میں صرف کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی عقیدت کا مارا وہاں پہونچ جائے تو بس سر پر پیر رکھ کر بھاگتے ہی بنتا ہے اور بجائے اس کے کہ وہ کچھ اچھے تاثرات لے کر آئے یہی کہتا ہوا واپس آتا ہے کہ محافل و مجالس کو دل آزاری کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے (ذاکر کا یہ کہنا قابل توجہ۔ ایڈیٹر) حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ پیمانہ پر تحقیقات کے اور اسلام کی تبلیغ کے دروازے تو بند ہیں تعلیمات اسلام کو اپنانے اور پیغمبر اسلام کے اُسوۂ مبارک کو نشانِ راہ بنانے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی بس ایک کام مسلمانوں کو یاد رہا ہے وہ ہے ہمیشہ آپس میں دست و گریباں رہنا۔

رفتارِ جہاں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو اتنا موقع فراہم کر دیا تھا کہ آپ نے علوم کے دریا بہا کر عالم کو فیضیاب کیا۔ آپ کے شاگرد کثیر تعداد میں تھے اور انھوں نے ضرور اپنی خدمات سے دنیا کو نوازا۔ بہت سی کتابیں تحریر کی گئیں ان کے متعلق یہاں کوئی توجہ نہیں کی جاتی کہ پرانی کتابیں جو گل سڑ رہی ہوں، مخطوطے آخری سانسیں لے رہے ہوں یا ایسے ہاتھوں میں ہوں جہاں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں جانتا ہو ان کو تلاش کر کے شائع کیا جائے تاکہ یہ قیمتی ذخیرہ محفوظ ہو جائے علاوہ ازیں محافل و مجالس میں بزرگانِ دین کی دینی خدمات کے تذکرے ہوں تاکہ عوام بھی ان سے اچھے سبق لیں۔ ہمارے بزرگانِ دین کی تمام خوبیاں ان کے اعلیٰ کردار کی جھلکیاں اور ان کی دینی خدمات بس یا تو علمائے مجتہدین کے صدور میں بند ہو کر رہ گئیں یا قیمتی قیمتی قدیم کرم خوردہ کتابوں کے اوراق میں محفوظ ہو کر داستانِ پارینہ بن گئی ہیں۔ افسوس جس مذہب کی ابتدائی تعلیمات علم و عمل ہوں اس مذہب والوں کی زندگی کا یہ نقشہ ہو۔

حضرت علی مرتضیٰؑ کا کردار علم و عمل کا جیتا جاگتا نمونہ تھا آج بھی آپ کی اعلیٰ سیرت، اعلیٰ کردار اور اعلیٰ شخصیت سے سب کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کوئی شخص اگر مذہبی تفرقے کی سطح سے بالاتر ہو کر تاریخ اسلام کا مطالعہ کرے تو حضرت علی مرتضیٰؑ کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایک غریب شخص اگر آپ سے کچھ سیکھ سکتا ہے تو

ایک فرمانروا کے لئے بھی آپ کی زندگی نمونۂ عمل ہے اگر ایک مردِ میداں آپ سے کچھ حاصل کر سکتا ہے تو ایک زاہدِ خشک بھی آپ کے اُسوۂ پاک سے بہت کچھ درس لے سکتا ہے۔ ایک غازی اگر آپ کے نام کا نعرہ لگا کر ہاتھ میں تلوار اٹھا سکتا ہے تو ایک قرآن کا عالم بھی عمل کی راہیں آپ کی زندگی کے ہر ہر پہلو کو پیش نظر رکھ کر دیکھ سکتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ایک ایسے شخص کی تعریف جس کی فضیلت میں تفسیر و احادیث کی کتب کے اوراق سیاہ ہوئے پڑے ہوں، ہم ایسے گنہگار بندوں کے قلم و زبان سے کیا ہو سکتی ہے اور کس طرح ہم ان کے اعلیٰ مراتب کو سمجھ سکتے ہیں بس ہمارے لئے یہی ضروری ہے کہ آپ کے کردار سے فیضیاب ہوتے رہیں اور علی علی پکارنے کے ساتھ ساتھ کچھ تو اپنا عمل بھی پیش کریں۔

حضرت علی ابن ابیطالبؑ نے عالم انسانیت کے سب سے بڑے معلم حضور رحمۃ للعالمینؐ کی تربیت میں پرورش پائی تھی اس عظیم الشان مدرسہ سے عفو و درگزر، رحم و کرم انسانی ہمدردی، اخلاقیات اور انصاف کے جو درس آپ نے لئے تھے ان سے اپنی زندگی کے ہر موقع پر کام لیا اور حقیقت یہ ہے کہ اس درس کی آپ عملی تفسیر بن گئے اپنے قاتل کے حق میں جو احکام صادر فرمائے ان کی روشنی میں حضرتؑ کی شانِ رحم و کرم کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ افسوس ایسی ایسی بزرگ ہستیوں کی سیرتیں ہمارے پاس موجود ہیں لیکن ہم ان سے کچھ حاصل نہیں کرتے اور برابر عدم تعاون، ظلم و ستم اور انتشار و افتراق کے مظاہرے کرتے رہتے ہیں۔

میرا یہ مقالہ بہت سے حضرات کو ناپسند اور ناگوار ہوگا ایسے لوگ جو عوام کے جذبات سے کھیل کر اپنی دوکانداری چمکاتے اور ہر حال میں اپنی ہانڈی سیدھی کرنے کی فکر میں تگ و دو کرتے رہتے ہیں اُن کا ذہن یہ کبھی برداشت نہیں کرتا کہ کوئی سچی بات زبان سے نکالے ایسے حضرات ہمیشہ صداقت پر پہرہ بٹھانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ کہیں ان کے ظاہری مقبولیت کا جامہ تار تار نہ ہو جائے ایسے حضرات ہر گروہ ہر فرقہ ہر جماعت میں موجود ہوتے ہیں سنجیدگی سے اگر غور کیا جائے تو میں نے کوئی بات غلط نہیں تحریر کی ہے سچی بات تلخ ضرور ہوتی ہے اور اس کے لئے قارئین کرام مجھے معاف فرمائیں۔

"خلوصِ فکر"

جناب ساجد رضوی حیدرآبادی

نجفؑ کی آزمودہ قوتوں سے کام لیتا ہوں
سنبھل اے گردشِ دوراں علیؑ کا نام لیتا ہوں

بہت بڑھتی ہے جب دقِ طلب میں تشنگی میری
خدا کی راہ میں دستِ خدا سے جام لیتا ہوں

نصیری کی عقیدت میں اضافہ ہو گیا جس سے
خوشی سے اپنے سر میں بھی وہی الزام لیتا ہوں

سلام آخری کرتی ہے خود مجھ کو مری مشکل
ہجومِ غم میں جب مشکل کشاؑ کا نام لیتا ہوں

علیؑ کا نام بھی نامِ خدا ہے حضرتِ واعظ
کبھی یہ نام لیتا ہوں کبھی وہ نام لیتا ہوں

فرشتے قبر میں جو بتائیں گے کیا وقت سے پہلے
جب آئیں گے علیؑ اٹھوں گا اب آرام لیتا ہوں

غدیری ہوں مجھے معلوم ہے آدابِ میخانہ
کسی کو جام دیتا ہوں کسی سے جام لیتا ہوں

علیؑ کا نام لیوا ہوں مجھے اوروں سے کیا نسبت
انھیں کے آستاں سے دولتِ اسلام لیتا ہوں

ملا تھا جو درِ حیدرؑ سے حسان و فرزدق کو
خلوصِ فکر کا میں بھی وہی انعام لیتا ہوں

کبھی سر اپنا رکھ دیتا ہوں ساجد پائے ساقی پر
تصور میں کبھی ساقی کا دامن تھام لیتا ہوں

منقبت جناب امیر علیہ السلام

ایک مرثیہ کے چند بند

مصنفہ جناب سید حبیب الحسن صاحب رضوی عتیق ایم اے ایل ایل بی مہابن

ہاں تیرھویں رجب کی سعادت کا دن ہے آج ‖ بندوں پہ کردگار کی رحمت کا دن ہے آج
سلطان انبیاؐ کی مسرت کا دن ہے آج ‖ ہمنام کبریا کی ولادت کا دن ہے آج

یہ دن ہے خاندان رسالت کی عید کا
بازو قوی ہوا ہے رسولؐ مجید کا

گلزار مصطفےٰؐ میں ہے جوش بہار آج ‖ اسلام کا بڑھا ہے جہاں میں وقار آج
چھایا ہے ابر رحمت پروردگار آج ‖ بازو نبیؐ کو ہم کو ملا تاجدار آج

حاصل ہوئی مراد رسالتؐ پناہ کی
آئے گی بتکدوں سے صدا لا الٰہ کی

اترا ہے آسمان سے ماہ منیر آج ‖ تسلیم کو جھکا ہوا ہے چرخ پیر آج
کعبہ کی زیب ہے شہ گردوں سریر آج ‖ پیدا ہوا ہے ختم رسلؐ کا وزیر آج

بھیجا وصی خدا نے پیمبرؐ کے واسطے
دیوار کعبہ شق ہوئی حیدرؑ کے واسطے

پیدا ہوا امامؑ جہاں حجت خدا ‖ یعسوب دیں وصی شہنشاہ انبیاؐ
حضرت ولی صدق و صفا شاہ اولیا ‖ مشکل کشائے ہر دو جہاں فخر اوصیا

ایسا سخی کہاں ہے عراق و حجاز میں
سائل کو دی ہے جس نے انگوٹھی نماز میں

جو خسرو سریر ولایت ہے وہ علیؑ ‖ بندوں پہ کبریا کی جو حجت ہے وہ علیؑ
ضربت میں جس کی شان عبادت ہے وہ علیؑ ‖ طاعت خدا کی جس کی زیارت ہے وہ علیؑ

مجلس کی زیب زینت منبر ہے جس کا ذکر
ذکر خدا و ذکر پیمبرؐ ہے جس کا ذکر

حق جس کے ساتھ ہے وہ حق آگاہ ہے علیؑ ‖ مولد حرم ہے جس کا وہ ذیجاہ ہے علیؑ
خورشید ہیں رسولؐ خدا ماہ ہے علیؑ ‖ سیف خدا علیؑ ہے یداللہ ہے علیؑ

ہوتا اگر رسولؐ شہ انبیاؐ کے بعد
ہوتا یہی رسولؐ، رسولؐ خدا کے بعد

تقدیر سے ملی ہے عجب نعمت خدا ‖ بندوں پہ آج ہے نظر رحمت خدا
دنیا ہوئی بہشت نہ ہے قدرت خدا ‖ پیدا خدا کے گھر میں ہوا حجت خدا

فضل خدا سے دل کا ہر اک مدعا ملا
بھائی ملا نبیؐ کو، ہمیں رہنما ملا

بیت الشرف ہے شافع روز جزا کا گھر ‖ روشن ہیں نور حسن تجلی سے بام و در
ہیں محو تہنیت کہیں قدسی کہیں بشر ‖ اسلام پر ہے رحمت معبود کی نظر

دل ہے قوی جو اپنے فدائی کو دیکھ کر
خوش ہیں رسولؐ گود میں بھائی کو دیکھ کر

موعظہ

حیدرِ کرارؓ

(جناب مولانا احمد صاحب ایم' اے' فاضل دیوبند)

(خاص سرفراز کے لیے)

حضرت علی بن ابی طالبؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاص نسبی اور روحانی تعلق تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عم زاد بھائی' داماد اور آپ پر سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں تھے۔ حضرت امام محدث شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ کی فضیلت کے دو بڑے سبب ہیں۔ اول قبول اسلام میں سبقت۔ دوم رسول اللہ صلعم سے قرابت' رسول اللہ صلعم سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور قرابت کے حقوق کو پہچاننے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت علیؓ کو آنحضرت صلعم کی آغوش تربیت میں دے دیا جس سے آپ کا مرتبۂ قرابت و کرامت دوبالا ہو گیا۔ پھر جب حضرت فاطمہ زہراؓ سے آپ کا عقد ہوا تو آپ کی فضیلت میں اور اضافہ ہو گیا۔

ابوطالبؑ کا عشق رسولؐ } آپ کے والد ماجد حضرت ابوطالبؑ نے اپنے یتیم بھتیجے جناب رسول اللہ صلعم کی پرورش کی اور آپ کی بعثت سے پہلے اور اس کے بعد تن من دھن کی بازی لگا کر آپ کی حمایت کی اور آپ کی طرف سے مدافعت میں سینہ سپر رہے اور ہر قسم کی روحانی اور جسمانی مصائب برداشت کئے۔

جب کفار مکہ نے رسول اللہ صلعم کو قید کر دیا تو حضرت ابوطالبؑ نے وہاں بھی آپ کو نہ چھوڑا کیونکہ ان کو کسی حال میں اپنے بھتیجے کی جدائی گوارا نہیں تھی۔ تمام مسلمان حضرت ابوطالبؑ کو اسلام کا بڑا خادم' محسن اور جاں نثار تسلیم کرتے ہیں۔

ابوطالبؑ کا ایمان } یہ ایک علمی اور تاریخی بحث ہے کہ حضرت ابوطالب ایمان لائے یا نہیں۔ اگر آپ ایمان نہیں بھی لائے تو بھی آپ کا عشق رسولؐ قابل رشک ہو۔ مجھ میں خدمت دین کی اہلیت نہیں اس لیے کبھی کبھی دل میں کہا کرتا ہوں کہ اگر حضرت ابوطالبؑ جیسے خادم دین کافر تھے تو خدا مجھے ایسا کافر بنا دے۔

حضرت آمنہ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہؓ بنت اسد نے انتہائی محبت کے ساتھ رسول اللہ صلعم کی پرورش کی اور رسول اللہ صلعم نے ان کے احسان کا اعتراف کیا۔ الغرض حضرت علیؓ کا خاندان

"ایں خانہ تمام آفتاب است"

کا مصداق تھا۔

جب رسول اللہ صلعم کو منصب رسالت عطا ہوا تو حضرت علیؓ بہت کم سن تھے اور آپ کے دامن تربیت میں تھے۔ آپ نے رسول اللہ صلعم اور حضرت خدیجہ کو نماز پڑھتے دیکھ کر تعجب سے پوچھا یہ کیا عمل ہے؟ جب آپ کو اس کی حقیقت بتائی گئی تو آپ فوراً ایمان لے آئے۔ حضرت ابوطالبؑ کو آپ کے قبول اسلام پر مسرت ہوئی۔ آپ السابقون الاولون میں تھے۔

دعوت عشیرہ } جب آیت "وانذر عشیرتک الاقربین" (اپنے قریبی رشتہ داروں کو آگاہ کرو) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے قریش کے سرداروں کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے ایک ضیافت میں مدعو کیا جس کے منتظم حضرت علیؓ تھے۔ جب مہمان کھانے سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلعم نے ان کو اپنا پیغام سُنا کر قبول اسلام کا مطالبہ کیا جس پر سب خاموش رہے۔ صرف حضرت علی نے آگے بڑھ کر عرض کیا۔ "یا رسولؐ اللہ۔ اگرچہ میری عمر کم ہے اور میں جسمانی حیثیت سے کمزور ہوں' تاہم میں آپ کی دعوت پر لبیک کہتا ہوں اور آپ کا رفیق رہوں گا"۔

رسول اللہ صلعم نے آپ کی قدر افزائی کرتے ہوئے فرمایا۔ "اے علیؓ۔ تم میرے بھائی اور وارث ہو"۔

البدایہ میں ہے۔ "وصحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الیٰ ان توفی وھو راض عنہ"۔ (حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک آپ کے ساتھ رہے اور رسول اللہ آپ سے خوش رہے۔

نفس رسولؐ } اسی قرب کے نتیجے میں رسول اللہ صلعم آپ کی تکلیف کو اپنی تکلیف تصور کرتے تھے۔ چنانچہ فرماتے تھے۔

من آذیٰ علیا فقد آذانی

(جس نے علیؓ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی)

من سبّ علیا فقد سبّنی

(جس نے علیؓ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی)

من احبّ علیا فقد احبّنی

(جس نے علیؓ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی)

آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:۔

انت سید فی الدنیا سید فی الآخرۃ من احبک فقد احبنی وحبیبک حبیب اللہ و من ابغضک فقد ابغضنی وبغیضک بغیض اللہ والویل لمن ابغضک من بعدی۔

تم دنیا میں سردار ہو آخرت میں سردار ہو۔ جس نے تم سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور تمہارا محبوب اللہ کا محبوب ہے اور جس نے تم سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ جس سے تم کو بغض ہے اس سے اللہ کو بغض ہے اور خرابی ہے اس کے لیے جو میرے بعد تم سے بغض رکھے۔

خلافت } حضرت عثمان کے عہد میں ان کے خاندان بنی اُمیہ کو غیر معمولی اقتدار حاصل ہوا جو بعض صحابہ کو بھی ناگوار ہوا۔ بنی اُمیہ نے اپنے عروج سے بیجا فائدہ اٹھایا جس سے طرح طرح کے فتنے برپا ہو گئے جن کے نتیجے میں حضرت عثمان شہید ہو گئے۔ یہ وقت بہت نازک تھا۔ دارالخلافہ مدینہ میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اکثر صحابہ شہر سے باہر تھے اور جو شہر میں موجود تھے وہ بھی سہم کر گھروں میں بیٹھ گئے تھے۔ ایسے خطرناک حالات میں مسند خلافت پر بیٹھنا بڑی ہمت کا کام تھا۔ آخر اہل مصر کی نظر انتخاب حضرت علیؓ پر پڑی اور آپ نے دین اور قوم کی خدمت کے خیال سے اس بارگراں کو اُٹھانا منظور کیا۔

پہلا خطبہ } آپ نے اس موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا اس کے یہ جملے قابل لحاظ ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے مکہ کی زمین کو حرم قرار دیا ہے اور اہل اسلام کو ایک دوسرے کی خیرخواہی اور ہمدردی کا حکم دیا ہے۔ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی مسلمان کو نقصان نہ پہونچے۔ حق العباد ادا کرنے میں اللہ سے ڈرو۔ انسانوں کا تو کیا ذکر ہے قیامت کے دن تم سے دوسری مخلوقات کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں بھی محاسبہ کیا جائے گا۔ اللہ کی اطاعت کرو اور گناہوں سے بچو"۔

بادشاہی میں درویشی تاریخ شاہد ہے کہ اکثر حکمرانوں نے تختِ شاہی پر بیٹھ کر سلطنت کو عیش و عشرت کا ذریعہ بنایا اور رعایا کو مخدوم کے بجائے خادم تصور کیا اور ملک کی دولت کو شیرِ مادر سمجھ کر ہڑپ کیا۔ لیکن حضرت علیؑ نے اپنے طرزِ حکومت سے رسول اللہ صلعم کے اس ارشاد کی تصدیق کی کہ "سید القوم خادمہم"۔ قوم کا سردار درحقیقت اس کا خادم ہوتا ہے۔

خلیفہ ہونے کے بعد آپ پہلی بار کوفہ کی جامع مسجد میں اس شان سے تشریف لائے کہ لباس میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ پرانا عمامہ سر پر تھا اور تلوار ذوالفقار رسی کے ٹکڑے سے کمر میں بندھی ہوئی تھی۔

عہدِ خلافت میں آپ نے اپنی پہلی سادگی قائم رکھی آپ کے کرتے کی آستینیں اتنی چھوٹی ہوتی تھیں کہ عموماً آدھے بازو کھلے رہتے تھے۔ اس کے دامن اونچے ہوتے تھے۔ تہبند نصف ساق تک ہوتی تھی۔ کبھی کرتے کے بجائے صرف چادر اوڑھتے تھے۔ کپڑوں میں پیوند لگے ہوتے تھے۔ اسی وضع میں گشت کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا۔ "اس سے میرے دل میں خشوع پیدا ہوتا ہے اور غریبوں کو تسلی ہوتی ہے کہ ان کا امیر بھی انہی کی طرح سادہ لباس پہنتا ہے۔"

آپ امیر العرب والعجم ہونے کے باوجود شاہانہ کروفر کو ناپسند کرتے تھے۔ آپ نے اپنے لئے نہ کوئی تخت و تاج اور محل بنوایا نہ حاجب اور دربان مقرر کئے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ شخص آپ سے براہ راست فریاد کر سکتا تھا۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ ہر سائل کا سوال پورا کرتے تھے چاہے خود فاقہ کرنا پڑے۔ ایک بار آپ تہبند خریدنے کے لیے اپنی تلوار فروخت کرنے لگے تو ایک شخص نے آپ کو تہبند کی قیمت قرض دیدی۔ آپ کسبِ معاش کے لیے مزدوری بھی کرنے میں عار نہیں محسوس کرتے تھے۔

ایک دفعہ عید کے روز آپ کے ایک شریکِ طعام نے دسترخوان پر معمولی کھانا دیکھ کر عرض کیا۔ "امیر المومنینؑ۔ آپ کو پرندوں کا گوشت مرغوب نہیں؟"

جواب دیا۔ "میں خلیفہ کی حیثیت سے مسلمانوں کے مال میں صرف دو پیالوں کا حقدار ہوں۔ ایک اپنے اور اہل و عیال کے لیے اور دوسرا دوسرے لوگوں کے لیے۔"

رعایا پروری آپ رعایا کے آرام و آسائش کے لئے خود تکلیف اٹھاتے تھے۔ اس لحاظ سے آپ نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے بیت المال کو امانت سمجھ کر غریبوں اور مسکینوں کے لیے وقف کر دیا تھا اور اس میں بیجا تصرف کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

دیانت آپ کے غلام قنبر نے ایک دفعہ بیت المال سے کچھ چاندی سونا آپ کے لیے علیحدہ کر لیا۔ آپ کو خبر ہوئی تو بہت ناراض ہوئے اور فرمایا۔ "کیا تو مجھے آگ میں ڈھکیلنا چاہتا ہے؟" اور سب چاندی سونا غریبوں میں بانٹ دیا۔

ایک بار خراج میں شہد اور چربی کے پیپے آئے۔ بیت المال کے نگران نے ایک پیالہ شہد اور ایک پیالہ چربی آپ کی صاحبزادی کے پاس بھیج دی۔ آپ کو معلوم ہوا تو دونوں پیپے واپس منگا لیے اور ان میں سے جتنا خرچ ہو گیا تھا اس کی قیمت بیت المال میں داخل کر دی۔

ان واقعات سے ان حکام کو سبق حاصل کرنا چاہیئے جو حکومت اور اقتدار کو اقربا پروری کا وسیلہ بناتے ہیں اور ریوڑیاں اپنوں ہی میں بانٹتے ہیں۔

اپنے حریفوں کے برخلاف آپ دشمن کے آدمیوں کو اپنا طرفدار بنانے کے لیے بیت المال سے رشوت نہیں دیتے تھے۔

عدل آپ کا انصاف ضرب المثل تھا۔ اہلِ ایران کہا کرتے تھے کہ آپ عدل میں نوشیرواں پر

سبقت لے گئے ہیں۔

ایک یہودی نے قاضی کی عدالت میں آپ پر دعویٰ دائر کر دیا حالانکہ آپ خلیفۂ وقت تھے۔ قاضی نے آپ کو بلایا اور حسبِ قاعدہ آپ کو مدعا علیہ کی حیثیت سے مدعی کے پہلو بہ پہلو کھڑا کیا اور آپ سے گواہ طلب کیے۔ جب آپ گواہ پیش نہ کر سکے تو قاضی نے آپ کے خلاف یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ آپ نے قاضی کے انصاف اور غیر جانبداری کی داد دی۔ اس پر وہ یہودی مسلمان ہو گیا اور بولا کہ جس دین میں ایسا انصاف ہو وہ ہرگز جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

حضرت عمر آپ کی اصابتِ رائے کو بہت مانتے تھے اور فرماتے تھے "اقضانا علیؑ" (ہم میں سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علیؑ ہیں) "لولا علی لہلک عمر" (اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا)

آپ انتہائی بیدار مغز اور بالغ نظر حاکم تھے اور نظم و نسق میں ذرہ بھر غفلت اور بے پروائی کے روادار نہیں تھے۔ تمام عمال کی کارروائیوں کی پوری نگرانی کرتے تھے اور گاہ گاہ ان کے بارے میں تحقیقات کرتے تھے۔ اگر کسی کو ذرا بھی غافل پاتے تھے تو بازپرس کرتے تھے۔

آپ نے خارجیوں کی بغاوت فرو کی اور جن لوگوں نے آپ کی الوہیت کا اعلان کر کے دین میں رخنہ ڈالا ان کی سرکوبی کی۔ آپ دین میں کسی فتنے سے چشم پوشی نہیں کرتے تھے۔

اخلاص اہل اللہ مخلص اور بےنفس ہوا کرتے ہیں۔ ان کے ہر قول اور عمل کی بنیاد للّٰہیت پر ہوتی ہے۔ حضرت علیؑ کی پوری زندگی آپ کی بےنفسی اور للّٰہیت کا ثبوت ہے۔ ایک غزوہ میں آپ نے اپنے دشمن کو پچھاڑ دیا اور اسے قتل کرنے ہی والے تھے کہ اس نے یہ سمجھ کر کہ اب تو مجھے مرنا ہی ہے لہٰذا خوف کس بات کا ہے۔

"تو مید دلبر باش و چیرہ زبان"

کے بموجب آپ کے چہرۂ مبارک پر تھوک دیا جس طرح آجکل بعض مجرم عدالت میں سزا کا حکم سن کر مجسٹریٹ کے منہ پر جوتا مار دیتے ہیں۔ اگر آپ کی جگہ کوئی دنیادار نفس پرست حاکم ہوتا تو اس حرکت پر غضبناک ہو کر اسے بڑے عذاب سے ہلاک کرتا جیسا کہ تاریخ سے ظاہر ہے لیکن آپ خلافِ توقع اسے چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ یہ دیکھ کر اسے سخت تعجب ہوا اور بولا۔ "آپ نے میری اس حرکت پر غصہ کرنے کی بجائے مجھے چھوڑ دیا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ آپ نے مجھے زیر کر لیا تھا اور کوئی چیز آپ کو میرے قتل سے باز نہیں رکھ سکتی تھی۔" وہ آپ کا یہ جواب سن کر دنگ رہ گیا۔ "تمہاری اس حرکت پر غصہ آنے ہی کی وجہ سے میں نے تمہیں چھوڑ دیا کیونکہ میری لڑائی اپنے نفس کے لیے نہیں بلکہ حق کی حمایت کے لیے تھی۔ اب اگر میں تمہیں قتل کرتا تو یہ خدا کے لیے نہیں بلکہ اپنے نفس کے لیے ہوتا۔"

حدیث میں ہے کہ جس کی محبت اور بغض دونوں اللہ کے لیے ہوں اس کا ایمان کامل ہے۔ حضرت علیؑ نے اس کی عملی تفسیر کر دی۔ خدا ہر مسلمان کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

اسی طرح جنگِ صفین میں جب آپ نے اپنے سب سے بڑے حریف امیر شام کے دستِ راست عمرو بن العاص کو زمین پر گرا دیا تو ان کو قتل کرنے کے بجائے رحم کر کے چھوڑ دیا۔

جنگِ جمل میں جب حضرت عائشہ اونٹ سے گرنے لگیں تو آپ نے ان کو سنبھالا اور صحیح سالم میدانِ جنگ سے نکالا۔ حضرت زبیر کے قتل کی خبر سن کر آپ نے افسوس ظاہر کیا اور ان کی بعض خوبیاں بیان کیں۔

ایسی عالی ظرفی، بےنفسی، بلند کرداری، رحم اور عفو کی مثالیں تاریخ میں بہت کم ملتی ہیں۔ دوستوں کے ساتھ تو عموماً

سب ہی اچھا سلوک کرتے ہیں لیکن دشمنوں کے ساتھ انصاف بلکہ احسان کے لیے بڑے حوصلے کی ضرورت ہے۔

شجاعت عام اتفاق ہے کہ شجاعت میں آپ اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آپ کی یہ صفت ضرب المثل ہو اور بچہ بچہ اس سے واقف ہے۔ دربار رسالتؐ سے آپ کو "اشجع" (سب سے زیادہ بہادر) کا خطاب عطا ہوا تھا۔ مسلمان آپ کو "شیر خدا" اور "اسد اللہ الغالب" کہتے ہیں۔ آپ کے جنگی کارنامے جنھوں نے دشمنان اسلام کے دلوں میں دھاک بٹھا دی تھی آج تک زبان زد خاص و عام ہیں۔ زمانۂ رسالت کے ہر غزوہ میں آپ پیش پیش رہے اور کسی مہم میں ناکام نہیں ہوئے۔ آپ اپنے زمانہ میں فن حرب کے سب سے بڑے ماہر اور اسلام کے جانباز سپاہی تھے۔

غزوۂ احد میں بعض صحابہ کی غلطی سے مسلمانوں کا بڑا جانی اور مالی نقصان ہوا اور وہ کفار کے نرغے میں آگئے۔ خود رسول اللہ صلعم کی شہادت کی افواہ پھیل گئی جس سے اکثر صحابہ کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ گھبرا کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔

ایسے نازک موقع پر بھی حضرت علیؑ کے اوسان خطا نہیں ہوئے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کرنے کے لیے تلوار کھینچ کر کفار کی صفوں میں گھس گئے اور ان کو منتشر کرتے ہوئے رسول اللہ صلعم تک جا پہونچے۔ ایک گروہ رسولؐ اللہ پر حملہ کرنے کے لیے بڑھا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ اے علیؑ ان کو روکو۔ حضرت علیؑ نے تنہا ان کا مقابلہ کیا۔ ان میں بعض مارے گئے اور باقی بھاگ گئے۔ کچھ دیر بعد کفار کی ایک اور ٹولی نے رسولؐ اللہ پر یورش کی اور حضرت علیؑ نے پھر اسے پسپا کر دیا۔ حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور حضرت علیؑ کی شجاعت کی تعریف کرنے لگے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ "انہ منی وانا منہ" (بے شک علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں) یعنی دونوں میں کامل یگانگی ہے۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا۔ "وانا منکما" (اور میں تم دونوں سے ہوں)۔

رسولؐ اللہ سے محبت حضرت علیؑ کے عشق رسولؐ اور شجاعت کا یہ کتنا شاندار مظاہرہ تھا کہ آپ رسول اللہ صلعم کی تلاش میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر تنہا کفار کی فوج میں گھس گئے اور منزل مقصود تک پہونچ گئے۔ بلاشبہ آپ کی جان نثاری کا تقاضا یہی تھا۔

کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو رسولؐ اللہ سے کتنی محبت ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ "رسولؐ اللہ ہمارے نزدیک ہماری جان، مال، اولاد، والدین اور سخت پیاس میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب ہیں۔" آپ نے اپنے عمل سے اس آیت کی تصدیق کر دی:

ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ۔

بیشک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے عوض میں خرید لیا۔

عہد رسالت میں آپ کا سب سے نمایاں اور قابل فخر زریں کارنامہ فتح خیبر تھا جس کی وجہ سے آپ "خیبر شکن" کہلاتے ہیں۔ یہ یہودیوں کا سب سے مضبوط قلعہ تھا جس پر ان کو بڑا ناز تھا۔ ان کے سردار مرحب نے اپنی قوت اور شجاعت سے دور دور تک تہلکہ مچا رکھا تھا۔ جب رسولؐ اللہ صلعم کی کچھ مہمیں اس کے مقابلے میں ناکام رہیں تو آپ نے اس کی سرکوبی کے لیے حضرت علیؑ کو روانہ کیا۔ حضرت علیؑ نے مرحب کو قتل کیا اور خیبر کا دروازہ اکھاڑ کر اٹھا لیا۔ حالیکہ وہ اتنا بھاری تھا کہ کئی آدمی مل کر بھی اسے نہیں اٹھا سکتے تھے۔ اس طرح یہ مہم آسانی سے سر ہو گئی جس سے یہودیوں کا زور ٹوٹ گیا اور اسلام غالب آگیا۔

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

حق آگیا اور باطل غائب ہو گیا۔ بے شک باطل غائب ہونے والی چیز ہے۔

رسولؐ اللہ صلعم کی وفات کے بعد پچیس برس تک حضرت علیؑ کی شمشیر خارا شگاف نیام میں رہی لیکن جب باہر آئی تو اس کی کاٹ میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

دشمن کی گواہی دوست تو تعریف کیا ہی کرتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ دوستی کی آنکھ عیب کو اور دشمنی کی آنکھ ہنر کو نہیں دیکھ سکتی۔ لیکن "الفضل ما شھدت بہ الاعداء" حقیقی خوبی وہ ہے جس کا اقرار دشمن بھی کریں۔ جس طرح رسول اللہ صلعم کا بڑے سے بڑا دشمن بھی آپ کی امانت اور صداقت کا قائل تھا اسی طرح حضرت علیؑ کا بھی کوئی مخالف آپ کے بلند کردار کا انکار نہیں کر سکا۔

ایک دفعہ امیر معاویہ نے تجسس کے طور پر ضرار اسدی سے پوچھا کہ علیؑ کے اخلاق کیسے تھے؟ وہ جانتے تھے کہ یہ علیؑ کے مخالف ہیں اس لیے کہنے لگے۔ "امیر المومنینؑ! مجھ سے نہ پوچھیے"۔ امیر شام نے، جو اس وقت تمام دنیائے اسلام کے بلا شرکت غیرے فرمانروا تھے، اصرار کیا تو بولے۔ "حضرت علیؑ بلند ہمت اور بہادر تھے"۔ سب کے ساتھ انصاف کرتے تھے، علم و حکمت کے دریا تھے، دنیا کے طالب نہیں تھے، شب بیدار، پرہیزگار، خدا ترس اور غور و فکر کے عادی تھے، سادہ لباس اور سادہ غذا پسند کرتے تھے، ہم سے مساویانہ ملتے تھے۔ کسی کا سوال رد نہیں کرتے تھے، بہت بامروت تھے۔ ان کی نرم مزاجی کے باوجود ہم ان سے مرعوب تھے۔ وہ اہل علم کا احترام کرتے تھے۔ غریبوں کے خلاف امتیاز نہیں برتتے تھے۔ کمزوروں کا حق دلواتے تھے۔ میں نے رات کی تاریکی میں ان کو روتے اور یہ کہتے سنا کہ اے دنیائے ناپائیدار مجھے دھوکہ نہ دے۔ میں تجھ پر مائل نہیں ہو سکتا۔ تو چند روزہ ہے، توشہ کم، سفر طویل اور راستہ وحشتناک ہے۔"

معاویہ اس بیان سے بہت متاثر ہوئے اور بولے۔ "واللہ ابو الحسنؑ ایسے ہی تھے۔"

شہادت آپ کی خلافت کو پونے پانچ سال ہوئے تھے کہ ایک بدبخت خارجی ابن ملجم نے آپ کو شہید کر دیا۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ آپ فجر کی نماز پڑھانے کے لیے دار الخلافہ کوفہ کی جامع مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔ ابن ملجم دو مددگاروں کے ساتھ گھات میں بیٹھا ہوا تھا۔ جب آپ مسجد کے قریب پہونچے تو اس نے زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے بھرپور وار کیا۔ اس کے ساتھی تو بھاگ گئے لیکن وہ خود گرفتار ہو گیا۔

حضرت علیؑ کو مکان پر پہونچایا گیا اور قاتل آپ کے سامنے لایا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ "اے دشمن خدا! میں نے تیرا کوئی قصور نہیں کیا تھا، تجھے کس نے میرے قتل کی ترغیب دی؟"

تاریخ شاہد ہے کہ دنیوی بادشاہوں نے اپنے قتل کا ارادہ کرنے والوں کو ایسی وحشیانہ تعزیب کے ساتھ ہلاک کیا جن کے تصور ہی سے خون کھولنے اور دل لرزنے لگتا ہے۔ بعض اچھے بادشاہوں نے بھی دشمنوں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں انصاف بلکہ انسانیت کا خون کر دیا۔ لیکن قرآن دشمن کے ساتھ بھی انصاف کا حکم دیتا ہے۔ لا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ ان لا تعدلوا۔ کسی قوم کی دشمنی تم کو بے انصافی پر آمادہ نہ کرے۔ حضرت علیؑ کے بجائے اگر کوئی نفس پرست حاکم ہوتا تو اسی وقت ابن ملجم کو ہولناک عذاب دے کر قتل کرا دیتا لیکن آپ کی بے نفسی کے قربان جائیے کہ آپ نے حکم دیا کہ یہ میرا قاتل ہے اور اسے سزا دینے کا حق مجھے ہے۔ خبردار کوئی اس پر ہاتھ نہ اٹھائے۔ اسے اچھا کھانا اور اچھا بستر دو۔ اگر میں جانبر ہو گیا تو جو مناسب سمجھوں گا کروں گا۔ اگر جانبر نہ ہوا تو اس سے شرعی قصاص لینا اور مثلہ ہرگز نہ کرنا۔ امام حسنؑ کو وصیت کی کہ چونکہ اس نے مجھ پر ایک وار کیا تھا اس لیے تم بھی اسی تلوار سے ایک ہی وار کرنا، اس سے زیادہ نہیں۔ اللہ اکبر! جانی دشمن کے ساتھ بھی انصاف کا کس قدر اہتمام تھا۔ عدل و داد کی ایسی مثالیں تاریخ میں ڈھونڈے سے نہیں ملتیں۔

الا ماشاء اللہ ۔۔۔ آپ نے حضرات حسنینؑ اور دوسرے متعلقین کو وصیت کی کہ تقویٰ اور خشیۃ اللہ کو شعار بنانا، دنیا کی محبت میں مبتلا نہ ہونا، حق پر قائم رہنا، ظالم کی مخالفت اور مظلوم کی حمایت کرنا، غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کی دستگیری کرنا، کسی کی ملامت کا خوف کیے بغیر اللہ کی اطاعت کرنا۔ آخر وقت میں کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ زبان مبارک پر تھا۔ ۲۱ رمضان ۴۰ھ کو روح اقدس نے قفس عنصری سے نکل کر جنت الفردوس کی طرف پرواز کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سعدیا مرد نکونام نمیرد ہرگز ۔۔ مردہ آنست کہ نامش بہ نکوئی نبرند

قصیدہ در منقبت مولائے دو عالم حضرت علی علیہ السلام

(از جناب جعفری اعظم گڑھی، آنریری مجسٹریٹ فرسٹ کلاس دہلی)

مصیبتیں ہیں جانفزا الم بھی خوشگوار ہو
میں کشتۂ بہار ہوں مجھے خزاں سے پیار ہے

اُڑی ہوئی ہیں دھجیاں لباس تار تار ہو
ہیں چار سو تماشے ہیں نمائش بہار ہے

سجا ہوا بسا ہوا نظر میں روئے یار ہو
جدھر بھی دیکھتا ہوں میں بہار ہی بہار ہے

جہاں میں یوں تو کہنے کو وہ اپنے ہیں دل اپنا ہو
نہ اُن پہ اختیار ہے نہ دل پہ اختیار ہے

تو یار صد سکون ہیں مری پریشاں حالیاں
مرا جنون ہے خرد مری خزاں بہار ہے

بگڑ بگڑ کے ہیں بنے اُجڑ اُجڑ گئے ہیں بسے
رضا کے ہم غلام ہیں قضا پہ اختیار ہے

عیاں ہے پھول پھول سے ہمارے خون کی جھلک
ہیں وارثِ بہار ہم چمن پہ اختیار ہے

ہری بھری جوانیاں حسینؑ کی جانفشانیاں
حسینؑ کی نشانیاں بہار لالہ زار ہے

یہ مانا شاخ شاخ پہ لگے ہیں کانٹے خار کے
کہیں تُلا ہے زِلے سے خزانۂ بہار ہے

ہے بادلوں میں آسماں، گھٹائیں ہیں گہر فشاں
سکونِ دل سکونِ جاں صدائے آبشار ہے

نیا نیا ہے بانکپن، ہرے ہرے ہیں پیرہن
بہار ہے چمن چمن، چمن چمن بہار ہے

کہیں ہے مور کی اذان کہیں پپیہا "پی کہاں"
کہیں حریفِ قلبِ جاں، ترنم ہزار ہے

ترانہ خیز ہے چمن، خموشیوں میں ہے سخن
ہوا ہوا ہے نغمہ زن، شجر شجر ستار ہے

وہ صورتیں جمال کی نمائشیں گلال کی
ہیں سرخیاں کمال کی، غضب کا لالہ زار ہے

جگہ جگہ پہ دھوم ہے، ہجوم ہی ہجوم ہے
نشاطِ بالعموم ہے، گلی گلی بہار ہے

ہوا ہے اعتدال پر، بہار ہے کمال پر
ہیں جھولے ڈال ڈال پر ہجوم گلعذار ہے

وہ جھومتوں کی ٹولیاں، بھرے گلوں سے جھولیاں
وہ میٹھی میٹھی بولیاں دلوں پہ اختیار ہے

عنایتیں شراب کی، حکایتیں شباب کی
شکایتیں حجاب کی، گلوں کا کچھ شمار ہے

ہے میکدہ سجا ہوا بھرے ہیں خم جگہ جگہ
شرابیوں کا سلسلہ قطار در قطار ہے

جوانیاں ہیں جوش پر، خروش پہ خروش ہے
پیئے ہیں پھر بھی ہوش ہے، عجیب یہ خمار ہے

جو پی لے مرد مست ہے، بڑا خدا پرست ہے
نہ پی سکے تو پست ہے، ذلیل و نابکار ہے

یہی بس اس میں راز ہے ذرا سا امتیاز ہے
وہ رندِ پاکباز ہے جو پی کے ہوشیار ہے

نہیں چلیں گی شیخ اب تمہاری چال بازیاں
لکھا ہے میکدہ پہ "آج نقد کل اُدھار" ہے

قدم قدم، ادب ادب، صنم صنم، عجب عجب
ستم ستم، غضب غضب، پکار پہ پکار ہے

وصی وصی، زمیں زمیں، نبی نبی، قریں قریں
جھکی جھکی، جبیں جبیں، ثنائے کردگار ہے

عیاں عیاں، ولی ولی، اذان اذان، گلی گلی
زباں زباں، علیؑ علیؑ، وظیفۂ بہار ہے

پڑھو تم آج جعفری وہ مطلعِ غضنفری
عیاں ہے شانِ حیدری، یہ وقت کی پکار ہے

(مطلع)

کسی کے حق میں نور ہو کسی کے حق میں نار ہو
یہ کس کا نورِ حق نما حرم سے آشکار ہے

یہ ہے رجب کی تیرھویں، نیا فلک نجف زمیں
کھڑے ہیں شاہِ مرسلیںؐ، کسی کا انتظار ہے

ہزار اہتمام ہو کہ آمدِ امامؑ ہے
سلام پر سلام ہے، درود بار بار ہے

ہے رہنمائے انبیاؑ، چراغِ راہِ اوصیا
نصیریوں کا ہے خدا، خدا کا جاں نثار ہے

زباں پہ حق کا نام ہو، نبیؐ سے ہم کلام ہو
ابھی سے یہ امام ہو، ولی کردگار ہے

نظر سے ہے نظر ملی، زبان منہ میں ہو کبھی
نثار اس پہ ہیں نبیؐ، نبیؐ پہ یہ نثار ہے

یہ ہے اشارۂ علیؑ، بتاؤ سب کو اے اخی
کہ تم خدا کے ہو نبیؐ، گواہ جاں نثار ہے

سناؤ آج جعفری ایک اور مطلعِ جلی
ہے بزم ہوش میں ابھی، ابھی کہاں خمار ہے

(مطلع)

اجل ہے کس کا نام کیا ہے قبر کیا فشار ہے
علیؑ کے ہم غلام ہیں علیؑ سے ہم کو پیار ہے

علیؑ ہے شانِ لافتیٰ، علیؑ شریکِ ہل اتیٰ
علیؑ وصیِ مصطفیٰؐ، بحکمِ کردگار ہے

یہ کبریا کا شیر ہے، بہادر و دلیر ہے
جو پہلوان ہو زیر ہو، شکار ذوالفقار ہے

علیؑ خدا کا ہے جری، کرے تو کوئی ہمسری
لرز رہے ہیں خیبری، قضا کا انتظار ہے

جوانیوں کی جان ہو، بہادروں کی شان ہو
غضب کا پہلوان ہو، بلا کا شہسوار ہے

جہاد میں جری بنا، نماز میں ولی بنا
جو ہو گیا نبیؐ بنا، سب ہی پہ آشکار ہے

غریب کا نصیب ہو، امیرِ دل غریب ہو
خدا کا یہ حبیبؐ ہو، نبیؐ کا ایک یار ہے

خدا نے آن بان دی، نرالی سب سے شان دی
رسولؐ نے زبان دی، کمال اعتبار ہے

کوئی برا نہ کہہ سکا، جو کہہ سکا نہ رہ سکا
مذمتیں نہ سہہ سکا، زمانہ کس کا یار ہے

ملا جو بسترِ نبیؐ، خوشی سے جان بیچ دی
رضائے حق خرید لی، اب اس پہ اختیار ہے

وہ جنگ ہو محاذ ہو، نجف ہو یا حجاز ہو
کہ منزلِ نماز ہو، جہاں ہے استوار ہے

وہ شیعہ ہو کہ شافعی، وہ سنی ہو کہ حنبلی
ہیں جس پہ متفق سبھی، وہی یہ ذی وقار ہے

شہا یہ قصر[1] نوحہ گر، جو آج بن گیا کھنڈر
کرم کی اس پہ ہو نظر، یہ تیری یادگار ہے

یہ ہے مقامِ اولیا، یہاں ہے تیرا نقشِ پا
یہیں ہے روحِ سیدہ، یہیں ہمیں قرار ہے

گہر گہر ہو یہ صدف، ملے اسے نیا شرف
بنے یہ ثانیِ نجف، دلوں کی یہ پکار ہے

یہاں پہ آج جعفری ہیں جمع رندِ کوثری
یہ انجمن ہے حیدری[2]، علیؑ کی یادگار ہے

---

[1] درگاہ شاہ مرداں نئی دہلی [2] انجمن حیدری جو درگاہ مذکور کی متولی و نگراں ہے۔

علیؑ کے عہدِ خلافت میں مساوات و جمہوریت

جہاں چھوٹے بڑے اور اونچ نیچ کے امتیاز باقی نہ رہے تھے

جناب سید حیدر رضا صاحب بارودی فاضل شرقیات

حضرت عمر کبھی جمہوریت کے قائل نہ تھے۔ تمام تاریخیں شاہد ہیں کہ حضرت عمر جمہوریت کے قائل نہ تھے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق علیؑ واقعی خلیفۂ رسول تھے اور خلافت ان سے زبردستی چھین لی گئی اور علی کو مظلوم بنا دیا گیا۔ چنانچہ بیعت ابوبکر کے بعد ان کا حکم تھا کہ کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ حضرت ابوبکر کی بیعت اتفاقاً تھی اب اگر کوئی شخص ایسا کرے خواہ وہ کوئی ہو تو اسکو قتل کر دو۔ یہ دلیل ہے کہ وہ جمہوریت کے قائل نہ تھے اور نہ اس طریقے کو رائج ہونے کی اجازت دینی چاہتے تھے۔ علامہ حجر عسقلانی فلتۃ کے معنی یہ لکھتے ہیں قال الداؤدی معنی قولہ کانت فلتۃ انّھا وقعت من غیر مشورۃ مع جمیع من کان ینبغی ان یشاور۔ علامہ داؤدی کہتے ہیں کہ فلتۃ کے معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں کے مشورے سے اس خلافت کا ہونا مناسب تھا بغیر ان کی رائے کے واقع ہوگئی۔ فتح الباری شرح بخاری پارہ ۲۸ صفحہ ۲۲۵

سمجھ میں نہیں آتا کہ جمہوریت کا نعرہ لگانے والے حضرت عمر کی تکذیب کر رہے ہیں یا تصدیق۔ حضرت عمر تو یہ کہتے ہیں کہ ابوبکر کی بیعت اتفاقاً تھی جو بغیر مشورے اور رائے کے ہو گئی اور ان کے ماننے والے اسے جمہوریت کا لقب دے رہے ہیں۔ اب خلافت علی سے زبردستی چھین لی گئی اور انھیں مظلوم بنا دیا گیا اس کے لئے حضرت عمر کا خیال ملاحظہ ہو۔ ایک موقع پر حضرت عمر اور ابن عباس میں گفتگو ہوئی حضرت عمر بولے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ علی واقعاً مظلوم ہیں اور خلافت ان سے زبردستی چھین لی گئی اور ان پر ظلم کیا گیا اس پر ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ پھر خلافت انھیں واپس کر دیجئے اس پر حضرت عمر نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور غراتے ہوئے آگے بڑھ گئے شرح نہج البلاغہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۵۔

ہر جمہوریت میں یہ اصول ہے کہ جو بھی صدر حکومت ہوتا ہے اس کا حکم اسی وقت تک چلتا رہتا ہے جب تک وہ صدر رہتا ہے اور جب دوسرا صدر حکومت اس کی جگہ پر آ جاتا ہے تو اسے اختیار ہوتا ہے کہ اپنے ماسبق صدر کے حکم کو باقی رکھے یا منسوخ کر دے اور اگر موجودہ صدر حکومت اپنے ماسبق صدر کے کسی حکم کو منسوخ کر دیتا ہے تو عوام میں کسی شخص کو یہ جرأت اور اجازت نہیں کہ وہ ماسبق صدر ہی کے حکم کو صحیح سمجھے اور موجودہ صدر کے حکم کو قابلِ اعتنا نہ سمجھے اگر کوئی شخص جمہوریت میں ایسا کرے گا تو حکومت کی نگاہ میں مجرم سمجھا جائے گا اور قانونی حیثیت سے وہ جوابدہ ہوگا لیکن سواد اعظم کے یہاں جو کچھ حکم قابلِ اطاعت ہے وہ صرف حضرت عمر کا حکم ہے اور علیؑ کا حکم قابلِ اعتنا نہیں سمجھا گیا چنانچہ عہد رسول اور عہد حضرت ابوبکر میں متعہ جائز تھا لیکن جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو انھوں نے یہ حکم جاری کیا کہ متعتان کانتا فی عہد رسول اللہ وانا احرمھما (کنز العمال / فوائد الفقہ) پارہ ۲ صفحہ ۸ (؟) دو متعہ حضرت کے زمانے میں جائز تھے میں اسے حرام کر رہا ہوں۔ اب سواد اعظم حضرت عمر ہی کے حکم کو قابلِ اطاعت سمجھتے ہیں اور علیؑ کے حکم کو قابلِ اعتنا نہیں سمجھتے۔ یہ کھلی ہوئی ڈکٹیٹر شپ نہیں ہے تو کیا ہے اسی لئے بنی عباس کا مطلق العنان بادشاہ خلیفہ مامون اسکو برداشت نہ کر سکا اور جب اسکی نظر حضرت عمر کے اس حکم پر پڑی تو طیش میں آ کر کہنے لگا کہ جو چیز عہد رسول میں جائز تھی اسے حرام کرنے کا ان کو حق نہ تھا۔

جس جمہوریت کو حق بجانب سمجھتے ہوئے ناز کیا جاتا ہے اور حضرت عمر کو اس کا سب سے بڑا علمبردار سمجھا جاتا ہے اس کے متعلق خود رسول کی حدیث ملاحظہ کیجئے۔ انہ سمع حذیفہ ابن الیمان یقول کان الناس یسئلون رسول اللہ عن الخیر وکنت اسالہ عن الشر مخافۃ ان یدرکنی فقلت یا رسول اللہ انا کنا فی جاھلیۃ وشر فجاءنا اللہ بھذا الخیر فھل بعد ھذا الخیر من شر قال نعم قلت وھل بعد ذالک الشر من خیر قال نعم وفیہ دخن قلت وما دخنہ قال قوم یھدون بغیر ھدی قلت فھل بعد ذالک الخیر من شر قال نعم دعاۃ علی ابواب جھنم من اجابھم الیھا قذفوہ فیھا الخ حذیفہ یمانی کا بیان ہے کہ اور صحابہ تو حضرت سے خیر کی باتیں پوچھا کرتے تھے اور میں شر کے بارے میں پوچھا کرتا تھا اس خوف سے کہ کہیں ہم کو اس کا سابقہ نہ پڑے اس لئے حضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ پہلے جاہلیت اور شر میں تھے یہاں تک کہ خدا اس خیر کو (یعنی حضور کو) لایا تو کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہاں میں نے کہا، پھر اس شر کے بعد کبھی خیر ہوگا کہا ہاں مگر اس میں کچھ کدورت ہوگی میں نے عرض کی وہ کیا ہے فرمایا لوگ ہماری ہدایت کے خلاف چلیں گے۔ بعض ان کے نیک رفتار ہوں گے بعض بدکردار۔ میں نے عرض کی کیا اس کے بعد پھر شر ہوگا فرمایا ہاں وہ لوگ ہوں گے جو ابواب جہنم کی طرف بلاتے ہوں گے اور جو ان کی اجابت کرے گا اسکو جہنم میں ڈھکیل دیں گے۔ بخاری کتاب الفتن جلد ۴ صفحہ ۱۳۹ طبع مصر۔

اب اس شر کی تشریح عمدۃ القاری عینی سے ملاحظہ کیجئے۔ قال الکرمانی ان یراد بالشر زمان قتل عثمان وبالخیر بعدہ زمان خلافۃ علیؑ والدخن الخوارج والشر بعدہ زمان الذی یلعنونہ علی المنابر۔ شر سے مراد زمانہ قبل خلافت عثمان ہے اور خیر سے مراد اس کے بعد زمانہ خلافت علیؑ ہے اور دخن سے مراد خوارج ہیں اور شر ثانی سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں منبروں پر علیؑ کے اوپر لعنت ہوتی تھی صفحہ ۳۴۵ جلد ۱۱۔

رسول کی مذکورہ بالا حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول کے بعد کا زمانہ شر کا زمانہ تھا اور اسی دور کو جمہوریت کا زمانہ کہا جاتا ہے لہذا جمہوریت اسلام کے لیے شر کی حیثیت رکھتی ہے کبھی خیر نہیں ہو سکتی اور ظاہر ہے اسلام ہمیشہ خیر کی تعلیم دیتا ہے کبھی شر کی تعلیم نہیں دیتا اس لئے ماننا پڑے گا کہ اسلام جمہوریت کی تعلیم نہیں دیتا اور بعد وفات رسولؐ جمہوریت کے نام پر جتنے بھی پلان بنائے گئے ان سب کی تردید رسول کی اس حدیث سے ہو جاتی ہے۔ جابر ابن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ جب آیت اطیعوا اللہ الخ نازل ہوئی تو میں نے جناب رسولؐ سے عرض کی کہ میں نے خدا اور رسول کو تو پہچانا مگر یہ اولی الامر کون ہیں جن کی اطاعت خدا نے واجب کی ہے تو حضرت نے فرمایا کہ ھم خلفائی من بعدی اولھم علیؑ ثم الحسنؑ ثم الحسینؑ ثم علی ابن الحسینؑ ثم محمد بن علیؑ المعروف فی التوراۃ بالباقر وستدرکہ یا جابر فاذا لقیتہ فاقرأہ منی السلام ثم الصادقؑ ثم موسیؑ ثم علیؑ ثم محمدؑ ثم علی ابن محمدؑ ثم الحسنؑ ثم حجۃ اللہ (روضۃ الاحباب محدث جمال الدین حسینی) اس کتاب روضۃ الاحباب کو محدث دہلوی شاہ عبد العزیز اپنے رسالہ اصول حدیث میں خوبی کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ یہ حدیث شیعوں کے عقیدۂ امامت منصوص من اللہ کی تائید کرتی ہے۔

چونکہ بعد وفات رسولؐ جمہوریت کا وجود نہ تھا بلکہ کھلی ہوئی ڈکٹیٹر شپ تھی اور خاصکر حضرت عمر کی نامزدگی تو سراسر ڈکٹیٹر شپ کے اصول ہی پر تھی اس لئے غیر مسلم اقلیت کتنے برے دن زندگی کے کاٹ رہی تھی ملاحظہ کیجئے۔ ایک مرتبہ بیت المقدس میں عبادہ بن صامت نے ایک نبطی سے کہا کہ وہ ان کے مرکب کو پکڑے ہوئے کھڑا رہے اس نے انکار کیا تو انھوں نے اس نبطی کو اتنا مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا اتفاق سے حضرت عمر بھی وہیں موجود تھے اس مظلوم نبطی نے ان کے سامنے یہ مقدمہ پیش کیا اور ان سے فریاد کی۔ زید بن ثابت نے فوراً کہا اتقید عبدک من اخیک کیا آپ غلام کا قصاص اپنے بھائی

سے لیے گئے یہ سن کر حضرت عمر نے عبادہ بن صامت کو باوجود جرم ثابت ہونے کے چھوڑ دیا اور کوئی سزا نہیں دی کنز العمال جلد ۷ ص ۳۰۳ بحوالہ جمع الجوامع سیوطی۔

ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر عرب اور اہل ذمہ کن بدترین حالات میں مبتلا تھے اور کتنے برُے دن زندگی کے کاٹ رہے تھے .... بقدر

شہر مکہ اور مدینہ استقراطی ذہنیت کے لوگوں سے آباد تھا۔ مملکت شام ان کی حفاظت گاہ تھی اور مصر و عراق ان کی چراگاہ۔ علیؑ کو انہیں لوگوں سے مقابلہ کرنا تھا اور یہی سبب تھا جس کی بنا پر اشراف عرب اور قریش علیؑ کی حکومت پسند نہیں کرتے تھے چنانچہ مصر حاضر کا نامور مورخ لکھتا ہے کہ "علیؑ شریف کو غیر شریف پر اور عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں دیتے تھے اور نہ رؤسا و قبائل سے چاپلوسی کرتے تھے۔ عربوں کی حضرت سے کنارہ کش ہو کر بیٹھ جانے کا اصلی سبب یہی تھا" ضحی الاسلام احمد امین جلد ۱ ص ۳۳ طبع مصر۔

اخوت و مساوات کا حقیقی علمبردار کون! ابو اسحق مدائنی کی روایت ہے کہ "دو عورتیں حضرت علی کی خدمت میں اپنا حق لینے آئیں جن میں سے ایک عورت عرب تھی اور دوسری غیر عرب۔ حضرت علیؑ نے دونوں کو ساوی دیا اس پر وہ زن عربیہ کہنے لگی میں عرب سے ہوں اور یہ عجمی آپ نے دونوں کو برابر کیوں کر دیا۔ اس پر حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا انی واللہ لا اجد لبنی اسمٰعیل فی ھذا الفیء فضلا علی بنی اسحٰق خدا کی قسم میرے نزدیک بنی اسمٰعیل کو اس مال میں کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ سب برابر برابر پائیں گے"۔ ابن ابی الحدید جلد ۱ ص ۱۸۰ طبع مصر۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ علیؑ کی حکومت سے پہلے عرب اور عجم کا اتنا امتیاز پیدا کر دیا گیا تھا کہ ایک زن عربیہ کو بھی یہ کہنے کی جرأت ہوئی کہ مجھے عجمی سے زیادہ ملنا چاہئے۔

مورخ مدائنی روایت کرتا ہے کہ "بعض اصحاب نے حضرت علی سے عرض کی کہ آپ تقسیم اموال کے وقت اشراف اور قریش کو عجمیوں پر فضیلت دیدیا کیجئے تاکہ یہ لوگ آپ سے خلاف ہو کر معاویہ کے پاس نہ چلے جائیں۔ لوگوں نے یہ مشورہ اس لیے دیا کہ معاویہ مساوات نہیں کرتے تھے تو حضرت علیؑ نے فرمایا خدا کی قسم اگر یہ میرا ذاتی مال بھی ہوتا تو اس وقت بھی میں مساوات برتتا نہ کہ یہ خود انہیں کا مال ہے" ابن ابی الحدید جلد ۱ ص ۱۸۲ طبع مصر

حضرت علیؑ قریش کو غیر قریش پر عرب کو عجم پر حتی کہ اپنے عزیزوں کو بھی حق کے مقابلے میں کسی طریقے پر ترجیح دینے کو تیار نہ تھے۔ آپ طبقات و امتیازات اور غیر اسلامی سرمایہ دارانہ نظام کو ختم کرنے کے لیے رسول اللہ کی تقسیم بالسویہ کی سنت پر ہمیشہ عامل رہے اسی لئے آپ قیصر و کسریٰ کی سنت کو زندہ کرنے والے معاویہ کا استیصال سب سے پہلا فریضہ سمجھتے تھے۔ ایک دن حضرت عقیل جو حضرت علیؑ کے بھائی تھے اپنی تنگدستی کی شکایت لیکر آئے اور بیت المال سے کچھ زیادہ طلب کیا۔ حضرت علیؑ نے ان کے سامنے لوہے کی گرم سلاخ پیش کر دی۔ عقیل نے گھبرا کر کہا یا علیؑ آپ مجھکو جلا دینا چاہتے ہیں تو حضرت علیؑ نے جواب دیا عقیل تم دنیا کی آگ سے اتنا ڈر گئے اور مجھ سے کہتے ہو کہ میں بیت المال میں خیانت کر کے تم کو دیدوں کیا میں دوزخ کی آگ سے نہ ڈروں۔ یہ ہے وہ حقیقی مساوات جہاں بھائی کو بھی حق سے زیادہ نہیں دیا جاتا تھا۔

ملک لبنان کے مشہور مسیحی محقق جارج جرداق کی مشہور کتاب "علیؑ اور حقوق انسانی" کی ایک فصل کا ترجمہ جناب مولانا سید محمد باقر صاحب مدیر اصلاح نے کیا ہے جس کی حسب ذیل عبارت حضرت علیؑ کے نظریہ مساوات سے خاص تعلق رکھتی ہے اور اس کا وزن اس لئے اور زیادہ بڑھ جاتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف ایک فاضل مسیحی ہے۔ وہ عبارت یہ ہے "علی کا ضمیر" ان کی عقل و دانش اس حقیقت کے اچھی طرح معترف تھے کہ تمام انسان زندہ رہنے کا حق رکھتے ہیں۔ یہ حق اجتماعی زندگی کی ضروریات سے ہے اور حریت و آزادی اس وقت تک کسی کام کی نہیں جب تک روزی میسر نہ ہو اور نہ بہتر معاشرہ اس کے بغیر وجود میں آسکتا ہے۔ آپ نے قانون بنا دیا کہ تمام انسانوں کے یکساں حقوق ہیں۔ سب حقوق میں ایک دوسرے کے برابر ہیں پھر آپ نے اس قانون کی روشنی میں طے کیا کہ بیت المال کی دولت کے حاجتمند ازار زیادہ مستحق ہیں نہ کہ دولتمند

حضرات خواہ وہ اسلام میں سابقیت ہی کیوں نہ رکھتے ہوں۔ علیؑ کی نظروں میں اس سے بدتر کوئی ظلم نہ تھا کہ کام کرنے والے کو اس کی مزدوری نہ دی جائے اور سوئی کی نوک کے برابر بھی اس کی حق تلفی کی جائے۔ آپ نے فرمایا مارأیت نعمۃ موفورۃ الاوالی جانبھا حق مضیع۔ میں نے کسی کے پاس وافر نعمتیں نہیں دیکھیں مگر یہ کہ ان نعمتوں کے پہلو بہ پہلو کسی حق کو ضائع ہوتے دیکھا"۔ یہ ہے مساوات کا حقیقی علمبردار جس کے اوپر اسلام کو بھی ناز ہے اور غیر مسلم افراد بھی جن کے نظریہ مساوات کے قائل ہیں اور اعتراف کرتے ہیں کہ امیرالمومنین حضرت علیؑ سے بڑا کوئی مساوات کا علمبردار نہیں۔ الفضل ما شھدت بہ الاعداء۔

امام فلک احتشام آ رہا ہے

جناب ادیب یکائی لکھنوی

یہ کون آج عالی مقام آ رہا ہے   یہ کس پہ درود اور سلام آ رہا ہے
لیئے علم و حکمت امام آ رہا ہے   مٹانے جہالت کا نام آ رہا ہے
مؤدب مؤدب رہیں اہل عالم   کہ دنیا میں پہلا امام آ رہا ہے
مبارک مبارک کا ہے شور ہر سو   وصیِ شہ خاص و عام آ رہا ہے
بتو! اپنا کعبہ سے بستر سمیٹو!   امام فلک احتشام آ رہا ہے
وصیِ نبی مالک خلد و کوثر   محبت کے لے کر پیام آ رہا ہے
عرب کے ادیبوں کو مژدہ سنا دو   علیؑ ولی خوش کلام آ رہا ہے

امامت کا منصب دیا جس کو حق نے   وہ داماد خیر الانام آ رہا ہے
بچالے گا طوفان سے امت کی کشتی   شفاعت کے لے کر پیام آ رہا ہے
جو کعبہ کو قبلہ بنا دے گا اک دن   وہی آج اپنا امام آ رہا ہے
کہیں دونوں عالم جسے اپنا مولا   وہ حیدر پئے انتظام آ رہا ہے
محبت ہے حیدر کی ہر اک پہ واجب   فلک سے یہ حق کا پیام آ رہا ہے

ادیبؔ اپنی مشکل وہی حل کرے گا
جو سارے زمانے کے کام آ رہا ہے

مولود کعبہ کے فضائل

لکھنؤ کے مشہور مرثیہ گو جناب سید سرفراز حسین صاحب رضوی خبیرؔ کے ایک نو تصنیف مرثیہ کے چند بند

ہے مہر ذرۂ در ایوان مرتضیٰؑ — جاری ہے شرق و غرب میں فرمان مرتضیٰؑ
بیت الحرم نہ کیوں ہو ثنا خوان مرتضیٰؑ — ہیں کعبتین مطلع دیوان مرتضیٰؑ
ایمان علیؑ کی ذات ہے ایمان کی قسم
قرآن ناطق آپ ہیں قرآن کی قسم

پہلے خدا نے نور پیمبرؐ بنایا تھا — ہے علم کے لئے بھی یہی قول مصطفیٰؐ
جو نور ہے وہ علم ہے معلوم ہو گیا — نورِ نبیؐ سے نور علیؑ بھی نہ تھا جدا
یہ دونوں مل کے ایک ہوں مقصد خدا کا تھا
جو علم مصطفیٰؐ کا تھا وہ مرتضیٰؑ کا تھا

بالذات ان کا علم تھا یوں ہو گیا ظہور — بزم قدم میں نور تھا اللہ کے حضور
خالق کا سجدہ کرنے لگا بے کہے وہ نور — یہ دیکھ کر فرشتوں کو حاصل ہوا شعور
تسبیح کردگار میں مصروف ہو گئے
اظہار بندگی میں وہ مالوف ہو گئے

عالم علوم حق کا ہے اُستاد جبرئیل — کلمہ کی زیب و زین بنا نام بے عدیل
مولود کعبہ قبلۂ دیں سرور جمیل — بیت الحرم بنا کے بہت شاد تھے خلیلؑ
اُس وقت لامکاں نے جو وہ گھر کیا قبول
شاید پئے ولادت حیدرؑ کیا قبول

کعبے کے پاس بنت اسد کرتی تھیں دعا — تجھ کو گواہ کرتی ہوں اے رب دوسرا
تیرے ہر اک رسولؐ پر ایمان ہے مرا — حق ہے ترے صحیفوں میں جو کچھ کہ ہو لکھا
بچہ جو میرے بطن میں اے کردگار ہے
مصروف تیرے ذکر میں لیل و نہار ہے

میں جانتی ہوں یہ بھی ہے اک آیت خدا — مالک مرے تجھے اسی بچے کا واسطہ
ہر درد لا دوا کی تو ہی ہے فقط دوا — مجھ کو سکون بخش کہ ہوں غم میں مبتلا
تھیں منتظر وہ رحمت داور کے واسطے
در بن گیا جدار میں حیدرؑ کے واسطے

پیدا ہوا خدا کا ولی جلّ شانہ — کعبے میں شمع نور جلی جلّ شانہ
اسلام کی ہے شان جلی جلّ شانہ — ایمان کہہ رہا ہے علیؑ جلّ شانہ
سطح زمیں بلند بہ شکل فلک ہے آج
صلّ علیٰ وظیفہ حور و ملک ہے آج

مہتاب کا نہ حسن جہانگیر دیکھئے — بیت الحرم میں دین کی تنویر دیکھئے
ایماں کی جیتی جاگتی تصویر دیکھئے — بیدار کعبہ کی ہوئی تقدیر دیکھئے
آئینہ جمال خدا جس کی ذات ہے
گھر میں خدا کے آج وہ عالی صفات ہے

حوریں روش روش ہیں ملائک ہیں صف بصف — دیکھو جسے وہ آ رہا ہے کعبے کی طرف
بیت خدا کو ناز یہ گوہر ہے میں صدف — اسلام سربلند ہے اصنام سر بکف
کہتی ہے ہر لکیر یہ بچے کے ہات کی
عزّیٰ کی خیریت ہے نہ لات و منات کی

شرک و نفاق دونوں ہوئے اب تو جاں بلب — خیبر کا قلعہ بن گیا دل خستہ از تعب
بے چین ذو الفقار ہوئی آسماں پہ اب — کہتی ہے دیکھوں پنجہ حیدر میں پہنچوں کب
طوبیٰ ہے خوش کہ شاخ کا اس کی علم بنے
جلدی سے زیب دوش امام اُمم بنے

مرحب کے جوڑ جوڑ میں ہے آج ہی سے درد — عنتر کا دل لہو میں ہے تر بھر کے آہ سرد
عمر ابن عبدود کا ہے چہرہ ابھی سے زرد — ایماں کے رُخ پہ نور ہے اور کفر گرد برد
جا کر نبرد گاہوں میں کوئی پکار دے
ہر درع پوش زیور جنگی اُتار دے

جبرئیل نے رسولؐ سے آ کر کہی یہ بات — آیا ہے بن کے قوت بازو خدا کا ہات
داخل ہوئے جو کعبہ میں وہ فخر کائناتؐ — دیکھا خدا کے سجدے میں ہے وہ نکو صفات
بنت اسد بھی کر رہی ہیں کبریا کا ذکر
بچے کی آنکھیں بند ہیں لب پر خدا کا ذکر

گودی میں مصطفیٰؐ نے لیا چوم لی جبیں جیسے کہ انتظار تھا بس آنکھیں کھول دیں
کی عرض حکم ہو اگر اے شاہ مرسلین حضرت سنیں پڑھوں صحف انبیاءؑ دیں

اللہ کے دیئے ہوئے فرمان بھی سناؤں
جو آخری کتاب ہے قرآن بھی سناؤں

جب مرتضیٰؑ کو مل گیا فرمان مصطفیٰؐ فوراً سنائے سب صحف پاک انبیاؑ
اللہ کی زبان نے قرآن بھی پڑھا تصدیق کرتے جاتے تھے پیغمبرؐ خدا

جب یہ پڑھا فلاح ہے راہِ صواب میں
بولے نبیؐ یہ ہے ترے شیعوں کے باب میں

ہے دل پہ میرے نقش ترا نام ساقیا ایمان ہے تو ہی تو ہی اسلام ساقیا
قرآن میں پڑھتا ہوں سحر و شام ساقیا مصحف کی آیتیں ہیں ترے جام ساقیا

رہتا ہے ربط ضبط شراب و کباب میں
ہے ذکر کھانے پینے کا حق کی کتاب میں

روزِ ازل ملی تھی یہ صہبا جو بے طلب کہتے ہیں اُس کو فاضلِ طینت جہاں میں سب
وقتِ جہاد بھی یہ رہی باعث طرب بسدرہ سے پینے کے لیے خیبر میں آئے جب

شہپر غریق آبِ حسام اصیل تھے
تلوار موج بط مئے جبرئیل تھے

جب کشتِ آرزو مری پامال ہو گئی وہ روز کی حیات بھی جنجال ہو گئی
تیری عطا جو مجھ پہ بہر حال ہو گئی اکسیر مجھ کو آتشِ سیال ہو گئی

بس آنچ کھائی اور دلِ بیتاب تھم گیا
قدرت خدا کی آگ پہ سیماب تھم گیا

جب آتشِ بلا میں پھنسا تیرا بادہ خوار تو آگیا مدد کے لئے میں ترے نثار
امداد غیر کی رہی حاجت نہ زینہار مثل خلیل بن گئی وہ آگ لالہ زار

آنے لگا جو دل تک اثر التہاب کا
میں نے دیا کباب پہ چھینٹا شراب کا

اک تازہ میکدہ شبِ ہجرت تھا آشکار تو سو رہا تھا فرشِ نبیؐ پر رسولؐ دار
دھانی تھا رنگِ چادرِ محبوب کردگار میکش پکار اٹھے کہ لو آ گئی بہار

گھر سے نبیؐ سدھارے مدینے کے واسطے
آئے فرشتے عرش سے پینے کے واسطے

تقدیر تیری نیند کی بیدار ہو گئی آنکھوں کے جام دیکھ کے سرشار ہو گئی
ہر سانس تیری حق کی طلب گار ہو گئی قیمت رضائے خالق غفار ہو گئی

یہ شانِ خواب ناز جو قدرت کو بھا گئی
پیمانوں میں شرابِ مشیت سما گئی

میں بھی اسیر بند مودت ہوں ساقیا مجھ ادائے اجر رسالت ہوں ساقیا
سرمست بادہ شب ہجرت ہوں ساقیا تجھ سے امید وار عنایت ہوں ساقیا

خیرات اپنے خواب کی میخوار کو بھی دے
اک سانس کا ثواب گنہگار کو بھی دے

دینی تحائف

۳۰ر شعبان المعظم تک مخصوص رعایت

حمائل شریف مترجم مولانا سید محمد صادق صاحب قبلہ آل نجم الملۃ رحمۃ اللہ علیہ

ماہ شعبان میں تیار ہو کر شایع ہو رہی ہے

جو مومنین اپنی فرمائش فوراً ارسال فرما دیں ان کو اس حمائل کے لیے صرف آٹھ روپیہ (مع صرفہ ڈاک) بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر اپنا نام خریداران میں درج کرا لینا چاہیئے۔
۳۰ر شعبان کے بعد اصل قیمت ساڑھے بارہ روپیہ علاوہ صرفہ ڈاک لی جائیگی
اسکے ساتھ ذیل کے کتب پر بھی ۲۵ فیصدی کمیشن دیا جائے گا

تحفۃ العوام -/۶ مع وظائف الابرار -/۲، دینیات ۱ر ۲ر ۳ر ۴ر ۵ر، ذاکری کے مسودات -/۲، چاند سورج ۲ر مجالس خاتون ۲/۸، ریاض المصائب -/۲، ادل و دوم -/۲، عمدۃ المجالس -/۲، قلزم عزا -/۳، مجالس خاتون -/۲ روح اعتقاد ہندی ۸/-، بیاض شہر انقلاب (جدید) ۸/-، بیاض افکار مضطر (جدید) ۸/-، زیارت گاہیں۔ تمام شاہد کے مفصل حالات مع فوٹو -/۲

ملنے کا پتہ:- دفتر مجاہد، گلی شاہ چھیڑا شریعتکدہ سرکار نجم الملۃ لکھنؤ نمبر ۳

نام علیؑ اور ثابتؔ لکھنوی

(جناب مفتوںؔ کوٹوی)

ہر آسماں پہ نام علیؑ کیوں نہ ہو رقم ؟
یہ دست گیر ہیں فلک پیر کے لئے

آسمان کی بلندیوں پر نام علیؑ کا رقم ہونا ثابت کرنے والے یہ ہیں ثابتؔ لکھنوی مرحوم جن کا نام (مولوی) افضل حسین تھا اور جو ۱۸۶۲ء عیسوی میں بمقام لکھنؤ پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم و تربیت وہیں حاصل کی، ۱۸۵۷ء کے ہنگامۂ آزادی کے اثرات مابعد نے ترک وطن پر انھیں مجبور کیا اور معاشی ضرورتوں کے تحت ۱۸۸۰ء عیسوی میں بعمر اٹھارہ سال یہ لکھنؤ سے کوٹہ (راجستھان) میں آ گئے۔ تمام عمر یہیں بسر کی، محکمۂ مطبع عالیہ ریاست کوٹہ میں ملازمت کرتے رہے۔ پنشن کے بعد وکالت شروع کی۔ ۱۹۲۷ء عیسوی میں بعمر ۶۷ سال رحلت فرما گئے۔ کوٹہ ہی میں دفن ہوئے۔ انھیں ریاست سے وظیفۂ ادبی بھی ملتا تھا اور دربار میں ان کی نشست بھی مقرر تھی۔ حیات دبیرؔ، دربار حسینؑ ان کی مشہور تصانیف ہیں ان کا مراثی مجموعۂ کلام صبر جمیل (تاریخی نام۔ برق غم) چھپ چکا ہے، اس مضمون کا ماخذ یہی مجموعہ ہے، غیر مراثی اصناف سخن کا مطبوعہ مجموعہ میں نے نہیں دیکھا، شاید چھپ ہی نہ سکا ہو۔ غزلیں بہت زیادہ تعداد میں تھیں خدا جانے ان کا کیا ہوا؟

ان کا مذہب و مسلک انھیں کی زبان سے سنئے، یہ مقطع ہمارے عنوان سے متعلق بھی ہے ؎

سمجھ گئے ملک الموت مذہب ثابتؔ
زباں پہ نزع میں جب یا ابوتراب آیا

شان ابوترابی کے متعلق انھوں نے بڑی مضمون آفرینیاں کی ہیں، ملاحظہ فرمائیے ؎

زمیں! طینت عترت سے ہے سرشت تری
مجھے فشار نہ دے بوتراب دیکھتے ہیں

خاک پر لیٹے تھے عابد قید میں کہتی تھی ماں
بوترابی خاکساروں کو یہ بستر چاہیئے

جناب ثابتؔ دبستان دبیرؔ سے متعلق ہیں یعنی مرزا اوجؔ فرزند دبیرؔ مرحوم سے مراثی اصناف سخن میں استفادہ کیا ہے غیر مراثی اصناف میں مرحوم امیرؔ مینائی سے تلمذ رکھتے تھے۔ یہ دونوں خاندان شاعری، مضمون آفرینی، معنی پروری اور سخن آرائی کے لئے مشہور ہیں جناب ثابتؔ کے مینائے سخن سے بھی مئے دو آتشہ جابجا چھلک رہی ہے۔ بوترابی شان کے متعلق یہ شعر بھی مضمون آفرینی کا کمال مخفی رکھتا ہے ؎

ہے بوتراب ساقیٔ کوثر علیؑ کا نام
اس وجہ سے ہے آبروئے ماء و طین بلند

"یداللہ" کی دست گیری اور "اسداللہ" کا جلال اگلے شعروں میں دیکھئے گا۔ فی الحال حضرت علیؑ کا ایک خطاب اور اس کی وضاحت سے اپنی نگاہیں روشن کیجئے ؎

علیؑ کی سعی سے اسلام جب ہوا روشن
جناب حق سے "امام مبینؑ" خطاب آیا

فلک پیر کے لئے یداللہ کی دست گیری آپ اوپر ملاحظہ کر آئے ہیں۔ اسی مضمون کو دوسرے انداز میں دیکھئے۔ یہاں شاعرانہ رعایتیں بھی توجہ طلب ہیں ؎

دیکھو تو دست گیر ہے دست خدا کی شان
گردش میں کانپتے نہیں چرخ کہن کے پاؤں

ایک شعر اور ؎

خدا کے ہاتھ کے محتاج تھے امیر و فقیر
وہ کون تھا جو یداللہ سے فیض یاب نہ تھا

اس شعر میں دست یداللہی مخاطب ہے۔ اس کی کشش و تابش کا دل کش پیرایہ اور نظر افروز اسلوب مستحق داد ہے ؎

اللہ رے کشش تیری اے دست یداللہی
خورشید اشارے میں مغرب سے چلا آیا

اس رباعی میں بھی یداللہ کے تحت معنی آفرینی سے کام لیا گیا ہے ؎

خواہاں کب مال و شہرت و جاہ کا ہوں
محتاج فقیر کا نہ میں شاہ کا ہوں
یا رب تجھے اپنے ید قدرت کی قسم !
ہوں دست نگر بھی تو یداللہ کا ہوں

اب شان یداللہی اپنے جلال و کمال پر ہے۔ چند خیالات و واقعات سے اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑے گی ؎

شق ہوئی دیوار کعبہ جب علی پیدا ہوئے
ضیغم اللہ کا رعب و جلال ایسا تو ہو

علیؑ نے چیرا جو اژدر کو بولیں سب اہل
یہ بچپنے میں ہے طاقت شباب کیا ہو گا

جب در خیبر میں در آئیں علیؑ کی انگلیاں
شور تھا شیر الٰہی میں جلال ایسا تو ہو

دم زباں رکھتی تھی کہنے کو یوں تو ذوالفقار
رعب حیدر سے گر یارا نہ تھا تقریر کا

خیال آرائی اور معنی آفرینی ملاحظہ فرمائیے "کہنے کو" کا استعمال کتنا برمحل ہے، ذوالفقار کی خاموشی کا حسن تعلیل ملاحظہ کیجئے۔ رعب حیدر کو اس کی وجہ قرار دیا گیا ہے۔ نفاست بیان و لطافت خیال اس شعر میں بھی توجہ طلب ہے۔ تشبیہ کی بلندی و پاکیزگی، مضمون کی ندرت و نزاکت مزے لینے کی چیز ہے ؎

یوں علیؑ رہتے تھے ہمراہ پیمبرؐ ہر دم
فتح جیسے علم لشکر اسلام کے ساتھ

نام علیؑ کے متعلق مرحوم کی ایک رباعی قابل التفات ہے ؎

پہلے دیا حق نے گھر ولادت کے لئے
پھر نام علیؑ، عین سعادت کے لئے
کعبے میں ولادت سے یہ سمجھا ہم نے
پیدا ہوئے تھے محض عبادت کے لئے

رباعی کے مصرع چہارم کی وضاحت، یعنی کمال عبادت اور عبادت میں استغراق و محویت اس شعر میں ملاحظہ کیجئے ؎

رہے محو نماز آقا، نکالا تیر اوروں نے
فنا فی اللہ، وجہ اللہ تھے ذوق عبادت میں

نام علیؑ حق نے عین سعادت کے لئے دیا۔ نام علی منتخب ہونے کی دوسری وجہ ان کی عالی گہری ہے یہ شعر ملاحظہ کیجئے ؎

صدا ہاتف غیب کی آ رہی ہے
علی نام رکھنا یہ عالی گہر ہے

ثابتؔ مرحوم نام علی کی سعادت و برکت، زندگی و نزع اور موت میں بھی بتاتے ہیں اور اس کی اثر اندازیاں مابعد الموت بھی برقرار سمجھتے ہیں، ان کے دل پر کلمہ، نام علی ہی کے ساتھ نقش ہو رہا ہے ؎

حرز جاں، ورد زباں، نام علی ہے ثابتؔ
میرے دل پر کلمہ نقش ہے اس نام کے ساتھ

زندگی میں جب یا علی پکارا، ہر آفت ٹل گئی۔ اس نام میں اسم اعظم کی تاثیر ہے ؎

جب پکارا یا علی آئی ہوئی آفت ٹلی
اسم اعظم کا اثر جس میں ہو نام ایسا تو ہو

۔ نام علی سے آفت بھی ٹل جاتی ہے، دل گرفتگی بھی مٹ جاتی ہے، غم دور ہو کر خوشی بھی میسر آ جاتی ہے۔ یہ گلشن رحمت کی نسیم ہے جس سے دلوں کی کلی کھل اٹھتی ہے ؎

نام خدا یہ گلشن رحمت کی ہے نسیم
کھل جاتی ہے دلوں کی کلی یا علیؑ کے ساتھ

مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں بس نام علیؑ زبان سے نکلنے کی دیر ہے ؎

میرے منھ سے نکلا ادھر یا علیؑ
اُدھر سہل کار اہم ہو گیا

مشکل کشائی کے علاوہ یہ نام دست گیری بھی کرتا ہے گرتوں کو بھی تھام لیتا ہے ؎

گرتے گرتے تھم گیا انساں کہا جب یا علیؑ
دیکھو اے موسیٰؑ عصا نام خدا ایسا تو ہو

گرتے ہوئے انسان کا تھم جانا۔ اس موقع پر عصا کا استعمال۔ عصا کی رعایت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تخاطب یہ سب کچھ شاعر کی پختہ مشقی اور سخن سنجی کی دلیل ہے۔ "نام خدا" کا استعمال علیحدہ اپنی بہار دکھا رہا ہے ؎

مرزا غالب کا مشہور شعر ہے ؎

رنج کا خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

ثابت مرحوم کا ایک شعر اسی بحر اسی زمین اور اسی قافیہ و ردیف میں ملاحظہ طلب ہے ؎

دیکھ یہ ثابت علیؑ کے اسم عالی کا اثر
مشکلیں پڑنے نہ پائی تھیں کہ آساں ہو گئیں

دونوں شعروں میں تقابل کی گنجائش ہی نہیں۔ ایک شعر کا انداز نفسیاتی ہے اور فلسفیانہ بلندیاں رکھتا ہے۔ دوسرا شعر روحانی ہے اور خوش عقیدگی اس کے ہر ہر لفظ سے نمایاں ہے۔ یہ شاعر کا میلان و رجحان اس کے شعر سے ظاہر ہے۔

اظہار و ابلاغ —— مضمون و موضوع کے مطابق ہے۔ ایک شعر میں مشکلیں پڑ چکی ہیں اور اس کے بعد انھوں نے آسانی کا رنگ اختیار کیا ہے۔ دوسرے شعر میں مشکلیں پڑنے بھی نہیں پائیں آسان ہو گئیں اور یہ سعادت و برکت ہے علیؑ کے اسم عالی کی، یہ شعر بھی اسی خوش ایمانی اور خوش عقیدگی کا مظہر ہے ؎

گھر سے جب نام علیؑ لے کے خوش ایمان نکلے
کام مشکل سے جو مشکل تھے وہ آسان نکلے

ثابت مرحوم نے ذیل کی رباعی میں نام علیؑ کی خیر و برکت بڑے شاعرانہ انداز سے بیان کی ہے۔ یہ نکتہ یقینی ہر مصرع سے ظاہر ہے۔ آپ بھی اس سے لطف اندوز ہوں ؎

کیوں فکر مصائب سے گھلا جاتا ہے
منھ آب ندامت سے دُھلا جاتا ہے
گیا عقدۂ دل ہے باب خیبر سے بھی سخت
لے نام علیؑ ابھی کھُلا جاتا ہے

نام علیؑ کی اسی دست گیری اور مشکل کشائی کی وجہ سے زندگی میں ان کی خواہش رہی کہ جان نکلے تو نام علیؑ کے ساتھ۔ تاکہ نزع کی تمام مشکلیں آسان ہو جائیں ؎

اے جذب عشق! نزع میں روح رواں کے ساتھ
نکلے زباں سے نام جناب امیرؑ کا

یوں خاتمہ بخیر ہو ثابت کا، سب کہیں
ہونٹوں سے جان نکلی ہے نام علیؑ کے ساتھ

ثابت کا خاتمہ ہو بخیر اے خدائے پاک
ہو یا علیؑ زباں سے دم واپسیں بلند

خدائے پاک نے ان کی دعا قبول کی اور ان کی جان نام علیؑ کے ساتھ ہی نکلی ؎

غم نزع میں بدل گیا دل کی خوشی کے ساتھ
نکلی جو روح نام علیؑ و ولی کے ساتھ

اس شعر میں کتنا بھروسہ، کتنا اعتماد اور کتنا یقین پنہاں ہے ؎

کریں تو قابض ارواح نزع میں سختی۔

وہ آگئے وہ مجھے بوتراب دیکھتے ہیں۔

لحد کے دو منظر ملاحظہ کیجیے ؎

تمام عمر رہی جس کی آرزو دل میں
لحد میں ہم وہ رخ بوتراب دیکھتے ہیں

اور اس دیکھنے میں کتنی محویت ہے کہ منکر و نکیر سے گفتگو بھی گوارا نہیں اتنی مہلت ہی نہیں کہ ان سے بات چیت کر سکیں ؎

رُخ علیؑ پہ نظر اے نکیر و منکر ہے
ابھی نہ بات کرو، ہم کتاب دیکھتے ہیں

پُل صراط سے جب گزر ہوا تو وہاں بھی نام علیؑ کی برکت ساتھ رہی اور یہ بجلی کی طرح پار ہو گئے ؎

پُل صراط پہ مانند برق ہم ثابت
زباں سے نام شہ ذوالفقار لے کے چلے

نام علیؑ کی ان خوش عقیدگیوں سے صاف ظاہر ہے کہ حب حیدرؑ سے ان کا سینہ بھرا ہوا تھا اور وہ اس اسم عالی کے مکمل پرستار تھے۔ حب حیدرؑ کے متعلق ان کا یہ شعر ان کے عقیدہ و خیال کا مکمل ترجمان ہے ؎

وہ کعبہ ہے دل جس میں سمائے علیؑ ہو
اگر حب حیدرؑ نہیں تو کھنڈر ہے

ہوا ہے منزلِ کعبہ میں میر کارواں پیدا

نواب مرتضیٰ حسین خاں صاحب ضو لکھنوی

نہ نظروں میں ہوئی جب صورت آرام جاں پیدا
شب فرقت ہوا سینہ میں پھر درد نہاں پیدا

ہوائے آہ سے مالک ہوں پستی و بلندی کا
اڑا کر خاک کر دوں گا زمین و آسماں پیدا

اجازت دو تو میں قلب و جگر سے پوچھ لوں اتنا
لگی ہے آگ کس گھر میں ہوا ہو کیوں دھواں پیدا

چھپاؤں لاکھ دل کی بات لیکن چشم و ابرو سے
نتیجہ کر ہی لیتی ہے نگاہ نکتہ داں پیدا

وہ یہ سمجھے مرے تیر نظر نے جان ہی لے لی
میں یہ سمجھا ہوا زخم جگر کا راز داں پیدا

یہ چاہا تھا کہوں گا ان سے اپنے دل کی بیتابی
مرے طول امل سے ہو گئی اک داستاں پیدا

خدا کے فضل سے تیرہ رجب کی رات آئی ہو
چراغوں نے کیا ہے اس کے حسن کہکشاں پیدا

پڑھو وہ مطلع ثانی کہ محفل دنگ ہو جائے
قلم کی قوتیں ہو جائیں وقت امتحاں پیدا

ہوا احمدؐ کا بھائی اور خدا کا راز داں پیدا
علیؑ کی طرح کعبہ میں ہوا کوئی کہاں پیدا

خدا کے ہیں نبیؐ احمدؐ تو یہ بھی نفس احمدؐ ہیں
ہوئے ہیں ان کے باعث سے زمین و آسماں پیدا

زباں سے ایک لفظ ان کی فضیلت میں اگر کہیے
تو ہو ہر حرف سے گویا شرف کی داستاں پیدا

ولادت ان کی دیتی ہو خبر گیارہ ضیاؤں کی
ہوا ہے منزل کعبہ میں میر کارواں پیدا

جہاں میں آتے ہی پڑھنے لگے آیات قرآنی
کہیں اس سن میں گویائی بھی کرتی ہو زباں پیدا

شب معراج پردہ سے نہ جانے کس نے باتیں کیں
تکلم میں علیؑ کا تھا مگر طرز بیاں پیدا

کہاں تک طول دو گے مدحت حیدرؑ میں تم اے ضوؔ
کہاں تک اب کرو گے تازہ عنوان بیاں پیدا

قصیدہ در مدح حضرت علی علیہ السلام

(جناب وشوناتھ پرشاد صاحب ماتھر لکھنوی)

ہم محبت میں تصور ہی کو جلوہ سمجھے
قطرۂ اشک میں سمٹا ہوا دریا سمجھے

اہلِ دل دردِ محبت کا مداوا سمجھے
نبض ڈوبی ہوئی اُبھری تو مسیحا سمجھے

کوئی مخصوص جگہ عشق میں ہوتی ہی نہیں
کثرتِ سجدہ جہاں دیکھ لی کعبہ سمجھے

ایسے بھی لوگ تھے ماحولِ حقیقت کے قریب
جو شبِ غم کے اندھیرے کو اُجالا سمجھے

کم نظر آتے ہیں دُنیا میں نگاہوں والے
حُسن کی برق جو چمکی تو تماشا سمجھے

امتیازاتِ حقیقت سے جو محروم رہیں
کیا نظر اُن کی جمالِ یدِ بیضا سمجھے

پہلے تو خطرۂ فردا کا اثر تک نہ ہوا
جب قدم بہکے تو اُلجھا ہوا جادہ سمجھے

ہاں مگر ایسے بھی تھے عشقِ حقیقی والے
جو حقیقت کو حقیقت ہی کا جلوہ سمجھے

پلٹا سورج تو نظر قدرتِ خالق آئی
مُردے اُٹھ بیٹھے تو اندازِ مسیحا سمجھے

جب کیا جلوۂ توحید نے کعبہ کا حصار
زندگی بھر کی عبادت کا تقاضا سمجھے

بیخودی بڑھتی گئی حسرتِ دیدار کے ساتھ
ہوش جب آیا تو پھر حضرتِ موسیٰ سمجھے

جب تجلی سی بڑھی مصر کے بازاروں میں
چشمِ ظاہر سے اُسے حُسن کا سودا سمجھے

انقلابات سے ٹکراتی رہی کشتیٔ نوح
موج جب اُبھری تو طوفان کا دھلا سمجھے

جگمگانے لگا تعمیرِ خلیلی کا چراغ
بن گیا کعبہ تو آدم کی تمنا سمجھے

مقصدِ کعبہ مگر صرف عبادت ہی نہ تھی
کیوں بنایا گیا اللہ اہلِ نظر کیا سمجھے

سجدے کرتے رہے یہ بھی تھا تقاضائے بشر
تیرھویں آئی تو خالق کی تمنا سمجھے

جنبشیں ہونے لگیں طاقوں سے بُت گرنے لگے
کعبہ جب نکھرا تو توحید کا جلوہ سمجھے

کیوں چھپے دل کی تجلی میں محبت ماتھر
بات ایسی کہو جس کو کہ زمانا سمجھے

نور کے لب جو کھُلے آیتِ کبریٰ سمجھے
جب علیؑ آئے تو قرآں کا منشا سمجھے

بارشِ نور ہوئی جلوۂ خالق چمکا
آج سے اہلِ ولا کعبے کو کعبہ سمجھے

جب کیا دستِ محمدؐ نے امامت کا حصار
تھے علیؑ چاند تو ہم چاند کا ہالا سمجھے

مسکرانے لگی انوار میں ساقی کی نظر
دل جو لبریز ہوا جامِ تمنا سمجھے

پڑھ دو اب مطلعِ ثانی کہ ہے محفل مخمور
قطرۂ اشک کو دُنیا نہ ستارا سمجھے

مظہرِ حق ہیں علیؑ دیکھ کے دُنیا سمجھے
ہے تمنائے محمدؐ کہ زمانا سمجھے

فاطمہؑ بنتِ اسد آئیں جو کعبہ کے قریں
مُسکراتی ہوئی دیوار کا منشا سمجھے

روئے حیدرؑ میں تجلی ہے کہ خالق کا جمال
پوچھ لے کوئی نصیری سے کہ تم کیا سمجھے

لوگ کہتے ہیں کہ تھا عہدِ علیؑ اور کوئی
ہم تو آغوشِ محمدؐ ہی کو جھولا سمجھے

چمکے انوارِ علیؑ چہرۂ انور کے قریب
کھل گئی رحل تو قرآن کا پارہ سمجھے

نور چھنتا ہی رہا کعبے کی دیواروں سے
چاندنی پھیلی تو ایمان کا جلوا سمجھے

ہے بہاروں سے عیاں عیدِ ولادت ماتھر
مسکرائی جو کلی دل کی تمنا سمجھے

آئینہ تو بن گیا قدرت تماشائی ہوئی

(جناب مضطر تاج پوری)

دل کی بیتابی بڑھی اور وجہ رسوائی ہوئی
وائے رے اپنی طبیعت جوش پر آئی ہوئی

پوچھتے کیا ہو مری دیوانگی کا حال اب
ہیں تماشا اور یہ دُنیا تماشائی ہوئی

تابِ نظارہ کوئی لاتا یہ کس کی تھی مجال
اُن کا جلوہ تھا کہ تھی اک برق لہرائی ہوئی

جوش پر جشنِ بہاراں موسمِ گُل رنگ پر
پھرتی ہے بادِ صبا ہر سمت اترائی ہوئی

یاد اُس رشکِ قمر کی اس طرح سے دل میں ہے
جیسے خلوت میں عروسِ نو ہو شرمائی ہوئی

تشنہ کامی سے ہوا ہے حال کچھ ایسا تباہ
پڑ گئے چھالے زباں شکوہ پہ ہے آئی ہوئی

ساقیا اب تو کرم ہو جائے بہرِ کردگار
نیتیں ترسی ہوئی آنکھیں ہیں للچائی ہوئی

مرہمِ دل بن گئی خود اضطرابی کیفیت
بیقراری ہی انیسِ دردِ تنہائی ہوئی

وسعتِ دامانِ دل تھی نامراد و تشنہ کام
یاد اُن کی دل میں آئی بھی تو شرمائی ہوئی

جامِ اُلفت اپنے مستوں کو پلا دے ساقیا
میکشی کا وقت ہے کالی گھٹا چھائی ہوئی

تو سکونِ قلبِ مومن نازشِ خلاقِ کُل
آئینہ تو بن گیا قدرت تماشائی ہوئی

جلوۂ رُخ تو دکھا دے ختم ہو یہ انتظار
تیرے دیوانے کی آنکھیں اب ہیں پتھرائی ہوئی

ہنس پڑی دیوارِ کعبہ دیکھ کر اپنا عروج
مقصدِ تعمیرِ کعبہ سے جو زیبائی ہوئی

یہ بزرگی تو علیؑ کی ذات تک محدود تھی
راہ دے دے دیوارِ کعبہ ایسی شیدائی ہوئی

اے نصیری مل گیا تجھ کو بھی اپنا مدعا
اور ہماری بھی دعائیں رنگ ہیں لائی ہوئی

احمدؐ و حیدرؑ گلے ملنے لگے تو بُت گرے
خانۂ کعبہ میں دو جلوؤں کی یکجائی ہوئی

وصف اس کا ہو بیاں انسان سے ممکن نہیں
جس کے احمدؐ مدح خواں قدرت تولائی ہوئی

مدحتِ مشکل کشا میں کھُل گیا کعبے کا منہ
اوج پر مضطر کی بھی تقدیر ہے آئی ہوئی

تجلیاتِ ایمانی

(از شری جگدیش پرشاد صاحب گپتا انجام (نفتلی)، بلند شہری)

جمالِ دوست

حقیقتوں پہ تجلّی بھری نظر ہو جائے
جمالِ دوست کی کونین کو خبر ہو جائے
ہے انتظار جبینِ وفا میں سجدوں کو
علیؑ جب آئیں تو کعبہ خدا کا گھر ہو جائے

نامِ علیؑ

ولادت ایسی تو ہو کعبے میں امامؑ آئے
ہے ذکر اپنوں کا کیا دشمنوں کے کام آئے
اب اس سے بڑھ کے عبادت ہو اور کیا انجامؔ
یہ کم نہیں کہ زباں پر علیؑ کا نام آئے

حدودِ یقیں

دلوں سے ابتدا سمجھے نظر سے انتہا سمجھے
گئے جب حق کے کعبے تک تو اپنا رہنما سمجھے
یقیں کی حد میں آکر شک کی باتیں ہو نہیں سکتیں
وہی سمجھے خدا کو جو علیؑ کا مرتبہ سمجھے

کلام اللہ کی باتیں

سہارا بنتی ہیں ٹوٹے دلوں کا شاہ کی باتیں
ملا دیتی ہیں منزل کو حدوں سے راہ کی باتیں
علیؑ سے آج کعبے میں خدا کی آیتیں سُن لے
نہ دنیا نے سُنی ہوں گی کلام اللہ کی باتیں

ترکیب بند

(مرزا غالب مرحوم)

عطا کردہ جناب مرزا جعفر حسین صاحب، ایڈوکیٹ لکھنؤ

صبح سرستانہ پیرِ خانقہ را در زدم
او سخن سر کرد از حق من دم از حیدر زدم
شیخ حیراں ماند در کار من و غافل کہ من
بوسہ ہا از ذوق پائے خواجہ بر منبر زدم
کردیادش در صفت او باش دو شم شرمسار
خشت از خم کندہ را بر شیشۂ و ساغر زدم
بزم شوقش را نو آئین شمع و خوش پروانہ ایست
بسکہ بیتابانہ خود را بر دم خنجر زدم
یافتم خاکے ز راہش اشک شادی ریختم
خواست از من بادشاہش خندہ بر افسر زدم
عذرا از حق خواستم تا خواجہ را گفتم ثنا
رشتہ از جاں تافتم تا صفحہ را مسطر زدم
محضرے آورد قاصد از علی اللّٰہیان
پیش از آں کز خویش بر سم مہر بر محضر زدم
ذوق پابوسش جگر را تشنہ تر دارد بوصل
در بہشت از گرمیِ دل غوطہ در کوثر زدم
برنتابم آرزوے چارہ در دل خستگی
تکیہ کردم بر علی تا تکیہ بر بستر زدم

ناتوانی را کہ لطفش طرح نیرو افگند
فربہی حرز فسوں سازاں زبازو افگند

در عدم پندار پیدائی سلیماں زاستے
آہ ازیں عالم گرش در چشم موری جاستے
ہستی ایزد را و عالم سیمیاے ایزدیست
لاجرم ہر ذرہ را آں فرہ در سیماستے
ہر نوا نامِ دگر دارد ز فرق زیر و بم
ورنہ خود یک زخمہ و یک تار و یک آواستے
در تماشاگاہ جمع الجمع بر وفق نمود
قطرہ ہا سرچشمۂ و سرچشمہ ہا دریاستے
گر صمد گویند در حق کثرت اندر ذات نیست
ما علی گفتیم و آنہم اسمے از اسماستے
جنبش ہر شئے بہ آئینیست کاں شئی در وجود
ہم بداں سازست گر نہاں و گر پیداستے
نطق من گر صورتِ شاہد گرفتی فی المثل
جائے گرد از رہگذارش بوئے گل برخاستے
دینِ حق دارم معاذ اللہ نصیری نیستم
گر ندانند عیب جو بارے خدا دانا ستے

باعلی دیرست عہد حق پرستی بستہ ام
واں بروزے بود کش روز ازل فردا ستے

صرف حق از خواجہ یادم بود تا گفتم بلے
ذوق ایماں در نہادم بود تا گفتم بلے

مرد نبود کز ستم بر خاطرش بارے رسد
ہم زخود رنجم گرم از دشمن آزارے رسد

در رہ یارم ز رشک پاسے رہ پیمائے خود
خوں فتد در دل ز زخمے کز سر خارے رسد

یخ فروشم در تموز و کلبہ دور از چار سوست
میرود سرمایہ از کف تا خریدارے رسد

راحت ما راز بیرنگی برات آوردہ اند
بت پرستاں را سلام از نقش دیوارے رسد

دانش آں باشد کہ چشم دل بحق بینا شود
نی گمانِ باطلے کز وہم و پندارے رسد

طور و نخل طور نبود گرچہ در خرگاہ خویش
ہر کس افروزد چراغے چوں شب تارے رسد

از دم باد سحر گاہی دل آساید وے
جاں فزا تر باشد آں کز یاسمن زارے رسد

خوش بود دریوزۂ فیض الٰہی از علیؑ
گرچہ از ہر در نصیب ہر طلبگارے رسد

کہنہ دائم گرد ہندم طیلسان مشتری
تازہ گردم از ردائے خواجہ گرتارے رسد

عاشقم لیکن ندانی کز خرد بیگانہ ام
ہوشیارم با خدا و باعلی دیوانہ ام

غالبا حسن عقیدت بر نتابم بیش ازیں
ہم زخود بر خویش منت بر نتابم بیش ازیں

نیست زاسمائے الٰہی بر زبانم جز علی
بیخودم پابس محبت بر نتابم بیش ازیں

بستہ ام در دل ہوائے ساقی کوثر بخلد
طعنہ از حوران جنت بر نتابم بیش ازیں

خاصہ از بہر نثار پادشہ خواہم ہمے
آبروئے دین و دولت بر نتابم بیش ازیں

در نجف وقت نماز آرم بسوئے کعبہ روئے
قید قانونِ شریعت بر نتابم بیش ازیں

بادہ در خلوت بعشق ساقی کوثر خورم
نازش ناموس نسبت بر نتابم بیش ازیں

عاشق شاہم نہ کافر عشق شاہاں کفر نیست
از غلط فہماں شماتت بر نتابم بیش ازیں

چوں بخوابم رو نماید نہم بر مرگ دل
جاں گداز ہائے حسرت بر نتابم بیش ازیں

بودہ ام رنجور تا ذوق سلوکم روے داد
لاجرم رنج ریاضت بر نتابم بیش ازیں

از فنا فی الشیخ مشہودم فنا فی اللہ باد
محو گشتم در علی دیگر سخن کوتاہ باد

۷۸۶
سرفراز
لکھنؤ
ہفتہ وار
جلد (۴۲) ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۶۴ء نمبر ۴۴،۴۵

انتہائی مضحکہ خیز

۱۲ نومبر کو لکھنؤ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے خوردنی پیداوار کنٹرول آرڈر بابت سنہ ۱۹۶۴ء کے تحت ضلع لکھنؤ میں موٹے غلے کی قیمتیں متعین کر دی ہیں۔ اس آرڈر کے مطابق قیمتیں حسب ذیل ہیں:

تھوک بکری	مکئی	۳۶ ؍ ۴۵
	جوار	۳۶ ؍ ۴۷
	باجرا	۳۶ ؍ ۴۹
پھٹکر بکری	مکئی	۴۶ ؍ فی کیلوگرام
	جوار	۴۸ ؍ " "
	باجرا	۵۰ ؍ " "

پچھلے مہینے میں ۸ کیلو فی یونٹ کے حساب سے گیہوں دیا گیا تھا مگر ماہ رواں میں یہ مقدار گھٹا کر پھر ۶ کیلو اس اعلان کے ساتھ کر دی گئی کہ باقی دو کیلو موٹا اناج ملا کرے گا۔

اعلان کے بعد فوراً موٹا اناج سستے غلے کی دکانوں پر نہیں بھیجا گیا۔ کل ہمیں معلوم ہوا کہ راشن کی ہماری دوکان پر جوار آ گئی ہے اور دو کیلو ۴۸ پیسے فی کیلو کے حساب سے دی جا رہی ہے۔

یہ سن کر ہمیں بڑی ہنسی آئی کہ سستے غلہ کی دوکانوں پر گیہوں ۴۳ پیسے فی کیلو کے حساب سے دیا جاتا ہے اور جوار ۴۸ فی کیلو کے حساب سے۔ اب تک تو مثل یہ تھی کہ سب دھان بارہ پنسیری، لیکن اب یہ مثل بھی زیادہ سے زیادہ الٹی ہو گئی۔

اس انوکھے دور میں اب اچھے قسم کا دھان جو مہنگا بکنا چاہیے تھا سستا بک رہا ہے اور گھٹیا قسم کا دھان جس کی قیمت کم ہونا چاہیئے تھی زیادہ مہنگا فروخت ہو رہا ہے۔ اس عہد آزادی کا یہ بے تکا پن بھی قابل ملاحظہ ہے کہ گیہوں کی بہ نسبت مکئی، جوار اور باجرہ غرضکہ ہر موٹا اناج حکومت مہنگے داموں پر سپلائی کر رہی ہے۔

حکومت کو سمجھنا چاہیئے کہ آخر بیچارے عوام کیا کریں اور اپنا اور اپنے اہل و عیال کا پیٹ کیسے بھریں اب تو موٹا جھوٹا بھی میسر نہیں آ رہا ہے اور اس کی قیمتیں بھی آسمان سے باتیں کرنے لگی ہیں جن تک ہم جیسے معمولی لوگوں کی رسائی مشکل ہے۔ کتنے گھر ہیں جن میں فاقے ہو رہے ہیں اور لوگوں کی صحتیں بگڑ رہی ہیں۔

حکومت برابر اعلان پر اعلان کئے چلی جا رہی ہے کہ ہم عنقریب غذائی قلت پر قابو پانے والے ہیں مگر حالات کسی طرح سدھرنے ہی میں نہیں آتے بلکہ وہ روز بروز بگڑتے ہی جا رہے ہیں چنانچہ کیرالا وغیرہ میں غذائی بدامنی پھیل گئی ہے حکومت بلووں پر قابو پانے میں کامیاب نہیں ہو رہی ہے۔ ہوائی جہازوں اور ٹرینوں سے چاول کی کھیپیں کی کھیپیں برابر وہاں پہونچائی جا رہی ہیں لیکن حالات اتنی بگڑ چکی ہے کہ وہاں جتنا چاول پہونچتا ہے وہ اونٹ کی داڑھ کا زیرا ہو کر رہ جاتا ہے اور غذائی بلوے ہیں کہ کسی طرح ختم ہونے کا نام نہیں لیتے۔ اگر یہی لیل و نہار ہیں تو اندیشہ ہے کہ کہیں یہ غذائی بدامنی ملک کے دوسرے علاقوں میں بھی نہ پھیل جائے۔

حکومت نے غلہ بیوپاریوں کے مقابلہ میں جو نرمی و رعایت اختیار کر رکھی ہے اس نے انہیں اور جسور بنا رکھا ہے اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ یہ طبقہ حکومت کے احکام، ہدایات حتیٰ کہ آرڈیننس تک کو بھی خیال خطرہ میں نہیں لاتا۔ حکومت جس ضرورت کی چیز پر کنٹرول کرتی ہے اس چیز کو یہ تاجر بازار سے غائب کر دیتے ہیں۔ ابھی مرکزی حکومت نے دھان، چاول، باجرہ

اور مکئی کی قیمتوں کا تعین کیا تھا مگر جیسے ہی یہ ہوا بازار سے چاول غائب ہوگیا اور موٹا اناج بھی بہت مشکل سے ملنے لگا۔ حکومت اور غلہ بیوپاریوں کے درمیان اس وقت چھلی چھلیا (Hide and seek) کا کھیل کھیلا جارہا ہے۔ حکومت ان پر جو قانونی روک لگاتی ہے بیوپاری اپنے مکروکید اور عیاری سے کام لیکر اس کی گرفت سے نکل بھاگتے ہیں اور اس طرح حکومت کے ہر آرڈر کو ناکام غیر موثر بنادیتے ہیں۔ صورت حال اس وقت تک نہیں سدھر سکتی جب تک کہ حکومت اپنے احکام کی تعمیل پوری سختی سے کام لے کر بیوپاریوں سے نہیں کراتی۔ اس کے ہاتھ میں قانون سازی کی قوت ہے، وہ احکام کے اجراء کی صلاحیت رکھتی ہے، اس کے پاس پولیس، عدالتیں اور جیلیں ہیں مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ نافرمان غلہ بیوپاریوں کے خلاف سخت اور موثر کارروائی کیوں نہیں کی جاتی۔ جب تک انھیں قرار واقعی سزائیں نہیں ملیں گی ان کے دماغ درست نہیں ہوں گے اور ان کی نفع خوری اور عوام آزاری کی عادت نہیں جائے گی۔

آج کل حالات حد درجہ مضحکہ خیز ہو رہے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا کہ ہماری غذا کی ذمہ دار ہماری ضرورت و احتیاج کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

سرفراز رجب نمبر کے لئے گراں قدر عطیات

ہم قلبی مسرت و شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ یہ اعلان کررہے ہیں کہ ہماری قوم کی دو مذہبی و قومی شخصیتوں — عالیجناب سیٹھ ایم اے خلیلی اور عالیجناب سیٹھ عبداللہ گانجی صاحبان — نے جو کلکتہ کے کامیاب اور مقتدر تاجر ہیں سرفراز رجب نمبر کی اعانت کے سلسلے میں مبلغ سو سو روپیہ کے گراں قدر عطیات مرحمت فرمائے ہیں۔

جناب خلیلی صاحب بالقابہ دوہرے شکریہ کے مستحق ہیں کہ ممدوح نے ہماری استدعا پر نہ صرف خود عطیہ ارسال کیا بلکہ عالیجناب عبداللہ گانجی مدظلہ کو بھی سرفراز کی امداد کے لئے متوجہ فرمایا اور فوراً اس تحریک کا اثر ہوا اور سیٹھ عبداللہ گانجی صاحب کی رقم عطیہ بھی فوراً بذریعہ منی آرڈر وصول ہوگئی۔

ہم اخبار کے ان کالموں کے ذریعہ ان دونوں مخیر معطیوں کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے جنھوں نے مالی امداد سے سرفراز فرما کر رجب نمبر کے اخراجات میں ہمیں زبردست سہارا پہونچایا ہے۔ خدا ان دونوں حضرات کی دینی و دنیاوی مرادیں بر لائے، ان کی تجارت میں برکت دے۔ انھیں طول عمر عطا فرمائے اور وہ دنیا میں کامیاب زندگی بسر کرنے کے مواقع پاتے رہیں۔

امامباڑہ غفرانمآب کی تولیت

لکھنؤ ۱۳ نومبر۔ غفرانمآب کے امامباڑہ کی تولیت کے سلسلے میں ایک دعویٰ سول جج لکھنؤ کی عدالت میں مولانا قائم مہدی صاحب مجتہد نے شیعہ سنٹرل وقف بورڈ یوپی لکھنؤ۔ سید دلدار علی عرف منے آغا صاحب دراز اجتہادی اور مولانا سید کلب عابد صاحب مجتہد لکھنؤ کے خلاف دائر کیا ہو جس میں مدعی نے کہا ہے کہ شیعہ وقف بورڈ نے وقف خاص کو وقف عام بنادیا اور ایک غیر مستحق کو متولی بنادیا حالانکہ یہ منشائے وقف کے بالکل خلاف ہے۔ مدعی نے اپنے دعوے میں کہا ہے کہ یہ صرف مدعی کا حق ہے اور وقف بورڈ کو کوئی حق نہیں تھا کہ وہ منشائے واقف کے خلاف کرے۔

"صبح نو" پٹنہ کا علی عباس حسینی نمبر

عنقریب شایع ہونے والا ہے جس میں ملک کے مشہور ناولسٹ اور افسانہ نگار سید علی عباس حسینی کی چالیس سالہ ادبی خدمات کا جائزہ ہوگا اور ان پر مختلف بلند پایہ ادیبوں اور اہل قلم حضرات

امامیہ مشن کی ممبری قبول فرما کر نصرت اہلبیت علیہم السلام کا فریضہ ادا کیجئے

اس ادارے کی رکنیت ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق ہے جو رقم آپ دیں گے اس کے بدلے میں آپ کو دینی لٹریچر بھی ملے گا اور اجر اخروی بھی حاصل ہوگا۔

تفصیل چندہ ممبری

۱۔ سرپرستان ادارہ: کم از کم پانچسو روپیہ یکمشت یا ایک ہزار شلنگ ۲۔ مربیان ادارہ: کم از کم سو روپیہ یکمشت یا دوسو شلنگ

۳۔ ارکان دوامی:۔ (لائف ممبر) کم از کم پچاس روپیہ سالانہ یکمشت یا سو شلنگ

۴۔ ارکان خصوصی:۔ کم از کم پانچ روپیہ پچاس پیسے سالانہ یا دس شلنگ سالانہ یا باقساط

۵۔ ارکان عمومی:۔ کم از کم ایک روپیہ سالانہ یا دو شلنگ سالانہ

حقوق ممبران

سرپرستان و مربیان کی خدمت میں رکنیت سے قبل و بعد کے تمام رسائل بلاطلب بلا قیمت ارسال ہوتے ہیں (موجودہ اسٹاک)

ممبران دوامی کی خدمت میں بھی ممبری کے بعد شایع ہونیوالے تمام رسائل بلاطلب بلا قیمت ارسال ہوتے ہیں مگر قبل کے شایع شدہ رسائل اگر خریدنا چاہیں تو صرف نصف قیمت لی جاتی ہے۔

ممبران خصوصی کی خدمت میں بھی ممبری کے بعد شائع ہونے والے تمام رسائل بلاطلب بلا قیمت ارسال ہوتے ہیں مگر قبل کے شائع شدہ رسائل کی پوری قیمت لی جاتی ہے۔

ممبران عمومی کو ممبری کے بعد شایع ہونے والے تمام رسائل بشرط طلب صرف نصف قیمت پر دیئے جاتے ہیں اور سابقہ رسائل اگر خریدنا چاہیں تو پوری قیمت چارج کی جاتی ہے۔

نوٹ: ممبران عمومی و خصوصی کو ملحوظ رہے کہ مشن کا مالی سال یکم محرم سے شروع ہوکر ماہ ذی الحجہ میں ختم ہوتا ہے لہٰذا ہر سال آخر ذی الحجہ یا شروع ماہ محرم میں اپنا چندہ ضرور ارسال فرمادینا چاہئے، جو ممبران اثنائے سال میں ممبری قبول فرمائیں گے ان کو یکم محرم ہی سے ممبر متصور کرلیا جائے گا اور محرم ہی سے رسائل میں رعایت بھی دی جائے گی نیز ان کا سال ماہ ذی الحجہ میں ختم ہو جائے گا۔

نوٹ:۔ پوسٹل آرڈر یا چک کراس نہ ہونا چاہئے بلکہ رجسٹری کے ذریعہ حسب ذیل پتہ پر آنا چاہئے۔ پوسٹل آرڈر یا تو سادے ارسال ہوں یا ان پر سکریٹری امامیہ مشن سرفراز پوسٹ لکھنؤ تحریر ہو۔

ممبران خصوصی رسائل کی رجسٹری کے لیے زرچندہ کے ساتھ مزید آٹھ آنہ ارسال فرمائیں یعنی ۵۰/۵ کا منی آرڈر بھیجیں۔

سکریٹری امامیہ مشن (رجسٹرڈ) لکھنؤ ۳ (ہندستان)

امامیہ مشن لکھنؤ کی دو عظیم دینی خدمتیں

۱۔ تراجم قرآن پاک

حقائق و معارف قرآنی سے دیگر اقوام و ملل کو بھی روشناس بنانے کے لیے مشن نے صرف ترجمہ و حواشی کا سلسلہ ہمہ دست اُردو میں شروع کیا ہے۔ اب تک چار پاروں کے تراجم شایع ہو چکے ہیں اور پانچویں پارہ کا ترجمہ بھی زیر طباعت ہے۔ شایع شدہ پاروں کے انگریزی اور ہندی تراجم کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

اگر مخیر افراد ملت توجہ کریں اور اپنے مشن کو عطایا سے امداد پہنچائیں تو بقیہ چھبیس[۲۶] پاروں کے تراجم بھی جلد شایع ہو سکتے ہیں۔ ایک پارہ کا ترجمہ کی اشاعت دو سو روپے کے قریب صرف ہوتے ہیں۔ صاحبان حیثیت اپنے مرحومین کے ارواح کو ایصال ثواب کے لیے ایک ایک پارہ کا ترجمہ شایع کر کے ماجور رہوں۔

۲۔ تاریخ اسلام

ہمارے بزرگوں کو تو زمانہ نے اس کا موقع ہی نہ دیا کہ وہ اسلام کی تاریخ کو اس کے اصلی خد و خال میں دنیا کے سامنے پیش کر سکتے، ان کا کارنامہ یہی کیا کم ہے کہ عقائد و احکام شرعیہ کو ان کی اصلی صورت میں جو "شیعی علم کلام" اور "فقہ جعفری" کی صورت میں ہے، ہمارے لیے ذخیرہ کر گئے۔

اب اس اہم دینی ضرورت کی طرف بھی آپ کے مشن نے توجہ کی ہے اور تاریخ اسلام کا پہلا حصہ جو آنحضرت کی ہجرت تک کے حالات پر مشتمل ہے شایع کیا جا چکا ہے اور اس وقت دوسرے حصہ کی کتابت و طباعت کا سلسلہ جاری ہے کوشش کی جا رہی ہے کہ جلد ہی اس کی اشاعت ہو جائے۔ اس کا تکملہ کم از کم چودہ پندرہ جلدوں ہی میں ہو سکے گا۔

اُردو میں تکملہ کے بعد اس کے ہندی اور انگریزی تراجم بھی انشاء اللہ شایع کیے جائیں گے۔

ان دونوں اہم ترین دینی ضروریات کے تکملہ کے لیے کثیر سرمایہ کی ضرورت ہے افراد دینی سے التماس ہے کہ وہ اپنے اس مشن کو توسیع ممبری، خریداری کتب و رسائل اور عطایا کے ذریعہ امداد پہنچا کر اس قابل بنا دیں کہ وہ قوم و مذہب کی ان دونوں ضروریات کو جلد پایۂ تکمیل تک پہنچا دے تاکہ ہماری زندہ نسلیں بھی اس کارنامہ پر فخر کر سکیں۔

الداعی الی الخیر: سید ابن حسین نقوی۔ آنریری سکریٹری۔ امامیہ مشن۔ لکھنؤ ۳

حسین مظلومؑ کے خون ناحق پر پردہ ڈالنے کی کوششیں آج بھی جاری ہیں

"ملعون ریسرچ" اور "جدید تحقیقات" کے ذریعہ یہی سعی نامشکور ہو رہی ہے کہ کسی طرح کربلا کی عظیم قربانیوں پر پردے پڑ جائیں

اب یہ ہمارا فریضہ ہے کہ ہم دشمنوں کی ان کوششوں کو ناکام بنائیں

امامیہ مشن لکھنؤ اسی اہم دینی مقصد کے لیے ۱۹۳۲ء میں قائم کیا گیا تھا جو گزشتہ تینتیس[۳۳] سال سے اس فریضہ کو انجام دے رہا ہے۔ ۱۳۷۷ھ سے کربلا کی عظیم قربانیوں کی وسیع پیمانہ پر نشر و اشاعت کے لیے حسینی فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ اس فنڈ کے معطیان کو ان کی رقم عطیہ سے بعد منہائی اخراجات ڈاک دوگنی قیمت کے رسائل اردو، ہندی، یا انگریزی جس زبان میں مطلوب ہوں محرم سے قبل ہی ارسال کر دیے جاتے ہیں اور وہ خود ہی اپنے وہاں برادران وطن میں مفت تقسیم کر کے ان کو بھی واقعہ کربلا اور اس کے پس منظر سے باخبر بنا کر اسلام حقیقی سے متعارف بناتے ہیں اور عند اللہ و عند الرسول ماجور ہوتے ہیں۔

آپ بھی اس امر خیر میں حصہ لیجیے خود بھی "حسینی فنڈ" کے ممبر بن کر حسب مقدور عطیہ جلد ارسال فرمائیے۔ اور اپنے حلقۂ اثر کی ہر ہر فرد سے، جس سے جو کچھ مل سکے، خواہ وہ چند پیسے ہی کیوں نہ ہوں، وصول کر کے ارسال فرمانا شروع کر دیجیے۔ انشاء اللہ اس دینی نصرت کا اجر بے حساب معصومۂ عالم ہی آپ کو درگاہ احدیت سے دلوائیں گی۔

آئندہ محرم میں تمنا و کوشش یہ ہے کہ حسینی لٹریچر کی تقسیم کو ایک لاکھ سے بھی آگے پہنچا دیا جائے۔ مگر یہ جب ہی ممکن ہے کہ ہر ہر فرد دینی توجہ کرے اور جس سے جو کچھ ممکن ہو "حسینی فنڈ" میں ارسال فرما کر رضائے الٰہی کا شرف حاصل کرے۔

الداعی الی الخیر: سید ابن حسین نقوی آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ ۳

ممبرانِ مشن کا زرّین سلسلہ

(قسط چہارم ۱۳۸۴ھ)

محترم برادرانِ دینی! السلامُ علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بحمد اللہ ممبرانِ مشن کی یہ چوتھی قسط شایع کی جا رہی ہے۔ ہم درگاہِ احدیت میں دست بدعا ہیں کہ وہ منعم حقیقی ان تمام ناصرین اہل بیت علیہم السلام کو اس دینی نصرت کا اجر بے حساب دنیا و آخرت میں دونوں جگہ مرحمت فرمائے اور دیگر برادرانِ ایمانی کو بھی اس اہم فریضۂ دینی کی طرف توجہ کی توفیق عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

اس عرصہ میں جن ممبران و رفقائے کار نے توسیع ممبری کی طرف توجہ فرمائی ان کی تفصیل درج ذیل ہو۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔

(۱) عالیجناب محمد شفیع صاحب طاک .... کرگل ۵ ممبر
(۲) ″ مرزا لسان حیدر صاحب .... بھاگلپور ۱ ″
(۳) ″ سید ارشاد رضا صاحب .... مظفرپور ۱ ″

برادرانِ ملت! ہر سال ممبران خصوصی و عمومی کی ایک بڑی تعداد خاموشی اختیار کر لیتی ہو اور اگر اس کمی کو جدید ممبران سے پورا نہ کیا جائے تو مشن کے خدمات کی موجودہ رفتار کو بھی باقی نہیں رکھا جا سکتا۔ امسال تقریباً سات سو ممبران کا چندہ تا ایں دم وصول نہیں ہو سکا ہے اور مشن مالی مشکلات میں مبتلا ہے۔ توسیع ممبری کی رفتار کا اندازہ اس سے فرمایئے کہ چھ ماہ کے عرصہ میں صرف ایک سو انتیس ۱۲۹ جدید ممبر مل سکے ہیں۔ یہ صورتِ حال پریشان کن ہو۔

تمام ہمدردانِ ملت سے استدعا ہے کہ وہ اپنے اس واحد دینی مشن کی ممبری قبول فرمائیں، جو افراد صہ ارسال فرما کر ممبر خصوصی نہیں بن سکتے وہ صرف ایک روپیہ مرحمت فرما کر ممبر عمومی ہی بن جائیں اور اس طرح اپنے اس مشن کو تقویت پہونچا کر عند اللہ و عند الرسولؐ ماجور ہوں۔

تاریخ اسلام کا دوسرا حصہ زیر کتابت و طباعت ہے جس کے واسطے کاغذ خریدنا ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس کی جلد اشاعت ہو جائے تو آج ہی مشن کی ممبری قبول فرما کر ماجور ہو جیئے۔ فارم ممبری وغیرہ ایک کارڈ ارسال فرما کر طلب فرمایئے اور معصومین علیہم السلام کی دعاؤں کا شرف حاصل کیجئے۔

الداعی الی الخیر:-

سید ابن حسین نقوی عفی عنہ، آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۳

کیفیت	رقم موصولہ	نوعیت ممبری	مقام	اسمائے گرامی معطیان	نمبر شمار
	صہ	ممبر خصوصی	سیتاپور	عالیجناب سید محمد حسن صاحب جعفری	۱۱۳
	صہ	″	لکھنؤ	″ سید سلطان عباس صاحب صفوی	۱۱۵
	صہ	″	گورکھپور	″ سید غلام سبطین صاحب بی، اے، سی، ٹی	۱۱۶
	صہ	″	″	″ سید مجاہد حسین صاحب رضوی بی، اے	۱۱۷
	صہ	″	″	″ سید لیاقت حسین صاحب	۱۱۸
	صہ	″	بھاگلپور	″ سید منظور قلی صاحب	۱۱۹
	صہ	″	کرگل۔ کشمیر	″ صادق علی صاحب مقدادی	۱۲۰
	صہ	″	″	″ منشی عبد الرحمٰن صاحب زدمی	۱۲۱
	صہ	″	سکوٹ ″	″ محمد حسن صاحب	۱۲۲
	صہ	″	کرگل ″	″ نرگس خاتون صاحبہ۔ مسٹرس	۱۲۳
	صہ	″	″ ″	″ غلام نبی صاحب ٹیچر	۱۲۴
	صہ	″	بمبئی	″ ابرار حسین صاحب	۱۲۵
	صہ	″	دہلی	″ سید وجاہت حسین صاحب عابدی، امروہوی	۱۲۶
	صہ	″	میسور	″ میر نذیر علی صاحب تبریزی (چندراپٹن)	۱۲۷
	صہ	″	پٹنہ	″ پروفیسر ایس، اے، ایف، حیدر صاحب ایم، اے	۱۲۸
	صہ	ممبر عمومی	کرنول	″ ڈاکٹر میر علی صاحب (ادونی)	۱۲۹

جدید قابل مطالعہ کتابیں

زیارت گاہیں تمام مشاہد کے مفصل حالات مع فوٹو۔ قیمت:- دو روپیہ
(زیارات معصومین علیہم السلام)

محسوسات شارب ← جناب شارب لکھنوی کے جدید قصائد۔ قیمت:- پچاس پیسے

جدید بیاضیں

شہر انقلاب —— جناب نہال رضوی لکھنوی کے جدید نوحے۔ قیمت:- پچاس پیسے

افکار مضطر —— جناب مضطر تاجپوری کے نئے نوحے۔ قیمت:- پچاس پیسے

ایک ساتھ یہ کتابیں طلب فرمایئے تاکہ صرفہ ڈاک میں کفایت ہو

ملنے کا پتہ:- سید ابن حسین نقوی مالک "کتب خانہ" اکبری دروازہ چوک لکھنؤ نمبر ۳

حسینی فنڈ سنہ ۱۳۸۵ھ

(قسط چہارم)

محترم برادران دینی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"حسینی فنڈ" سنہ ۱۳۸۵ھ کی بحمد اللہ یہ چوتھی قسط پیش کی جا رہی ہے۔ ہم درگاہ احدیت میں دست بدعا ہیں کہ وہ منعم حقیقی بحق آل طٰہٰ ویٰسین علیہم السلام و جمیع شہدائے کربلا (ارواحنا لہم الفداء) ان تمام عاشقان حسینؑ مظلوم کو اس دینی نصرت اور عملی اعانت کا اجر بے حساب دنیا و آخرت میں دونوں جگہ مرحمت فرمائے اور دیگر افراد ملت کو بھی اس اہم دینی فریضہ کی طرف توجہ کی توفیق عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

اس عرصہ میں جن ممبران و رفقائے کار نے عطایا وصول کرکے ارسال فرمائے ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔

(۱)	عالیجناب رفقائے کار، حیدرآباد	حیدرآباد دکن	ما لعہ/
(۲)	" غلام حسن صاحب وانی (دلنہ)	کشمیر	عـہ/
(۳)	" ماسٹر سید محمد راحم صاحب (سرائے اسمٰعیل)	بارہ بنکی	ع/ ۲۸ء
(۴)	" سید نادر عباس صاحب	لکھنؤ	عہ/
(۵)	" ماسٹر سید شمیم حیدر صاحب جعفری سلمہ	سیتاپور	عہ/

برادران ایمانی! آئندہ محرم کے لیے حسینی لٹریچر کی تیاری کا کام تیزی کے ساتھ جاری ہے۔ رسائل کتابت ہو کر پلیٹوں پر جم چکے ہیں، اور اب صرف کاغذ کی خریداری باقی ہے جس کے لیے کم از کم دو ہزار روپے کی فوری ضرورت ہے تاکہ چھپائی کا کام شروع ہو سکے۔ تمام عاشقان حسینؑ مظلوم سے استدعا ہے کہ وہ حسب معمول اپنے گرانقدر عطایا کی روانگی کی رفتار کو تیز کر دیں، نیز اپنے حلقہ اثر کی ہر ہر فرد سے جس سے جو کچھ مل سکے خواہ وہ چند پیسے ہی کیوں نہ ہوں وصول کرکے اپنے مشن کو مرحمت فرماتے رہیں تاکہ کام میں کوئی رکاوٹ نہ پڑنے پائے اور ہم کاغذ جلد سے جلد خرید سکیں — تمام ممبران مشن سے خصوصیت کے ساتھ التجا ہے کہ وہ خود بھی جو کچھ ممکن ہو جلد ارسال فرما دیں اور اپنے حلقہ اثر کی ہر ہر فرد کو توجہ دلا کر ان سے جو کچھ مل سکے وصول کرکے ارسال فرمانا شروع کر دیں۔ الداعی الی الخیر:- سید ابن حسین نقوی عفی عنہ آنریری جنرل سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ ۳

نمبر شمار	اسمائے گرامی معطیان	مقام	رقم عطیہ	کیفیت
۱۸۰	عالیجناب شیخ احمد حسن صاحب جنرل سکریٹری انجمن حنفیہ (مالیرکوٹلہ)	سنگرور	عـــہ/	
۱۸۱	مسرز اربینہ ہوٹل	حیدرآباد	عـہ/	
۱۸۲	" مولوی ناصر حسین صاحب بی۔ اے (بتقریب عروسی دختر کنیز زہرا سلمہا)	"	عـہ/	
۱۸۳	مسرز اے۔ ڈی سٹریز کیفے	"	عـہ/	
۱۸۴	" گیہاک رسٹورنٹ	"	صہ/	
۱۸۵	عالیجناب بیگم صاحبہ سید ارتفاع حسین صاحب مرحوم (بنا بر ایصال ثواب بروح شوہر مرحوم)	لکھنؤ	صہ/	
۱۸۶	" سید محمد علی صاحب (ببیا)	گونڈہ	صہ/	ممبر خصوصی
۱۸۷	" سید فضل حسن صاحب جعفری	مظفرپور	للعہ/	
۱۸۸	" رائل بیکری	حیدرآباد	للعہ/	
۱۸۹	" محترمہ وزیر بیگم صاحبہ	"	للعہ/	
۱۹۰	" شمس ہوٹل	"	ے/	
۱۹۱	" مسٹر غلام محمد مرتضیٰ مکینیک	"	ے/	
۱۹۲	" راکسی کیفے	"	ع/	
۱۹۳	" اولمپیا کیفے	"	ع/	
۱۹۴	" بمبئی بیکری	"	ع/	
۱۹۵	" امبیسی کیفے	"	ع/	
۱۹۶	" نیو امبیسی کیفے	"	ع/	
۱۹۷	" پنج شیل ہوٹل	"	ع/	
۱۹۸	" زمزم کیفے	"	ع/	
۱۹۹	" میجسٹک کیفے	"	ع/	
۲۰۰	" کراؤن کیفے	"	ع/	
۲۰۱	" مڈو کیفے	"	ع/	
۲۰۲	" شگوفہ کیفے	"	ع/	
۲۰۳	" پرکاش کیفے	"	ع/	
۲۰۴	" سنٹرل بیکری	"	ع/	

نمبر شمار	اسمائے گرامی معطیان	مقام	رقم عطیہ	کیفیت
۲۰۵	مسرس کیفے سعدی	حیدرآباد	ع/	
۲۰۶	" آسام ٹی ڈپو	"	ع/	
۲۰۷	" اسٹیڈیم ریسٹورنٹ	"	ع/	
۲۰۸	" کیفے سٹی	"	ع/	
۲۰۹	" سینا ہوٹل	"	ع/	
۲۱۰	" اشوک کیفے	"	ع/	
۲۱۱	" نیشنل کیفے	"	ع/	
۲۱۲	" دشتی کیفے	"	ع/	
۲۱۳	" نیو گرانڈ ریسٹورنٹ	"	ع/	
۲۱۴	" سیول ہیون کیفے	"	ع/	
۲۱۵	" حفیظ ریسٹورنٹ	"	ع/	
۲۱۶	" البیلا کیفے	"	ع/	
۲۱۷	" نیو لائٹ آف انڈیا کیفے	"	ع/	
۲۱۸	" لطیف گرانہ	"	ع/	
۲۱۹	" لیبرٹی کیفے	"	ع/	
۲۲۰	" اومیگا کیفے	"	ع/	
۲۲۱	" منٹ کیفے	"	ع/	
۲۲۲	" نیو لکی کیفے	"	ع/	
۲۲۳	" اسٹینڈرڈ کیفے	"	ع/	
۲۲۴	" پیراڈائز کیفے	"	ع/	
۲۲۵	" الفا ہوٹل	"	ع/	
۲۲۶	" گرمین ہوٹل	"	ع/	
۲۲۷	عالیجناب مولوی سید علی محمد صاحب بی۔اے	"	ع/	سرپرست مشن
۲۲۸	" سید نعمت اللہ صاحب موسوی	"	ع/	مربی مشن
۲۲۹	" جعفر علی صاحب (دلنہ)	کشمیر	ع/	
۲۳۰	" قاضی عبدالرؤف صاحب رہبرہ (دلنہ)	"	ع/	
۲۳۱	" خواجہ محمد جعفر صاحب بٹ "	"	ع/	

نمبر شمار	اسمائے گرامی معطیان	مقام	رقم عطیہ	کیفیت
۲۳۲	عالیجناب سید کاظم حسین صاحب لکچرر	دربھنگہ (قسط دوم)	ع/	
۲۳۳	" سید ارشد رضا صاحب رضوی (بھیکن پور)	مظفرپور	ع/	
۲۳۴	" ذوالفقار حسین صاحب	نگرانہ	۵۰ عہ/	
۲۳۵	" سید سردار فاطمہ سلمہا	کانپور	۱۲۸ عہ/	
۲۳۶	" ماسٹر سید محمد راحم صاحب سلمہ (سرائے اسمٰعیل)	بارہ بنکی	عہ/	
۲۳۷	" بیگم صاحبہ سید غمخوار حیدر صاحب	لکھنؤ	عہ/	
۲۳۸	مسرس اردو کیفے	حیدرآباد	عہ/	
۲۳۹	" گلزار کیفے	"	عہ/	
۲۴۰	" اسٹار آف ایران کیفے	"	عہ/	
۲۴۱	" فری انڈیا کیفے	"	عہ/	
۲۴۲	" حیدرآباد کیفے	"	عہ/	
۲۴۳	" کیفے درخشاں	"	عہ/	
۲۴۴	" مون لائٹ کیفے	"	عہ/	
۲۴۵	" ایورسٹ کیفے	"	عہ/	
۲۴۶	" کیفے پارک	"	عہ/	
۲۴۷	" حسینی بیکری	"	عہ/	
۲۴۸	" موتی محل کیفے	"	عہ/	
۲۴۹	" حمایت کیفے	"	عہ/	
۲۵۰	" خیام کیفے	"	عہ/	
۲۵۱	عالیجناب سید قیصر حسین صاحب سلمہ (دوسی پور۔ بنارس)	الہ آباد	عہ/	
۲۵۲	" علی محمد میر صاحب ٹیلر ماسٹر (دلنہ)	کشمیر	عہ/	
۲۵۳	" خواجہ غلام محمد صاحب ڈار ٹیلر ماسٹر "	"	عہ/	
۲۵۴	" خواجہ علی محمد میر صاحب "	"	عہ/	
۲۵۵	" خواجہ محمد علی صاحب پٹواری "	"	عہ/	
۲۵۶	" خواجہ محمد کاظم صاحب ڈار	"	عہ/	
۲۵۷	" جوالا پرشاد صاحب روشن لکھنوی	لکھنؤ	عہ/	
۲۵۸	" سید شبیر حسین صاحب	کانپور	عہ/	

نمبر شمار	اسمائے گرامی معطیان	مقام	رقم عطیہ	کیفیت
۲۵۹	عالیجناب الحاج مولانا حکیم سید حامد علی صاحب کربلائی (فیروز آباد)	آگرہ	صہ	ممبر عمومی
۲۶۰	" مرزا جعفر حسین صاحب	لکھنؤ (قسط سیوم)	عہ	ممبر خصوصی
۲۶۱	" منشی ریاض الحسن صاحب، خوشنویس	"	عہ	
۲۶۲	" سید نیر حسین صاحب	بارہ بنکی	عہ	
۲۶۳	" سید شبیر حسین صاحب رضوی ٹیلر (دولنہ)	کشمیر	۵۰ء	
۲۶۴	" خواجہ علی میر صاحب دوکاندار "	"	۵۰ء	
۲۶۵	" والدہ محترمہ جناب فضل حسین صاحب	حیدرآباد	۲۵ء	
۲۶۶	" سید بادشاہ حسین صاحب	سیتاپور	۲۵ء	
۲۶۷	" ماسٹر سید شمیم حیدر صاحب جعفری	" (قسط دوم)	۲۲ء	
۲۶۸	" سید ہاشم رضا صاحب	"	۱۵ء	
۲۶۹	" سید بادشاہ حسین صاحب	" (قسط دوم)	۱۵ء	
۲۷۰	" سید احمد حسین صاحب	"	۱۳ء	
۲۷۱	" ماسٹر سید شمیم حیدر صاحب جعفری	" (قسط اول)	۱۰ء	

میزان : ۲۰۲ ۱۰ء
میزان سابق : ۵۱۹ ۱۳۱ء
جملہ رقم موصولہ : ۷۲۱ ۱۴۱ء

امامیہ مشن کی ممبری ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق ہے

صرف پانچ روپیہ پچاس پیسے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماکر اپنے اس واحد دینی مشن کے ممبر خصوصی بن جائیے آپ کا منی آرڈر وصول ہوتے ہی سال بھر کے رسائل کا سٹ آپ کو بذریعہ رجسٹری ارسال خدمت کر دیا جائے گا۔ اس لٹریچر کا مطالعہ کر کے آپ ضرور خوش ہوں گے۔

الداعی الی الخیر:۔ آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ ۳

احباب پبلشرز کی طرف سے رجب سے محرم تک رعایتی اعلان

رجب کے مبارک موقع پر اور اس کے بعد محرم تک ہم نے طے کیا ہے جو حضرات ہم سے پانچ روپیہ یا اس سے زائد کی کتابیں اکٹھا منگائیں گے ان کو حسینی شاعر فضل لکھنوی کی ایک بیاض قیمتی ۱/۰۰ مفت روانہ کی جائے گی۔ ہم سے جملہ مذہبی و غیر مذہبی ہر کتاب آپ طلب کر سکتے ہیں۔ آپ کی ہر فرمائش کی تعمیل فوری کی جائے گی۔ کتب فروش حضرات کو معقول کمیشن دیا جاتا ہے۔ (منیجر)

سوانح حیات ـــــــ کوکب قدر

سرکار عمدۃ العلماء کے سوانح اور آخری رسوم کے چشم دید حالات الوداع اے زینت محراب منبر الوداع

عمدہ کتابت معہ دو چینی تصاویر کے سائز $\frac{20 \times 30}{8}$ قیمت ۱/۰

عقیدہ و عمل ـــــــ باقر سید پوری

جس میں آپ کو چہاردہ معصومین علیہم السلام اور دیگر بزرگان دین کے متعلق معرکہ آرا نظمیں یکجا نظر آئیں گی۔

۲۰۸ صفحات، سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ مجلد قیمت ۲/۰۰

احباب لاکٹ

(تعویذی)

جو بلاک سے چھاپا گیا ہو۔ ہدیہ فی جلد ۷۵/۔

موجد و مفکر ـــــــ جوش ملیح آبادی

معرکۃ الآرا مسدس مرثیہ

۱۲۸ صفحات، سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ قیمت ۱/۲۵

جواہر البیان

حدیث کی بہترین کتاب ہے جو عرصہ سے نایاب تھی۔ مصنفہ مولانا سید اکبر مہدی صاحب

قیمت ۶/۔

حمائل

مترجمہ مولانا فرمان علی صاحب۔ یہ حمائل عرصہ سے نایاب تھا اب فوٹو آفسٹ سے چھاپا گیا ہے اور کاغذ اچھا استعمال کیا گیا ہے۔ جلد آرڈر دیجئے تاکہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار نہ کرنا پڑے۔ ہدیہ ۱۵/۔ علاوہ محصول

زیارتگاہیں ـــــ مصنفہ جناب سید اختر حسین جرنلسٹ

یہ کتاب تمام مقامات مقدسہ کے تاریخی اور جغرافیائی حالات نیز کہاں قیام کیا جائے وہاں کے قوانین و مقامات مقدسہ کی تصاویر نیز خشکی اور تری کے نقشہ جات و زیارت چہاردہ معصومین و حضرت عباسؑ و حضرت علی اکبرؑ پر مشتمل ہے صفحات ۱۲۸ علاوہ تصاویر۔ قیمت ۶ر

ذاکر ماتم یا چہل مجالس

حدیث کی یہ کتاب بہت ہی اچھی ہے اور اس میں سلسلہ وار چہل مجلسیں ہیں۔ قیمت ۸/۔

محسوسات شارب

شارب لکھنوی کے قصائد کا مجموعہ۔ (قیمت) ۵۰/۔

چودہ معصوم ـــــ مولانا ابو البیان سید اکبر مہدی صاحب سلیم جروی جو عرصہ سے نایاب تھی شائع کر دی گئی ہے۔

صفحات ۲۰۰۔ سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ ۔ قیمت دو روپیہ

تاریخ ائمہؑ

انبیاء کرام کے ضروری و مختصر اور ائمہ طاہرینؑ کے مفصل حالات معتبر ترین کتب سے، یہ کتاب عرصہ سے شیعہ نصاب تعلیم مسلم یونیورسٹی میں داخل ہے۔ (دوسرا ایڈیشن) قیمت ۵/۔

نوحوں کی جدید بیاضیں

شہر انقلاب — جناب نہال رضوی لکھنوی کے جدید سلاموں اور نوحوں کا مجموعہ۔ قیمت پچاس پیسے

افکار مضطر — جناب مضطر تاجپوری کے جدید نوحوں اور سلاموں کا مجموعہ قیمت پچاس پیسے

عکس گل — جناب شمیم کرہانی کی بہترین نظموں کا مجموعہ۔ قیمت چار روپیہ

مجالس الشیعہ

مصنفہ جناب مولانا سید کلب حسین صاحب قبلہ جس میں اور مسودات بڑھا کر باردوم چھاپا گیا ہے۔ یہ حدیث کی کتاب بہت ہی اچھی اور عام فہم ہے۔ قیمت -/۲

ذاکری کے جدید مسودات

جس میں اور مجلسیں بڑھا کر تیسری مرتبہ چھاپی گئی ہے اس میں مختلف علماء کی چیدہ چیدہ مجالس شامل ہیں۔ قیمت -/۲

مجالس خاتون

مصنفہ سید ریاض الحسن صاحب اس میں زنانی تاریخ وار مجلسیں ہیں اور عورتوں کے پڑھنے کے لئے نایاب کتاب ہے۔ قیمت ۲/۵۰

شب بیداری

مصنفہ جناب سید کلب مصطفےٰ صاحب اس میں وہ تقاریر شامل ہیں جو موصوف نے جونپور کی شب بیداری کی مجالس میں کی ہیں۔ قیمت ۱/۵۰

مجالسِ عزا کی زینت

روحِ انیس — مرتبہ: پروفیسر سید مسعود حسن رضوی ادیب۔ شاعر اہلبیت میر انیس اعلی اللہ مقامہ کا بہترین منتخب کلام بیالیس مرثیے پندرہ سلام پچاس رباعیاں قدیم معتبر نسخوں کی مدد سے صحیح کیا ہوا متن۔ کئی تاریخی، سوانحی، تنقیدی مقدمے۔ بے شمار توضیحی اور تنقیدی فٹ نوٹ۔ کربلا کی عظیم خونیں داستان اور انیس کی آب کوثر سے دھلی ہوئی زبان۔ یہ مرثیے پڑھ کر اپنا ایمان تازہ اور اہل مجلس کے قلوب کو گرمائیے۔ عمدہ کاغذ، نفیس کتابت، دیدہ زیب طباعت۔ قیمت چار روپے۔

تحفۃ العوام — مع تصاویر

روضہ جات و عمدہ کتابت و طباعت مع فتاویٰ آقا محسن الحکیم و تصویر آقا محسن الحکیم مع اضافہ ادعیہ و مسائل ضروریہ۔ نہایت دیدہ زیب ٹائٹل — قیمت صرف ۲/۴

رزم نامہ انیس

مرتبہ: پروفیسر سید مسعود حسن رضوی ادیب

عظیم شاعر کا عظیم شاہکار۔ مراثی انیس کے بہترین اقتباسات سے ترتیب دیا ہوا ۱۲۵۵ بند کا لاجواب مسدس حضرت سید الشہداءؑ کی ولادت سے شہادت تک کے حالات کا بے نظیر مرقع۔ اس کا ایک ایک حصہ روزانہ مجلس میں پڑھا جائے تو واقعات کربلا کا مفصل اور مکمل نقشہ آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ یہ کتاب مؤلف کے سالہا سال کے ریاض کا ثمرہ ہے۔ حکومت یو۔ پی نے اس کتاب کی تالیف پر مؤلف کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا۔ قیمت تین روپے

ذوالفقار — شمیم کرہانی

یہ وہ معرکۃ الآرا مسدس ہے جس کو شمیم کرہانی نے امام باڑہ غفرانمآب رح میں بسلسلۂ مجالس مولانا کلب حسین صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ پڑھا۔ صفحات ۴۸ علاوہ ٹائٹل قیمت -/۵۰

مذہبی تعلیم

مولوی محمد باقر صاحب

اوّل و دوم ۱۰، سوم ۸، چہارم ۸، پنجم ۱۴

ملنے کا پتہ:- احباب پبلشرز اقبال منزل مقبرہ عالیہ گولہ گنج لکھنؤ ۱

مراثی انیس — (نول کشوری) طبع جدید۔ چار جلدیں

مراثی انیس کے مرثیوں کی یہ جلدیں ستر برس سے مقبول ہوتی چلی آرہی ہیں۔ ادھر کئی سال سے بالکل نایاب تھیں۔ اب پھر عمدہ سفید کاغذ پر نفاست کے ساتھ چھاپی گئی ہیں، مگر یہ ایڈیشن بھی ختم کے قریب ہے۔ صرف چند جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ خریداری میں عجلت کیجئے۔ چاروں جلدوں کے مکمل سٹ کی قیمت اٹھائیس روپئے۔

مذہبی تعلیم — مولوی محمد باقر صاحب

اوّل و دوم ۱۰، سوم ۸، چہارم ۸، پنجم ۱۴

تصویر عزا — جس میں امام مظلوم کی ذات سے جتنے مسائل تعلق رکھتے ہیں آپ کے دردناک واقعۂ شہادت پر جتنے شکوک و شبہات اور آپ کی عزاداری پر جتنے اعتراضات کئے جاتے ہیں ان سبھی کے انتہائی مفصل اور تحقیقی جواب دیئے گئے ہیں۔ چوتھا ایڈیشن۔ قیمت -/۵

ابوہریرہ — مشہور صحابی رسول جن کی حدیثوں سے کتب احادیث بھری پڑی ہیں تحقیقی حالات زندگی اور ان کی حدیثوں پر جامع تبصرہ۔ قیمت ۳/۵۰

بنی امیہ — بنی امیہ نے پیغمبر اسلام اور اسلام پر کیا کیا مظالم ڈھائے اپنے اقتدار اور حکومت کے مضبوط کرنے کے لئے کن کن ہتھکنڈوں سے کام لیتے رہے۔ قیمت ۲/۵۰

شیخ جیلانی — تصوف کا اسلام سے کیا تعلق ہے، تصوف کی ابتدا کن حالات میں ہوئی۔ جناب شیخ جیلانی کے تفصیلی حالات، ان کے سیّد ہونے کی تحقیق اور ان کے معجزات پر تبصرہ۔ قیمت -/۱

عبداللہ ابن سبا — وہ تاریخی بحث جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اسی نے دنیائے اسلام کو الیسا برگشتہ کیا کہ وہ خلیفۂ وقت کے قتل پر تیار ہو گئی۔ کیا اس نام کا واقعتہً کوئی شخص گزرا بھی ہے؟ قیمت -/۱

دینیات — مولانا فرمان علی صاحب اوّل -/۲۰ دوم -/۷۵ سوم -/۱

ہابیل قابیل

مصنفہ مولانا سید کرار حسین فخر الافاضل واعظ مدرستہ الواعظین لکھنؤ۔ کتاب "بھائی بھائی" مصنفہ ڈاکٹر غلام جیلانی برق کا محققانہ جواب ہے۔ برق صاحب نے اس کتاب میں مذہب امامیہ کے خلاف جو زہر اگلا ہو کتاب "ہابیل قابیل" اس کا تریاق ہے سائز $\frac{20\times30}{16}$ تقریباً ۳۰۰ صفحات عمدہ کتابت و طباعت قیمت محض ۲/۷۵

ہمارا دعویٰ ہے کہ مذہبی کتابیں اتنی کم قیمت پر نہیں مل سکتیں صرف پانچ سو جلدیں طبع ہوئی ہیں۔ پہلی فرصت میں طلب کیجئے۔

وادی ایمن

مصنفہ علامہ مانی جائسی صاحب۔ مجموعہ قصائد جس میں چہاردہ معصومینؑ اور سقائے حرم حضرت عباس علیہ السلام و شہزادہ علی اکبر علیہ السلام کے علاوہ غدیر خم وغیرہ پر بھی قصائد شامل ہیں۔ مجلد گرد پوش۔ علاوہ محصول ڈاک قیمت ۲/-

حسینی مثنوی

مصنفہ نواب سید حکیم احمد نقوی (حنفی) جس پر پیش لفظ علامہ مانی جائسی نے لکھا ہے۔ بالکل نئی اور اچھوتی چیز ہے۔ قیمت -/۵۰

تحفۃ الابرار — دعاؤں کا بہترین مجموعہ مع اضافہ اعمال عاشورہ و اربعین۔ قیمت ۳/۵۰

نور ایمان — مصنفہ مولوی خیرات احمد صاحب جس کے پچاسوں ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ قیمت -/۵

ذخیرہ مناقب — مختلف مناقب جو نہایت مقبول ہیں۔ قیمت ۱/۷۵

رہنمایان اسلام — مصنفہ مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ جس میں سوانح چہاردہ معصومینؑ مع بسوط تبصرہ سائز $\frac{20\times30}{16}$ مجلد مع گرد پوش علاوہ محصول ڈاک قیمت -/۲

عمدۃ المجالس — مولانا کلب حسین صاحب قبلہ

جناب مولانا کلب حسین صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ کی مجالس کا دوسرا مجموعہ جس کا عرصہ سے لوگوں کو اشتیاق تھا۔ کتابت طباعت دیدہ زیب مع فوٹو مولانا موصوف، مجلد مع گرد پوش قیمت -/۴

تفسیر قرآن پارۂ اوّل — مصنفہ مولانا سید علی نقی صاحب سائز $\frac{20\times26}{8}$ صفحات ۳۲۸ قیمت -/۶ علاوہ محصول ڈاک

تاریخ اسلام جلد اوّل — مصنفہ مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ سائز $\frac{20\times30}{16}$ مجلد مع گرد پوش علاوہ محصول ڈاک قیمت -/۲

دعائے نور مترجم -/۲۵ دعائے مشلول -/۲۰ دعائے سباسب -/۲۵

ملنے کا پتہ:- احباب پبلشرز اقبال منزل مقبرہ عالیہ گولہ گنج لکھنؤ

indianmanuscript@gmail.com, noormicro@yahoo.com

۲ کامیاب ترین کتابیں

(۱) افادات ہومیوپیتھی

ڈاکٹر سیّد عبد القیوم کے چالیس سالہ تجربات کا نچوڑ۔ اس کتاب میں کُل ۱۱۴ دوائیں ہیں جن کی علامات نمبروں کی صورت میں دی گئی ہیں۔ اگر کسی مریض میں کسی دوا کی ایک یا زیادہ سے زیادہ دو علامتیں پائی جائیں تو خواہ کوئی مرض ہو کسی حصۂ جسم میں بھی ہو اور کسی سبب سے بھی کیوں نہ ہو یہ دوا اس مریض کو شفا دینے کے لئے کافی ہوگی۔ صفحات ۱۲۸

قیمت مجلد دو روپئے

(علاوہ محصول)

(۲) مجرّبات ہومیوپیتھی

ڈاکٹر صاحب کی دوسری نئی کتاب اس کتاب میں مصنف کے ۴۰ سالہ پریکٹس کے مجرّبات درج ہیں۔ جس میں سر سے پیر تک کے تمام امراض کا تفصیلی بیان اور مختصر ترین علامات کے ساتھ ساتھ بار بار تجربے کئے ہوئے مجرّب نسخے جات درج ہیں۔ صرف یہی دونوں کتابیں ایک مبتدی کو بھی کامیاب ڈاکٹر بنا دینے کے لئے کافی ہوتی ہیں۔

صفحات ۳۰۴

قیمت مجلد چار روپئے بارہ آنے

(علاوہ محصول)

ملنے کے پتے

(۱) احباب پبلشرز اقبال منزل مقبرۂ عالیہ گولہ گنج لکھنؤ

(۲) دانش محل امین الدولہ پارک لکھنؤ

indianmanuscript@gmail.com, noormicro@yahoo.com